سلطان العلماء

علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں۔

منجانب۔

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

نام کتاب	:	خاکِ کربلا
مقرر	:	علامہ غضفر عباس ہاشمی تونسوی
مرتب	:	فرقان حیدر حیدری
ناشر	:	ون ٹین بکس
کمپوزنگ	:	عمران شیخ
مطبع	:	تنویر رضا
پروف ریڈنگ	:	میر حسین حیدر تکلم
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	۲۵۰ روپے
سالِ اشاعت	:	مئی، 2012
پیشکش	:	منور حسین (سلطان العلماء اکیڈمی)

www.sultanulollama.com

Sultan ul Ollama Academy
Add: Satellite Town, Bahawalpur.
Ph: 0092 306 5127214
e-mail: info@sultanulollama.com

www.onetenbooks.com

One Ten Books
Add: Flat # B-8, 4th Floor, Ali Centre,
Block 13-C, Gulshan e Iqbal,
Karachi - Pakistan.
Ph: 0092 21 - 34819283, 84
Fax: 0092 21 - 34821053
e-mail: info@onetenbooks.com

انتساب

"الٓمٓ" کی تفسیر کے نام

"ھل من" کی تاویل کے نام

اُن عاشقوں کے نام
جن کے خون کی خوشبو سے خاکِ کربلا مہکتی ہے

جب خاکِ کربلا اُٹھاؤ تو پڑھو

﴿امام صادقؑ﴾

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ هٰذِهِ الطِّيْنَةِ وَبِحَقِّ الْمَلِکِ لَّذِیْ اَخَذَهَا وَبِحَقِّ النَّبِیِّ الَّذِیْ تَنَزَّهَا وَبِحَقِّ الْوَصِیِّ الَّذِیْ حَلَّ فِيْهَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاجْعَلْ لِیْ فِيْهَا شِفَآءً مِنْ کُلِّ دَآءٍ وَاَمْنًا مِنْ کُلِّ خَوْفٍ

فہرستِ مجالس

پہلی مجلس

۸۔ کربلا ہے خاک لیکن نور ساز۔

۹۔ علامہ جعفر شستری کا خراجِ تحسین

دوسری مجلس

تیسری مجلس

چوتھی مجلس

۲۔ پوری کائنات میں پناہ حسینؑ دیتا ہے۔

۳۔ اللہ نے خلقِ کربلا کے موقعہ پر اپنے امینوں کو شریک نہیں کیا۔

۴۔ جسکا جیسا ظرف اُس کی ویسی تخلیق (امامِ علیؑ)۔

۵۔ خاکِ کربلا مرسلین کی پناہ گاہ ہے۔

۶۔ خاکِ شفاء صرف ایک نام ہے اِسکا۔

۷۔ خاکِ کربلا کے کم اَز کم ایک لاکھ ۲۴ ہزار نام ہیں۔

۸۔ خطِ حاجت کو تراب سے مَس کرنا۔

۹۔ حسینؑ نفسِ مطمئن ہیں۔

۱۰۔ جو حسینؑ کا زائر ہے وہ اللہ کا زائر ہے۔

۱۱۔ پوری کربلا ہی خاکِ شفاء ہے۔

پانچویں مجلس

••••• صفحہ نمبر 92 •••••

۱۔ سورۂ زلزلہ میں زمینِ کربلا کا ذکر۔

۲۔ ''باقی رہیگا تو تیرا رب کا ذوالجلال چہرہ''۔

۳۔ خاکِ کربلا کی حقیقتِ نورانیہ اِک راز ہے۔

۴۔ خدا کا عکس اور آئینے کی حقیقت۔

چھٹی مجلس

۹۔امامِ زمانہؑ کی گواہی۔

۱۰۔یہ سب کچھ عزاداروں کے لئے۔

ساتویں مجلس

۱۔تیمّم کا حکم قرآن میں۔

۲۔پاک مٹی کسے کہا جاتا ہے؟

۳۔تراب ہر عناصر سے زیادہ امین ہے۔

۴۔جو حسینؑ پہ خرچ کرے۔۔۔۔

۵۔خاکِ کربلا مبارک خاک ہے۔

۶۔شیعہ اور خاکِ شفا کا رابطہ۔

۷۔ولایت دل میں رہتی ہے۔

۸۔حسینؑ سے بلا فصل ہونے کے لئے خاکِ کربلا کی ضرورت ہے۔

۹۔گنہگار کی قبر میں خاکِ کربلا۔

آٹھویں مجلس

۱۔سورہ بلند میں خاکِ کربلا۔

۲۔روزِ عاشور فقیہہ والا دن ہے۔

۳۔جسکے کپڑوں پر تراب لگی ہوتی ہے۔۔۔۔

۴۔علامہ اسد حیدر ہاشمی کی خاکِ کربلا پہ نظر۔

۵۔یہ خاک تقدیر سے زیادہ کارگر ہے۔

۶۔کوثر سے کہیں زیادہ پاکیزہ ہے یہ خاک۔

۷۔''اے زمینِ کربلا تجھے مبارک ہو، پھر سے مبارک ہو''۔

۸۔اِسکے ایک ذرے میں لاکھوں سورج ہیں۔

۹۔اِک عالم کی صدا یاحسینؑ، یاحسینؑ، یاحسینؑ۔

۱۰۔''میں ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں''۔

۱۱۔کلامِ جوش۔

نویں مجلس

••••• صفحہ نمبر 151 •••••

۱۔ہم نے مومنین کے لئے شفاء کو نازل کیا۔

۲۔شفاء کہاں کہاں ہے؟

۳۔کائنات مل کر بھی خاکِ کربلا کا ایک ذرہ نہیں بن سکتی۔

دسویں مجلس

••••• صفحہ نمبر 165 •••••

فرقان حیدری

عرضِ ناشر

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم ☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

اتنی حمد ہے اُس صاحبِ حمد کی جتنی اِس خاک کے ذرے ہیں،

درود ہے اُن اربابِ العالمین پر کہ جن پر خلاقِ اکبر بھی درود پڑھتا ہے،

الف احسان ہے اُس ذاتِ قدسی صفات کا کہ جس نے حقیر کو اِس قابل بنایا کہ وہ اپنے برسوں پرانے خوابوں کو شکلِ حقیقی دے پایا۔ آج کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے قلم کو حکم دے رہا ہے کہ وہ میری روح کا حال اِس مثلِ بحر کاغذ پہ مجھ سے پوچھے بغیر ہی لکھ ڈالے، بے شک میں اپنے قلم کا رب ہوں، مگر آج الفاظ کی قلت اور احساس کی شدت کا وہ عالم ہے کہ بس خدا ہی جانتا ہے۔

مجھے اُس ہستی کے تعارف میں چند سطریں لکھنے کو کہا گیا ہے جسکی ہیبت سے علم کے دفاتر سمٹ جایا کرتے ہیں۔ وہ ہستی کہ جس کے فقط نام سے ہی اہل کے خون میں اُبال اجاتا ہے اور نا اہل کے ماتھے پہ داستانِ اجداد تحریر ہو جاتی ہے، وہ نام جو کافی ہے، نا صرف عُلماءِ وقت کیلئے بلکہ علم کیلئے بھی، وہ گفتار جسے اگر صاحبِ زبان سنے تو ابولفصاحت کا خطاب دینے پر مجبور ہو جائے۔

کون ہے اِس روحِ زمین پر جوعلیؑ کی دی ہوئی خیراتِ علم کوقلمبند کر سکے۔ کس قلم کی یہ بساط ہے کہ وہ اُس بھیک کا حصار کر کے تحریر کرے جو درِ کُن فیکون سے ملی ہو،؟

نہیں حضور! قطعاً بھی نہیں! جس علیؑ کی بھیک میں دی ہوئی انگوٹھی آیت بن جائے اُس علیؑ کے بھیک میں دیئے ہوئے غضنفر کا تعارف کرنا کم از کم ہمارے بس کا تو روگ نہیں!

''غضنفر'' علم کا وہ خاموش سمندر، جسکے سینے میں حقائق کے جوہر آج بھی ٹھنڈی سانسیں لے رہے ہیں اِس امید میں کہ کوئی تو ہوگا جو ہمیں سُن سکے گا۔

اے کاش یہ زمانہ وقت کو اِس گوہرِ نایاب کو پہچان جاتا مگر افسوس غیر تو غیر تھے اپنوں نے ہی بہتان کی وہ برسات کی کہ جو اسرار غضنفر کی زبان سے عطائے ذوالجلال بن کر ظاہر ہوئے تھے، وہ بحرِ عقائد میں ہی ضم ہو کر رہ گئے۔

لاکھ احسان ہے اُس پیکرِ احدیت کا جس نے حقیر کو اِس قابل بنایا کہ وہ ان اسرار کو سنبھال سکے اور وقت آنے پر نگاہِ عام میں لا سکے۔ اِن اسرار کے سمندر میں چند جواہر کے نام ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ طریق العرفان

۲۔ حقیقتِ محمدیہ

۳۔ بسم اللہ

۴۔ بیت اللہ

۵۔ امامُ الکلام

۶۔ توحید

۷۔ تسبیح

۸۔ ربِ غیرت

۹۔ اُم المصائب

۱۰۔ ابوابُ الحوائج

۱۱۔ حُروفِ مقطعات

۱۲۔ خدا کا سایہ

۱۳۔ شجرہِ طیبہ

۱۴۔ ردِ خالصیت

۱۵۔ مفہومِ رضا

جو کتاب آج آپ کے ہاتھوں میں ہے یا شاید کبھی ہوگی، یہ بھی اِس بحرِ اسرار کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے جو سلطان العلماء نے 2011 میں لاہور کے امام بارگاہ قصرِ بتولؑ میں، جناب ظہیر زیدی کے زیرِ اہتمام عیاں کیا تھا۔

اور کیا عیاں کیا تھا! الامان اور الحفیظ!

صدیوں سے مخلوق سر دُھنتی تھی، علم ہاتھ کاٹتا ہوا، بال نوچتا ہوا نگر نگر گھومتا تھا، ایک سوال کے ساتھ۔ آخر یہ خاکِ کربلا ہے کیا؟ اِس کُرہ ءارض کی سب سے مقدس خاک یا پھر اِس کُرہ ء ارض کا حصہ ہی نہیں؟ آخر راز کیا ہے جو اِس خاک کو مکہ، مدینہ، نجف اِن تمام مقامات سے بے حد خاص بنا دیتا ہے! جواب شاید ظہورِ قائمؑ سے پہلے نہ ملے لیکن علم کی تاریخ میں پہلی بار ایک بنیاد

بنائی گئی جس سے ذہن کے تصور کدے میں ایک تصویر بن جائے۔

''خاکِ کربلا'' جسکا راز صرف قیامت کے روز کھلے گا، جسے قرآن نے ''نباءِ عظیم'' کا لقب دیا۔

میں اپنے پہ واجب سمجھتا ہوں کہ حاسدوں کے شکوک سے دین کو پاک کروں، چونکہ جو سامنے آیا وہ ہی ہمیشہ بہتان کی زد میں آیا، لہٰذا دشمنوں کی دھمکیاں اور اپنوں کی معصومانہ ملامت کو نظرانداز کر کے یہ کتاب مرتب کر رہا ہوں، جس میں اسرارِ الٰہیہ کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے۔ اگر سمندر صدف کو اور صدف گوہر کو اُگل دے اور سورج اندھیروں اور تاریکیوں کو ہڑپ کر جائے تو آنکھوں والوں پہ پھر حجت تمام ہے۔ پھر اللہ کو اُس کی پرواہ نہیں وہ ایمان لے آئے یا کفر کرے۔

۹ مئی ۲۱۰۲

فرقان حیدری

جی۔ایم۔(ون ٹین گروپ)

میر حسین حیدر تکلم

میں کرب و بلا ہوں

کب بھلا سب کو میسر ہے مصلی میرا
نام شبیرؑ نے رکھا ہے معلّیٰ میرا

دستِ قدرت کی تراشی ہوئی تصویر ہوں میں
قسمتِ حرؑ کی قسم کاتبِ تقدیر ہوں میں
خود پہ مغرور ہوں عباسؑ کی جاگیر ہوں میں
مرکزِ نور ہوں والشمس کی تفسیر ہوں میں
ہو نہیں سکتا میرے نور کا ہم سر سورج
میری آغوش میں اُترے ہیں بہترؔ سورج

بار نبیوں کی امانت کا اُٹھایا میں نے
اپنے زرّوں کو ستاروں سے بڑھایا میں نے
ایسے دربار شہادت کا سجایا میں نے
فرش پر عرش نشینوں کو بلایا میں نے

بے اجازت نہ یہاں سے کوئی رہبر گزرا
ہر نبی خمس لہو کا مجھے دے کر گزرا

مجھ کو ذہنوں کے مریضوں کی دوا آتی ہے
میرے زروں سے انا الحق کی صدا آتی ہے
سجدہ کرنے میری چوکھٹ پہ قضا آتی ہے
بس میری خاک سے خوشبوِ وفا آتی ہے

جب سے عباسؑ کے پرچم کو اُٹھا رکھا ہے
آسمانوں نے مجھے سر پہ بٹھا رکھا ہے

ابوطالبؑ کے اجالے ہیں میری گودی میں
فاطمہؑ زہرا کے پالے ہیں میری گودی میں
مستند رب کے حوالے ہیں میری گودی میں
دین کو پالنے والے ہیں میری گودی میں

سارے عالم کے لئے جاءِ اماں کہتی ہے
ارے مکے کی زمیں بھی مجھے ماں کہتی ہے

قبر میں جب بھی اُترتی ہے کسی کی میت
حکمِ معبود سے ہوتا ہے فشارِ تربت
میرے مالک نے مجھے بخشی ہے ایسی قوئت
میں کفن میں جو رہوں خاکِ شفا کی صورت

سختیوں سے اسے تربت کی چھڑا لیتی ہوں
میں عزدار کو جلنے سے بچا لیتی ہوں

پوچھ لو عالمِ امکاں سے فضیلت میری
منقبت خوان ہے اللہ کی جنت میری
ملتی جلتی ہوئی آیات سے صورت میری
انبیاء آتے ہیں کرنے کو زیارت میری

ظلمتوں کی یہاں برسات نہیں ہوسکتی
میں وہ بستی ہوں جہاں رات نہیں ہوسکتی

طور پر موسیٰؑ نے بس ایک جھلک دیکھی تھی
ہے مجسم یہاں موجود حسینؑ ابنِ علیؑ
میری مٹی کو بھلا طور سے نسبت کیسی
باتیں کرنے وہاں اللہ سے جاتے تھے نبیؑ

میری سرحد میں یہ قانون بدل جاتا ہے
یہاں شبیرؑ سے ملنے کو خدا آتا ہے

میں نے عباسؑ کے قدموں سے وفائیں لیلیں
اپنے قبضے میں زمانے کی ہوائیں لیلیں
رحمتوں نے میری بڑھ بڑھ کے بلائیں لیلیں
میری مٹی نے جو زہرہؑ کی دعائیں لیلیں

رات دن معجزے اس واسطے ہوتے ہیں یہاں
شبِ عاشور کے جاگے ہوئے سوتے ہیں یہاں

میری معراج کی تاریخ ہے اکسٹھ ہجری
وہ جو صدیوں سے تھی بے چینی میری ختم ہوئی
میری تقدیر نے حرؑ کی طرح کروٹ بدلی
میں نے مانگی تھی جو دولت مجھے شبیرؑ نے دی

اب میری خاک کسی تاج کی محتاج نہیں
شہؑ کی نعلین سے بڑھ کر تو کوئی تاج نہیں

دشمنِ آلِ پیمبرؐ کو نہ چھوڑا میں نے
کاسہِ بیعتِ کفار کو توڑا میں نے
بے ضمیروں کے ضمیروں کو جھنجھوڑا میں نے
پانی پتھر کی بھی آنکھوں سے نچوڑا میں نے

یوں ہے جاری میرا فیضان کئی صدیوں سے
پنجتنؑ ہیں میرے مہمان کئی صدیوں سے

دور بدلے ہیں مگر میرا نہ بدلہ نقشہ
جیسے قرآں میں کوئی ردو بدل کر نہ سکا
ہے جو سرحد پہ میری حُرِ جریؑ کا روضہ
اُس کے روضے سے مسلسل یہی آتی ہے صدا

لشکرِ ظلم کو فتنے نہ اُٹھانے دوں گا
شہہؑ کا دربان ہوں غیروں کو نہ جانے دوں گا

نام تاریخ سے ہرگز نہ مٹے گا میرا
مرتبہ حشر میں دنیا پہ کھلے گا میرا
حق جہاں ہے وہاں قانون چلے گا میرا
تا ابد خلد پہ احسان رہے گا میرا

مدعٔی اپنا بتانے کہاں جاتی جنت
میں نہ ہوتی تو سمجھ میں کہاں آتی جنت

میرے ذروں سے ملاتا نہیں سورج بھی نظر
خودسروں نے بھی جھکائے میری دہلیز پہ سر
دو جہاں آئیں جہاں وہ ہے جہاں میرا نگر
ایک شبیرؑ کے سجدے نے دیا اتنا اثر

ہفت افلاک ہے موجود غلامی کے لئے
کعبہ چل کر یہاں آتا ہے سلامی کے لئے

ابنِ زہراؑ نے تکلم میرے بدلے حالات
ہے میری راہ سے لپٹی ہوئی اب راہِ نجات
تختِ بلقیس بنی ہے میرے زروں کی زکات
ایک پیاسے نے پلایا ہے مجھے آبِ حیات

میری وادی پہ قیامت نہ گرائے گا خدا
جیسی ہوں حشر میں ویسا ہی اُٹھائے گا خدا

علی رضا الساقی

پیش لفظ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

سزاوار حمد ہے ذات بیان

اور درود و سلامِ بے پایاں اسکے معانی کے لیے

خاکِ کربلاء وہ خاکِ معلّٰی ہے جو ملائکہ کی ضیافتِ عبادت کرتی ہے، اِس خاک کے جواھر ریزے آدمؑ سے عیسیٰؑ تک حجۃ اللہ کے عزاءِ حسین علیہ السلام میں عبادتِ پرسہ داری کے شاہد ہیں اور یہ شہادت ان جواھر کی کنہِ جوہریت نہیں بلکہ ان کی کنہ جوہریت ظلّ سید الشہداءؑ ہے کہ عرش اللہ پر جن کا نام مرقوم ہے۔

اللہ العالمین نے شفاء کو اس خاک میں قرار دیا ہے، درحقیقت اس خاک کو اپنا اسم قرار دیا ہے کہ شفاء ، عوالم کے درد ہائے ظاہری و باطنی کی دوا ہے جیسا کہ دعاء میں آیا ہے کہ ''یامن اسمہ دواء و ذکرہ شفاء'' پس خدا نے شفاء کو جو کہ اسی کا اسم وذکر ہے اس خاک میں قرار دیا ہے۔

لفظ ''اسم'' کا لغوی مطلب علامت ہے جنابِ امیر المومنینؑ فرماتے ہیں'' الأ سم ما

أنبا عن المسمیٰ ''یعنی جو مسمیٰ کو کشف کرے، اس کی حکایت بیان کرے، اس کی علامت ہو تو خاکِ کربلاء اللہ کے اسمِ شفاء کا مسمیٰ ہے، اُس کی اِس صفت کی حکایتِ جوھریہ ہے، اس کی تکوینی علامت ہے اور اپنی جوھریت میں یہ اسم الاسم نہیں یعنی اسمِ لفظی نہیں کیونکہ ذواتِ خارجیہ میں اسمِ لفظی کی دلالت اعتباری ہے بلکہ یہ خاک اسمِ تکوینی کا مظہر ہے جس کی دلالت اعتباری نہیں اعیانی ہے یعنی خاک کربلاء اسم الاسم شفاء کے اسم تکوینی فعلی کا کلی مظہر ہے اور خلقت کعبہ سے چوبیس ہزار برس پہلے اس کا وجود اس بات پر بیّن دلیل ہے۔

بنا بریں خاکِ کربلاء اسماء وصفات الٰھی کی مظہر ہے کیونکہ خدا کے تمام اسماء باطن میں شفاء ہی کے حامل ہیں اور ہر اسم کسی درد و طلب سے مخصوص ہے جبکہ تربتِ سید الشھداءؑ کا درد محدود و مختص نہیں پس اسم اعظم وغیر اسماء اعظم کا مستقر یہی خاک ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ خاک ہر درد کی دواء ہے، شفاء ہے یہ خاک اس اسم کی حقیقت ہے جو ''مغالقِ ابواب السماء'' کی ''مفتاحِ انفتاح'' ہے، جو ''مضائقِ ابواب الارض'' کی مفتاح ہے جو ہر عُسر کی مفتاحِ یسر ہے، ہر جہل کی دواءِ علم ہے، ہر فقر کی غناء دار ہے، ہر تنگی کی وسعت گیر ہے ہر شک کی دواءِ یقین ہے ہر ذلت کی درمانِ عزت ہے مگر شرط وشروط کے ساتھ اور ان شروط پر پورا اترنے کے لیئے معصومؑ کی تعلیم کردہ دعا بھی سلطان العلماء نے اس عشرے میں بیان فرمائی ہے۔

اور کیوں نہ ہو یہ خاک ان عظمتوں کی حامل کہ ابا عبداللہ الحسینؑ نے اس خاک پر لا الہٰ کا انتساب لکھا ہے یہ خاک نوامیسِ الوھیت کی پاسدار ہے عالم ربانی آیت اللہ وحید الخراسانی فرماتے ہیں کہ ''خاک کربلا سے متعلق معصومینؑ کے ان فرامین کی حقیقت کے اسرار کو کوئی نبیءِ مرسل ہی پا سکے تو پائے کہ اس خاک میں عظمت وجلال کا راز اور کبریائی وعبودیت کی رمز ہے''

جب اذھان بشریہ میں موجود بلا روحِ دلالت مصطلاحات کا منبع ہو جائے تو اوامرو تکالیفِ اصولیہ میں عمیانی تقلیدِ محض اس کا لازمی نتیجہ قرار پاتی ہے جو انفرادی حقِ عبودیت کے انفصال پر منتج ہوتی ہے اگر وصولی اصل کے لیے حاصل کیے جانے والے علوم ہی حائل ہو جائیں تو ماہرین علم الاصول اعتبارِ بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں اور مصطلاحات کی نابینائی لاٹھی حجت الی الحق، من الحق، عن الحق کی بجائے حجت علی الحق کی ضلالت کی طرف لے کر چلتی ہے جیسا کہ آیت اللہ کمال الحیدری ایک محاضرہ میں فرماتے ہیں کہ "علوم دین سے متعلقہ علومِ فلسفہ و منطق و تفسیر و حدیث و رجال وغیرھم اس لیے پڑھائے جاتے ہیں کہ طالبِ علم ان علوم میں تخصص حاصل کرے اور اس کے ذریعے دنیائے علم میں دین کی خدمت کرے نہ کہ اس لیے کہ ان کے ذریعے دین پر حجت قائم کرے" کیونکہ کل کے بنے ہوئے اصولوں کی بنیاد پر ایستادہ علوم سے ازلی حقیقتوں کو نہیں سمجھا جا سکتا ایسی صورت میں اخبارِ حق کو قیل و قال سے محو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اہلِ جہل خود کو غلبہ جہل کے لیئے صالح کرنے لگتے ہیں، مبلغ معلومات کے دائرے سے باہر ہر چیز کا انکار ہوتا ہے حقیقتِ علم کہ نکتہ سے انکاری ماہرین کے یہاں کثیر معلوماتِ منقولیہ رواج پکڑنے لگتی ہیں ایسے میں جب ساکن خفاء و تکلیف حق اپنے اختفاء کے سبب اہلِ جہل کے لیے خفت کا باعث ہو کر باطل سے موسوم ہونے لگے اور خُفت و خیز باطل کثرتِ رواج کے جواز پر حق سے موسوم ہونے لگے تو ایسے میں سلطان العلماء علامہ غضنفر عباس ہاشمی صاحب کا وجود نعمتِ مولاؑ ہے جو "واما بنعمت ربک فحدث" کا مصداق ہیں، جو وحید و فرید العصر ہیں۔

اور یہ تو مولائےؑ "لکل قوم ھاد" کا تکوینی نظام ہے کہ "فوق کل ذی **علم علیم**" رب جلالت ایسی صورتِ احوال میں کسی جبل صفت ضبط کے سینے سے قہری طور پر عریاں دلالتوں

کی ٹکریں مارتی ہوئی ندیاں بہا دیتا ہے اور یہی سلطان العلماء کا خاصہ ہے کہ وہ بازارِ اصطلاح فروشاں میں اپنے مقام پر واحد ہستی ہیں جو اہلِ مودت میں زرِ بفتنی علم کے معرفت ریزے تقسیم کر رہے ہیں۔

سلطان العلماء مدّ ظلہ العالی کی ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں کہ مملکت خداداد اور تمام بلاد مجاورہ میں بقدرِ قابلیت خود ولایت علی علیہ السلام میں مجاورت خاک کربلاء اختیار کرنے والے مومنین کے منور قلوب کو نورِ مودت کے ہالے میں رزق وسعت دینے کے لیے ربِ جلالت نے سلطان العلماء کو وسیلہ قرار دیا ہے، **یوم تری المؤمنین و المؤمنات یسعی نورھم بین أیدیھم و بأیمانھم بشرکم الیوم جنٰت تجری من تحتھا الأنھار خالدین فیھا ذلک ھو الفوز العظیم** ، وہ زمان کی طرح برپا ہیں اور ہمیشہ بپا رہیں گے یہ سخن آرائی نہیں، باعثِ تعجب نہیں کہ غضنفر طبیعت، علم ریز، شمعِ عرفان رکھنے والی جبینِ مودت کو اس امامؑ کے خیمے کا ظل میسر آ جائے کہ "زمانے جس کے خیموں کی طنابوں سے لپٹ کر سانس لیتے ہوں" اس کے علم بکف مودت ریزوں کا زمانے کی طرح برپا ہونا اس کا خاصہ نہیں، اس کا لازمہ ہے۔

خصوصیت کے ساتھ اس کا ایک اور سبب ہے اور وہ یہ کہ اگرچہ اس دہلیز پر جھکنے والی ہر جبیں اپنی طلب میں طلب سے کہیں زیادہ مالا مال ہوتی ہے اور کلام و تخلیق کا رزق پاتی ہے، وجدان و زیست کا رزق پاتی ہے مگر خصوصی طور پر یہ صفت اس کو کیوں نہ حاصل ہو جسکا نطق "ومـا ینطق" سے صدور کرنے والے کلمات میں غواصی کرتا ہوا اور اس کے نطق سے زیادہ سے زیادہ کلام "وما ینطق" کے پرتو مودت سے صدور کرتا ہو۔

سلطان العلماء علماء و خطباء میں ایسی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں کہ آپ ہی اپنی مثال

ہیں کوئی فقہ کے حجاب میں ہے تو کوئی منقولات کے، کوئی ادب کے حجاب میں ہے تو کوئی معقولات کے، یہ تمام حجاب سلطنت عقیدہ میں محرمِ ایوانِ صفت تو ہو سکتے ہیں مگر محرمِ حریمِ ذات نہیں، عرفانِ صفت عرفانِ متصف تو دے سکتا ہے مگر عقیدہ عرفانِ موصوف کا عُقدہ کشا ہے اور یہ حجابات ایسے ہی احسن ذوق کے حامل مومن سامعین کی تالیفِ عقیدہ کا سبب تو ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی بجائے خود ایک خدمت ہے۔ مگر سلطان العلماء کے بیک وقت ان تمام علمی اسالیب کے ساتھ ساتھ آپ کا خاصہ خالصتاً عقائد و معارفِ اہل البیتؑ ہے جو کہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

منبر سے عقائد حقہ کے علمی دفاع کے ساتھ ساتھ، معصومینؑ کے خطبات سے لے کر توحید، عرفان، ابواب الحوائج، علم الحروف، اور ان جیسے ہزاروں موضوعات جو پہلی مرتبہ منبر سے بیان کیے گئے اور اس طرح بیان کیئے گئے کہ جیسے اس سے بڑھ کر بیان ہو نہیں سکتے، ان تمام موضوعات پر عشروں کے عشروں کی صورت میں آپ کے بانٹے ہوئے لاتعداد معارف ریزے آنے والی نسلوں تک کے لیئے محفوظ ہو رہے ہیں جنہیں صوتی صورت سے کتابی صورت میں یکے بعد دیگرے لانے کی عظیم خدمت جناب فرقان حیدری صاحب سرانجام دینے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں۔

''سرخاک کربلاء'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو سلطان العلماء کے عبادتِ ذکر کے موضوعات میں سے ایک عشرے کا موضوع ہے جس میں آپ نے خاک کربلاء کے ان اسرار کو اس انداز میں بیان کیا ہے جس میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاکمِ سلطنتِ قلب کی جانب سے جبین عبودیت کے لیئے امر صادر ہوتا ہے کہ عبودیت، اپنی کنہ، ربوبیت کے حضور اس خاک پر سجدہ ریز و سرنگوں ہو کر مقصدیت تخلیق میں سرفراز ہو جائے رب علیم و قدیر سے دعا ہے کہ

وہ حیدری صاحب کے لیئے یہ خدمات آخرہ واولی کے لیئے مبارک و باعثِ برکت قرار دے۔

احقر العباد علی رضا السابقی

۱۹۔۰۳۔۱۲

پہلی مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم ☆ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ☆

سورۃ مرسلات سے ایک آیت تلاوت کرنے لگا ہوں ۔ جہاں جہاں آپ حضرات تشریف رکھتے ہیں، بولا ہوا ہر لفظ صحیفہِ دل پر لکھیئے گا۔ بات سمجھ آ جائے تو اتنا بولئے کہ میرے روحانی شفاء کے طالب موجود ہیں۔ ارشاد ہے۔

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ کِفَاتًاo اَحۡیَآءً وَّاَمۡوَاتًاo وَجَعَلۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسۡقَیۡنٰکُمۡ مَّآءً فُرَاتًاo

(سورہ مرسلات:27-25)

کیا ہم نے زمین کو سمیٹنے والی نہیں بنایا؟ ☆ کفات: سمیٹنے والی

اَحۡیَآءً وَّ اَمۡوَاتاً جو زندوں کو سمیٹے ہوئے ہے مردوں کو بھی سمیٹے ہوئے ہے

وَجَعَلۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰت اور ہم نے اس میں سر بفلک آخری بلندی تک بلند پہاڑ قرار دیئے ہیں۔

اگر میں اسی آیت کریمہ کے ایک ایک لفظ کا تعاقب کروں تو پتہ نہیں مجھے کتنے عشرے درکار ہوں گے۔

یہاں شموخ ہے رفعت نہیں، علو نہیں۔ شموخ اس بلندی کو کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں سوچا تو جا سکے وہاں تک پہنچا نہ جا سکے۔

ہم نے ایک خاص زمین کو سمٹنے والی بنایا۔ جو زندوں، مردوں دونوں کو سمیٹے ہوئے ہے اور اب جا گنا، اگر آپ یہیں ہیں تو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ کس زمین کی بات ہو رہی ہے!!

فرمایا وَّاَسۡقَيۡنٰكُمۡ مَّآءً فُرَاتًاؕ کیا ہم نے تمہیں ماءِ فرات نہیں پلایا؟!

وَّاَسۡقَيۡنٰكُمۡ مَّآءً فُرَاتًا کیا ماءِ فرات نہیں پلایا تمہیں۔

تو تلاش کرو وہ زمین کون سی ہے جہاں فرات بہتا ہے!

بس وہ زمین ہے جس نے زندوں کو بھی سمیٹ رکھا ہے اور مردوں کو بھی سمیٹ رکھا ہے۔ کہہ کر بتایا کہ یہ زمین مردوں کے لئے بھی کافی ہے اور زندوں کے لئے بھی کافی ہے۔

نہیں نہیں تھوڑے لوگ میری بات کو پہنچے تھے۔ کفات اس میں کفایت ہے۔ اس میں کافی ہونا شامل ہے۔ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے "کافی"

یہ کوئی ایسی زمین ہے جس میں اللہ کا نام سرایت کر گیا ہے۔

اب تو بات کھل گئی ہے۔ زمینِ کربلا کی بات ہو رہی ہے، یہ ہے وہ زمین جس نے زندوں کو سمیٹ رکھا ہے، جس نے مردوں کو سمیٹ رکھا ہے۔

ایک چھوٹی سی حدیث پڑھ دوں؟

سرکار صادقؑ سے کسی نے پوچھا: هل يدخل الجمل الجنة؟ مولاؑ کیا اونٹ جنت میں جائے گا۔

قال: نعم، ناقة صالح، ومن يموت في كربلا فرمایا جی ہاں! صالحؑ کی اونٹنی جنت میں

جائے گی جو اونٹ کربلا میں مرے گا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

سائل نے سوال کو ذرا مشکل کیا، هل يد خل الحمار الجنة کیا گدھا جنت میں جائے گا؟!

قال نعم حمار بلعم ومن يموت في كربلا فرمایا جی ہاں بلعم باعور کا گدھا جنت میں جائے گا اور جو گدھا کربلا میں مرے گا وہ بھی جنت میں جائے گا۔

نہیں نہیں تمہارے مولاؑ نے یہ کہا نہ ہوتا۔ یہ حدیث حدیثِ امامؑ نہ ہو۔ میں شہ رگ نہ کٹواؤں ،میرے نطفے میں شک۔ ذرا جاگ کے بلعم باعور کا گدھا جنت جائے اور جو گدھا کربلا مرے او جس دھرتی کا گدھا جنتی ہو!

جس دھرتی پہ مرا ہوا گدھا۔ یہ ضرب المثل ہے، جا بھئی گدھے۔ حقارت سے تحقیر سے، کم عقلی ،حماقت کی علامت ہے اور جناب امیرؑ کے فرزند فرما رہے ہیں۔ ومن يموت في كربلا جو گدھا کربلا مرجائے۔

ابھی کہاں جاؤ گے بات تو آگے ہے!!

سائل نے اور مشکل کیا سوال کہ هل يدخل الكلب الجنة؟ کیا کتا جنت جائے گا؟

اب چونکہ جو سائل تھا دیکھیں حلال سے حرام تک آیا اونٹ حلال تھا، گدھا حرام ہے۔ پھر حرام سے نجس العین پر آیا۔ اب اس کا خیال کہ کتا نجس العین ہے۔ جنت طہارت ہی طہارت ہے۔

بس اس کا کہنا کہ ذوالجلال کے بیٹے کے چہرے پہ جلال آیا۔ قال نعم، كلب اصحاب الكهف و من يموت في كربلا فرمایا: جی ہاں اصحاب کہف کا کتا اور جو کتا کربلا مرے!

اسرار خاک شفاء کا پہلا راز تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں کیوں کہتے جا رہے ہیں میرے امامؑ جو کربلا مرے!! جو کربلا مرے جو کربلا مرے!

صالحؑ نبی ہے اس کی ایک اونٹنی جائے اور کربلا میں چاہے کروڑوں اونٹ مر جائیں، جنتی۔
بلعم باعور کا ایک گدھا ہے کربلا میں لاکھوں مر جائیں، سارے جنتی۔
اصحاب کہف کا ایک کتا ہے کربلا میں لاتعداد مر جائیں جنتی ہے۔ نجس العین، جا جنت رہا ہے!
راز یہی ہے کربلا کی خاک کتے کی نجاست کو نورِ انسانی میں بدل دیتی ہے۔
نہیں نہیں کئی معترض ہوں گے۔ تم ان سے یہ کہہ دینا۔ کتا نمک کی کان میں گر جائے۔ چند دن کے بعد جاؤ گے نہ کتا ملے گا نہ کتے کی ہڈی نہ کتے کے بال نہ کتے کی کھال۔ اب اس کان کا نمک عالم بھی چکھے گا جاہل بھی کھائے گا۔ نمک زار نے کتے کا استحالہ کر کے اس کا نمک بنا دیا۔ کہاں نمک کی تاثیر کہاں کربلا کی تاثیر۔
جیتے رہو جب تک تمہارا جی چاہے۔ میں تم سے راضی تمہارا شہنشاہ تم سے راضی ہو جس شہر کی خاک سمجھ میں نہ آئے۔
حالانکہ دیکھو جس طرح میں نے تھوڑی دیر پہلے کہا گدھا حماقت کی علامت ہے اور ہر کوڑھ مغز کو کہتے ہیں، گدھا ہے۔ اسی طرح ''کتا'' نجاست کی علامت۔
حسینؑ نے استعارے بدل ڈالے۔
حسینؑ نے تشبیہیں بدل دیں۔
حسینؑ نے محاورے بدل دیئے۔
ایک محاورہ ہے دشمن کے منہ میں خاک۔ حسینؑ کہتے ہیں ذرا کربلا کی خاک پہ آناں!
حقارت سے کہا جاتا ہے! دشمن کے منہ میں خاک۔ دو بندے لڑ رہے ہوں تو کہا جاتا ہے تیرے منہ میں خاک، اور کربلا کی خاک دشمن کے منہ میں نہیں بلکہ دوست کے منہ میں ہے۔

دس دن میں دس راتیں ہیں۔اوردس راتوں والے شہنشاہ کی نگری کی خاک کا ذکر ہے۔

والفجر ولیال عشر فجر کی قسم دس راتوں کی قسم۔

اغیار کو بھی ماننا پڑا ہے تفسیروں میں کہ کربلا کی دھرتی پہ گزاری ہوئی دس راتوں کی قسم کھا رہا ہے خدا
۔

ہاں بہت کچھ اس خاک کے مزاج سمجھ میں آئیں گے۔جو علماء نے دیکھا وہ بھی بتاؤں گا، جو عرفاء نے دیکھا وہ بھی بتاؤں گا۔جو زبانِ عصمت نے کہا وہ بھی بتاؤں گا۔جسے مخلوق کی آنکھ نے دیکھا وہ بھی بتاؤں گا۔اور جسے عین اللہ نے دیکھا۔

اور جتنی آپ کی طلب ہوگی اتنا ہی بتاؤں گا۔

جیو! سر اٹھانا، آج ایک عالم ربانی کی نظر سے دیکھتے ہیں، اس خاک کو، وہ اسے کیا کہتے ہیں اور کیا سمجھتے ہیں؟

علامہ ابو الفضل تہرانی دو جلدوں میں ان کی کتاب ہے" شفاء الصدور فی شرح زیارۃ العاشور"، زیارت عاشور کی شرح لکھی ہے دو جلدوں میں ظاہر ہے جب زیارت عاشور کی شرح لکھی ہے تو وہ کربلا کی خاک کے بغیر مکمل ہی نہیں ہو سکتی۔وہ فارسی عربی مکس ہے کتاب۔انہوں نے کہا کہ میری نظر میں کیا ہے۔یہ خاک جاگنا۔

جو فارسی جانتے ہوں وہ فارسی کا لطف لے لیں اور پھر بعد میں عربی کے چار پانچ اشعار بھی لکھے۔

وہ بھی سناتا ہوں آپ کو۔اگر تھک نہ گئے ہو تو۔

وہ فرماتے ہیں، میں نے جو اسے دیکھا۔

اللہ کرے گا کہ میرے سامنے سارے خبردار ہوں گے

کیا ہے یہ خاک؟ علامہ ابوالفضل تہرانی کی نظر میں۔ فرمایا

ہم سنگ آب سلسبیل　　　ہم رنگ بال جبرائیلؑ
غیرت آب حیوان　　　نکہت باغ رضوان
کحل دیدہ، غلماں　　　غالیہ طرۂ حوراں

اسی پر میں نے یہ طے کرنا ہے کہ اس عشرے میں آپ کو کتنے اور کون کون سے اسرار بتائے جاسکتے ہیں۔

فرمایا میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ جو جنت میں سلسبیل کا چشمہ بہتا ہے جو قیمت اس کی ہے وہ اس خاک کی ہے۔

ہم سنگ آب سلسبیل
یعنی ہم قیمت سلسبیل کے پانی کی قیمت کے برابر۔

یہ علامہ ابوالفضل تہرانی کا نظر ہے میرا متفق ہونا ضروری نہیں۔ میری نظر سے اگر پوچھو گے تو میں یہ بتاؤں گا۔ ایسی سلسبیل کے کروڑوں چشموں کے برابر کربلا کی خاک کا ایک ذرہ بھی نہیں مل سکتا۔

اچھا اچھا عموماً وہاں زیارتوں پہ آپ نے عراق میں بھی سنا ہوگا کتابوں میں بھی یہی ہے علماء سے پوچھئے گا کہ کربلا کی جو خاک ہے اسے تربت کربلا کہتے ہیں کہتے ہیں ناں؟!

تربت طین اس کے معنی بھی مٹی کے ہیں۔ تراب مٹی، تربت مٹی تراب اور تربت تقریباً مترادف ہیں۔ بس ایک فرق ہے۔ جس مٹی میں پانی ملا دیا جائے وہ ”طین“ ہے اور جو پانی سے آلودہ نہ ہو خشک غبار کی مانند ہو وہ ”تراب“ ہے۔

پتہ نہیں میں آبادی میں خطاب کر رہا ہوں یا جنگل میں ۔ میرے سامنے سوچ کا مریض ہے یا سارے سارے ماننے والے ہیں۔

جناب آدمؑ طین سے بنے۔

أنی خلق بشرا من طین (ص:71) اللہ فرما رہا ہے میں طین سے بشر بنانے والا ہوں۔

جناب عیسیٰؑ نے کہا۔انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر (آلِ عمران:48) میں طین سے پرندہ بناتا ہوں۔

اور اگر سردی نے جمود طاری نہیں کیا۔اپنے محلے کو جگا،غضفر جملہ بھیجنے لگا ہے۔

کہتے ''طین'' بھی مٹی کو ہیں اور ''تراب'' بھی مٹی کو،علیؑ اور ابوطین نہیں ہیں ''ابوترابؑ'' ہیں۔علیؑ ابوطین نہیں بلکہ ابوتراب ہے۔تو تربت وہ ہوگی جس میں کہیں نہ کہیں علیؑ کی صفتیں جھلکتی ہوں۔

جا گنا، حلالیو موالیو! کربلا کی خاک کو تربت کہتے ہیں۔تربت ت رب علماء حرف سے پوچھئے گا۔حرفوں کے مزاج کیا ہیں؟اب ''ت'' کا مزاج کیا ہے۔کچھ الفاظ کے ابتداء میں ہوتا کچھ کے انتہاء میں ہوتا ہے۔ مثلاً تطہیر،تنویر،تقدیر،تبشیر ۔جن کے آخر میں ہوتا ہے مثلاً لاہوت، ہاہوت،رحموت عزموت ملکوت جبروت۔

اب سمجھ میں آگئی بات وہ آغاز کی چند مثالیں اور یہ انجام کی چند مثالیں ۔جب دو ''ت'' ہوتو وہ ''تربت'' ہوتی ہے۔

جب تطہیر تنویر،تقدیر،تبشیر تہلیل،تحمید،تمجید،لاہوت،ہاہوت کے درمیان ربوبیت ہو

تو وہ تربت ہوتی ہے۔

جی! سوچ کے آنا کل خاک بیمار کرتی ہے۔ ایک ڈاکٹر تو میرے پاس بیٹھا ہوا ہے کسی ڈاکٹر کے پاس لے جانا ایک بچہ جو بظاہر سوکھا سٹریل سا، پیٹ بڑا رگیں نظر آ رہی ہوں تو وہ ڈاکٹر کہے گا یہ مٹی کھاتا ہے خاک بیمار کرتی ہے۔ حسینؑ کی خاک خاکِ شفا ہے۔ خاک بیمار کرتی ہے، یہ شفا دیتی ہے۔

زخم آ جائے اگر اوپر خاک پڑے تو زخم خراب ہو جاتا ہے ہو جاتا ہے ناں؟! ہم زنجیر چلاتے ہیں اور حسینؑ کے گھوڑے کی شبیہ کی مٹی کے زخموں کے اوپر لگا دیتے ہیں کرتے ہیں ناں ایسے؟! یعنی جس نے زخم خراب کرنا تھا۔ وہ ٹھیک کر رہی ہے۔ یہ تو نسبت والی خاک میں اثر ہے۔ جو کربلا والی خاک ہے۔ اس میں کیا ہوگا؟! جو حقیقتِ حیات ہے؟!

حالانکہ دیکھو عام طور پر بحثیں ہوتی ہیں رسول اکرمؐ نوری ہیں یا خاکی؟ ہوتی ہے بحث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوری ہیں یا خاکی؟ نور سے بنے یا خاک سے بنے؟ یعنی ہمیشہ مولوی نور کی ضد خاک کو لاتا ہے!! کربلا کی ہے خاک لیکن نور ساز!!

علامہ شیخ جعفر شوشتریؒ، ان کے نام کے ساتھ کتابوں میں لکھا جاتا ہے، عالم ربانی، تسلیم شدہ عالم ربانی۔ یہ بہت بڑے عالم تھے، لیکن تقریر کرنا نہیں آتی تھی۔ کوئی کتاب رکھ لیتے اور مصائب کے لئے "روضۃ الشہداء" ساتھ رکھ کر پڑھتے اور اس وجہ سے وہ اپنے آپ میں الجھن محسوس کرتے۔ فائدہ اس علم کا جو باہر ہی نہ جا سکے۔ ایک دن سلطانِ کربلا علیہ السلام سے فریاد کرتے ہوئے سو گئے۔ عالم خواب میں دیکھا کہ میں میدان کربلا میں ہوں۔ وہ سامنے کربلا کے خیام نظر آئے۔ ادھر گئے۔ آ گئے ہو شیخ جعفر!

مولا علیہ السلام نے زہیر سے کہا! اور تو کچھ نہیں ہمارے پاس۔ ستو پڑا ہے، اسے تھوڑا سا ستو کھلا۔ بس عالم خواب میں دو تین چمچ کھائے سینہ لبریز ہو گیا حقائق سے، وہ وہ کتابیں لکھیں، مجھے منبر حسینی علیہ السلام کی قسم میں نے عراق اور ایران میں بڑے بڑے علماء اور مجتہدوں کو پاگلوں کی طرح شیخ جعفر کی کتابیں ڈھونڈتے ہوئے دیکھا ہے۔ جی ان کی ایک کتاب ہے "الخصائص الحسینیه علیه السلام" جو خصائص حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں، وہ بیان کئے ہیں۔ ان میں ایک جملہ میرے سامنے آ گیا ہے۔

سورۂ قصص پڑھنا، سورۂ نمل پڑھنا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے کہ طور کی چوٹی پہ:

أذ رأى ناراً

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آگ نظر آئی۔ بیوی سے کہا رک جا۔ میں جاتا ہوں۔ یہ سناٹا توجہ کا ہے یا تھکن کا؟ بیوی سے فرمایا: رک جا۔

أن موسیٰ رأى ناراً قال لأ هله امکثوا

جب موسیٰ علیہ السلام نے آگ کو دیکھا تو اپنی زوجہ سے کہا رک جا۔

ورأى الحسين من جانب كربلا نوراً فقال هلموا

وہ کہتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو بیوی کو نہ لے جا سکے، لیکن حسین علیہ السلام نے کربلا میں نور دیکھ کے فرمایا، جو آنا چاہے وہ آ جائے۔

موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی، بیوی کو روک دیا۔ لیکن حسین علیہ السلام نے نور دیکھ کے اعلان کیا جو آنا چاہے وہ آ جائے۔

فرمایا: جو جبرائیل علیہ السلام کے شہ پر کا رنگ ہے، وہی خاک شفاء کا رنگ ہے۔

آگے اس عالم ربانی نے! تعجب کیا ہے، کہ یہ رنگ خاک کربلا نے بال جبرائیل علیہ السلام سے لیا، یا شہ پر جبرائیل علیہ السلام نے یہ رنگ خاکِ کربلا سے لیا!!

میں نے کہا علامہ ابوالفضل تہرانی! اللہ تیری روح پہ لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ میں تیرے زمانے میں ہوتا تو تجھے بتاتا کہ تو تجربہ کر لے فرشتوں کو پر کہاں سے ملتے ہیں؟!

ہم رنگِ بال جبرائیل علیہ السلام ہیں دونوں ہم رنگ لیکن ماخذ خاک کربلا ہے۔

نکہتِ باغِ رضواں

وہ کہتے ہیں جنت کے باغ کی خوشبو کا نام خاکِ شفا ہے اور یہ عین حق ہے۔

جنت میں ہونی چاہیے خوشبو وہی جو خاک کربلا کی ہے۔ جب جناب آدم علیہ السلام کو جنت میں لے جانے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام جنت کو ششدر ہو کر دیکھنے لگے، تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا سب کو حساب کتاب کے بعد ملے گی لیکن آپ علیہ السلام کو ابھی مل رہی ہے؟ پھر کیوں رک گئے؟ تو جواب دیا، اس کے دروازے کی تحریر دیکھ کر حیران ہو گیا ہوں، اور یہ عبارت تحریر تھی:

هذا ما أوجده الله من ظل نور الولي الحسين بن علي

یہ جنت اور اس میں جو کچھ ہے اسے ایجاد کیا ہے اللہ نے اپنے ولی حسین علیہ السلام ابن علی علیہ السلام کے نور کے سائے سے۔

حالانکہ سایہ نہ نور دیتا ہے نہ خوشبو، جس کا سایہ جنت کو خوشبو دے۔ کربلا کی خاک میں

تو بدن ہے حسین علیہ السلام کا۔

نکہتِ باغ رضواں۔

اس جملہ سے متفق ہوں، جنت کے باغ کی خوشبو خاک شفاء۔

آب حیات کی غیرت ہے خاک شفاء۔ آبِ حیات کی غیرت تسلیم! مقصد کیا ہے؟! کچھ ہاتھ اٹھے کچھ واہ، واہ اور کچھ آنکھیں سوال کر رہی ہیں مجھ سے، یہ حق ہے تمہارا!! کرنا چاہیے ۔

مثال کے طور پر اپنے عزیز کی ہی مثال دیتا ہوں، شاید تم کو غصہ لگے۔ میں تقریر کرتا ہوں۔ امجد کو دل میں بیٹھے بیٹھے غیرت آتی ہے، میں بھی ایسا عالم ہوتا، میں بھی ایسا خطیب ہوتا۔ تو کہہ سکتے ہو غضنفر عباس ہاشمی غیرت ہے امجد کی۔ آبِ حیات کو غیرت آتی ہے میں بھی خاک کربلا جیسا ہوتا۔ غیرت آبِ حیواں۔

اب انہوں نے یہ جو آبِ حیوان لکھا اس بات کو !تسلیم کر لینا چاہیے اس بات کو جس کے بارے میں یہ خبر نہ ہو۔ ایک عالم نے مولانا! جملہ لکھا، مجھے بہت پیارا لگا۔ انہوں نے کہا عالم جتنا بڑا کیوں نہ ہو۔ جو چیز نہیں جانتا شرمانا نہیں چاہیے، کہہ دے میں نہیں جانتا۔ کیونکہ ملائکہ سے اللہ نے نام پوچھے تو انہوں نے کہا:

سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا (سورہ بقرہ:32)

پاک ہے تیری ذات ہمیں علم نہیں۔

کہا، جب جبرائیل علیہ السلام اعتراف کر کے بھی فرشتہ رہا۔

مجھے علم نہیں کہ انہوں نے آبِ حیواں زمین والے آبِ حیات کو کہا ہے کیونکہ ایک آبِ

حیواں اور بھی ہے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ (سورہ عنکبوت۔64)

یقیناً آخرت کا گھر حیوان ہے یعنی حیات ہی حیات ہے۔اس پانی کی بات ہے یا اس کی، بہر حال دونوں کی صحیح ہے۔کہ دونوں کی کربلا غیرت ہے۔

غیرتِ آبِ حیواں، آبِ حیات کی غیرت۔

کحلِ دیدۂ غلماں، غلمان کی آنکھوں کا سرمہ۔جی! سمجھ آئی ہے بات۔

اللہ جانے نہ علم مل رہا ہے اس زمانے میں نہ عرفان۔دونوں عنقاء ہو گئے۔علم یتیم ہو گیا معرفت ناپید ہو گئی۔خدا کی قسم کہاں سے لاؤں وہ علماء کہ جن کا نام لینے سے پہلے درود پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔

شیخ بہائیؒ پہاڑ سے بڑا نام ہے۔آخری عمر میں! نابینا ہو گئے اتنے بڑے عالم ربانی نابینا ہو گئے، دل کڑھتا ہے، جتنا بھی زیادہ علم حفظ ہو سینے میں بینائی تو بینائی ہے۔ایک شور اٹھا، شاگرد وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے تو پوچھا شور کس چیز کا ہے؟ بتایا گیا کہ حضور آج اربعین ہے ناں، چہلم کا جلوس جا رہا ہے۔حضرت مولا رضا علیہ السلام کے حرم کی طرف۔کہتے ہیں لے چلو۔ہاتھ پکڑ کر شاگرد لائے، کہتے ہیں اس دروازے پہ لے چلو جہاں عزادار جوتے اتارتے ہیں۔سر اٹھا، یہ ہے عالم کی شان، یہ ہے عرفان کا مرتبہ، شاگردوں نے بٹھایا اور کہا۔یہاں سے عزادار گزر کے گئے ہیں۔یہاں جوتے اتارے ہیں، بیٹھے اور وہاں ٹٹول ٹٹول کے تھوڑی سی خاک جمع کی اور فرمایا: سلائی لاؤ، ایک ایک سلائی دونوں آنکھوں میں ڈالی تو دونوں نورانی ہو گئیں۔

میرا کلیجہ پھٹ جائے گا! ورنہ مجھے اجازت دو میں وہ جملہ بول دوں! یا وہ دور تھا کہ عالم

حسین علیہ السلام کے عزادار کے جوتے کے تلوے سے چمٹی ہوئی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بناتے تھےاور آج مولوی کہتا ہے یہ جلوس روک دو۔

غیرتو کہتے ہیں Eلی ولی اللہ پڑھنے والا!! جی! جب سے عقیدہ رخصت ہوا ہے علم نے رخت سفر باندھ لیا ہے یہ لازم وملزوم ہیں۔ اب دیکھیں حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ عقل، حیا، ایمان، یہ تین چیزیں۔ اللہ نے بھیجا اور فرمایا کہ ایک چن لو۔ ایک لمحہ سوچا، اور کہا مجھے عقل چاہیے۔ جبرائیل علیہ السلام، حیاء اور ایمان سے کہا تم جاؤ۔ تو انہوں نے کہا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے کہ جہاں عقل رہے وہاں تم نے رہنا ہے۔

جب حسین علیہ السلام کے عزداروں کے قدموں کی خاک شیخ بہائی کی آنکھوں کا سرمہ ہوسکتی ہے تو خاک کربلا رضوان وغلمان کی آنکھوں کا سرمہ کیوں نہیں ہوسکتی۔

بس سمٹ گئی بات اب مثال کے طور پر زینت مرد کا حق نہیں عورت کا حق ہے۔ بناؤ سنگھار بھی اس کا حق ہے۔ ایک اور چیز ہے جو ہے دونوں میں مشترکہ۔ استعمال عورت زیادہ کرتی ہے مرد کا بھی حق ہے لیکن عورت زیادہ استعمال کرتی ہے۔ جتنا بناؤ سنگھار کرلے اگر خوشبو نہ لگائے تو سنگھار ادھورا!! سر اٹھانا،

علامہ ابوالفضل تہرانیؒ کہتے ہیں۔ غالیہ طرۂ حوراں

حوریں جب بناؤ سنگھار سے فارغ ہوجاتی ہیں۔ تو خوشبو کے لئے اپنی چوٹی میں خاکِ کربلا بکھیرتی ہیں۔ جنت میں رہنے والی!! کربلا کی خاک میں وہی خوشبو ہے اب بھی ہے۔ غلمان جنت والی آنکھ ہونی چاہیے اور حوروں والا عقیدہ ہونا چاہیے۔

پھر تمہیں یہ خاک نظر نہیں آئے گی۔ مقصد لولاک نظر آئے گی۔ یہ رشک افلاک ہے پھر

یہ حیات املاک ہے ملک کی جمع ہے املاک۔ پھر یہ فرشتوں کی زندگی ہے سجدہ شکر میں سر رکھ اور قیامت تک نہ اٹھا، تو تو حسین علیہ السلام کے اس کرم کا حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک نبی انتظار میں کھڑے رہتے ہیں کہ کب سلطان کربلا علیہ السلام کرم کرے اور ہمیں چٹکی بھر خاک شفاء اٹھانے کی اجازت دے اور اپنے عزادار اور زائر کے لئے حسین علیہ السلام نے کہا جب چاہے جتنی چاہے لے جائے۔

حالانکہ مفت میں نہیں لی کربلا حسین علیہ السلام نے۔ **العظمۃ للّٰہ**، جب تم لوگ روتے ہونا! یہ اغراق نہیں ہے، کوئی خطیبانہ حاشیہ آرائی نہیں ہے جب عزادار روتے ہیں تو آواز آتی ہے۔

یا ملائکتی اشھدوا

اے ملائکہ گواہ رہنا۔ مالک! کس چیز کے؟

انی غفرت لھم و شکرت

میں نے رونے والوں کو بخش دیا ہے اور میں ان کا شکر گزار بھی ہوں۔

مالک! خاکی انسانوں کا!! کثیف بشر کا؟!

کربلا کی طرف دیکھو، رو کیوں رہے ہیں۔ کیا حسین علیہ السلام کے اکبر علیہ السلام کا جگر برچھی کے لائق تھا؟! کیا اصغر علیہ السلام کا حلق تیر کے لائق تھا؟!

میں دعا ہی دے سکتا ہوں تمہیں کہ جو آنکھیں اس غم میں رو رہی ہیں کسی اور کے غم میں نہ روئیں۔ میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔ سمجھ میں آ گیا تو قبر میں بھی روتے رہو گے۔ اللہ کہتا ہے، میں ان تمام باتوں سے آنکھیں پھیر بھی لوں تو ذرا شام کی طرف نگاہ کرو، کیا حسین علیہ السلام کی

زینب علیہا السلام اس لائق تھی کہ شام کے پانچ لاکھ ہجوم میں صرف چادر کا سوال کرتی رہی کہ کوئی ہے جو چادر دے دے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کو:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

دوسری مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

سورۂ اعراف سے شہرہ آفاق آیت تلاوت کرنے لگا ہوں۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ اعراف 31)

میرے سامعین حیران ہو رہے ہیں کہ موضوع، اسرارِ خاک شفاء اور آیت کون سی پڑھی ہے۔ تو کوئی ربط ہے تو اس لئے پڑھی ہے میں نے۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

کھاؤ، پیو، جو جی چاہے۔ اسراف نہ کرو۔ اللہ اسراف والوں کو پسند نہیں کرتا۔ مولوی لکیر کا فقیر ہوتا ہے۔ فضول خرچی نہ کرو۔ بیان ہوا اسراف سے مراد فضول خرچی نہیں ہے۔ یہ تو ایک جز لا یتجزیٰ ہے اس کی۔ ان سے پوچھو اگر ہر جگہ اسراف سے مراد فضول خرچی ہے تو پھر اس آیت کی تفسیر کرو جو سورۂ یونس میں ہے۔

فرعون کے بارے میں اللہ کہہ رہا ہے:

اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ یونس:83)

فرعون نے زمین پر بغاوت کی اور وہ اسراف کرنے والوں میں سے تھا۔ اسراف کہتے

ہیں حد سے گزر جانے کو اور اسراف کیا، یعنی بہت گناہ کیے۔ جو حد اللہ نے قائم کی ہے اس سے گزر جانا، ظلم۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (سورہ زمر:53)

کہہ دیجئے، اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا۔ یعنی حد سے زیادہ گناہ کیے۔

کھاؤ، پیو، اسراف نہ کرو۔ مقصد جو چیز اللہ نے کہی وہ کھاؤ، جس سے روکا مت کھاؤ۔

جس چیز کے پینے کا حکم دیا، پیو، جس سے روکا مت پیو، اور جن چیزوں کے کھانے سے روکا، ان میں سے ایک چیز، جس مسلک سے تعلق تمہارا ہے کل پسند کے عالم سے پوچھ کے آنا۔

أن أكل الطين حرام، من أكل الطين لم يصلىٰ عليه

مٹی کا کھانا حرام ہے، جو مٹی کھاتا ہے وہ توبہ کئے بغیر مرجائے، اس کا جنازہ مت پڑھو۔

توبہ کئے بغیر مرجائے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ میں نے اس حقیقت کا تعاقب کیا، مٹی کھانا حرام کیوں ہے؟ تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی چونکہ ہمارا باپ آدم علیہ السلام مٹی سے خلق ہوا۔

پوری اولادِ آدم علیہ السلام پر مٹی کھانا حرام ہوگیا۔

اب میرا چیلنج ہے کائنات کے ہر عالم کو ہم مٹی نہیں کھا سکتے، کہ ہمارا باپ آدم علیہ السلام مٹی سے، تو پھر کربلا کی مٹی کیوں کھاتے ہیں؟!

جو چیز حرام ہے، وہ جہاں کی ہے حرام ہے، جتنی ہے حرام ہے۔ شراب حرام ہے صرف

پاکستان کی حرام ہے۔ جہاں کی بنی ہوگی وہ حرام ہے۔قطرہ بھی حرام، مٹکا بھی حرام،تو پھر کربلا کی مٹی کیوں کھاتے ہیں۔تو معلوم ہوااس کا تعلق اس مٹی سے نہیں جس سے آدم علیہ السلام بنا تھا۔

کربلا کی خاک کا اس زمین سے تعلق نہیں،جس سے آدم علیہ السلام بنا تھا۔

جس کے شہر کی خاک تخلیقِ آدم علیہ السلام سے رشتہ نہیں رکھتی،تو آدم علیہ السلام کی ناخلف اولاد کبھی ان چودہ کواولاد آدم علیہ السلام نہ کہنا۔

ہمارا ابا آدم علیہ السلام تو پرسوں بنا ہے۔ بظاہر جو،ان کا ظاہری پیکر ہے وہ آدم علیہ السلام جیسا ہے، یا آدم علیہ السلام کا پیکر ان جیسا ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں، میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو مذبذب دیکھا ہے جو خطبہ حضرت آدم علیہ السلام نے ملائکہ میں پڑھا تھا اس میں جملہ ہے:

شبهني الله بهم. أو شبههم بي فبأى من كليهما حرى أنا بالمباهات

میں ان کی شبیہ ہوں یا وہ میری شبیہ ہیں مجھے معلوم نہیں ہے لیکن میرے لئے دونوں باتیں ہی فخر کے لئے کافی ہیں۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق سے کروڑوں زمانے پہلے ہیں چودہ۔اسی لئے تو بھری پڑی ہیں کتابیں۔محفل نبوت، پرہجوم ہے،بھری ہوئی ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی آمد ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مرحبا بأ بن قبل الأب

جی آیانوں!اس بیٹے کو جو باپ سے پہلے ہے۔

مولا علیہ السلام تمہارا حسن مودت زندہ رکھے۔ میں خوش عقیدہ نہیں کہتا بلکہ صحیح العقیدہ کہتا ہوں۔ یہ اصطلاح غلط ہے۔ آئندہ یہ نہ کہنا کہ جبرائیل علیہ السلام اس نعرے کو پروں پر اٹھا کے لے جاؤ، میری تحقیق یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام اس نعرے کو نہیں اٹھاتا بلکہ یہ نعرہ جبرائیل علیہ السلام کو سدرہ تک لے جاتا ہے۔

یہ نعرہ جبرائیل علیہ السلام کا محتاج نہیں ہے بلکہ جبرائیل علیہ السلام اس نعرہ کا محتاج ہے۔ جب تک یہ نعرہ نہ ہو، وہ اڑان نہیں بھر سکتا۔ میرے پاس جب تک پہاڑ سے وزنی دلیل نہ ہو، منبر سے کچھ کہنا تو دور کی بات ہے میں سوچ ہی نہیں سکتا۔ حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

لما خلق الله جبرائيل كتب على أجنحته لا اله الا الله محمد رسول الله على ولى الله

جب اللہ نے جبرائیل علیہ السلام کو پیدا کیا۔ جب تک پورا کلمہ اس کے پروں پر تحریر نہیں کیا وہ اڑ نہیں سکا۔

مٹی کھانا حرام ہے لیکن کربلا کی مٹی کھانا صرف حلال نہیں بلکہ شفاء ہے۔

کیونکہ اس کا اس زمین سے تعلق نہیں ہے۔

خدا کی قسم حدیثوں میں ہے:

أن تربة كربلاء هي دواء أكبر

دواء اکبر کا نام ہے تربت کربلا۔ دواء نہیں دواء اکبر ہے۔ یہی تو سوچنے کا مقام ہے کہنے کو خاک ہے لکھنے کو تربت ہے۔

یہ ویسے ہی ہے جیسے اللہ نے بشری پیکر میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھا۔

جس کی نظر پار نہیں جا سکی وہ کہتا ہے، مجھ جیسا ہے۔

جیسے اللہ نے حرفوں کی سیاہی میں حقیقت قرآن کو رکھا۔

الف سے ی تک حرف ہیں۔ کلمہ یہی ہے۔ سیاہی سے لکھا گیا۔ لیکن ہے اللہ کا کلام جیسے اللہ نے لفظوں میں اسم اعظم چھپایا۔

میں کہہ کر آگے بڑھ رہا ہوں۔ بس سوچتے رہنا، جیسے اللہ نے بشری بدن میں حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمکو مستور کیا۔ جیسے حرفوں کی سیاہی میں حقیقت کتاب اللہ کو چھپایا۔ جیسے لفظوں کے پردوں میں اسم اعظم کو محجوب کیا۔ ایسے تربت کربلا میں حقیقت کبریائی کو چھپایا۔

اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اور آخری مجالس میں آپ کو پتہ چلے گا۔ میں نے کیا کہا، تھک تو نہیں گئے ہو؟

جاؤ ہر عالم کے پاس چیلنج لے جاؤ، شہید، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں ہوں گے۔ ان میں عام انسان نہیں بلکہ معصوم بھی شہید ہوئے ان میں سے کسی شہید کو بھی اللہ نے دنیا میں صلہ نہیں دیا۔

کہا شہید کا صلہ ہے مگر آخرت میں۔ محشر میں حسینؑ کا جو محشر میں صلہ ہے وہ بتا دوں تو کلیجے پھٹ جائیں۔ لیکن حسینؑ دنیا کا پہلا اور آخری شہید ہے جس کا صلہ نہیں صلے دنیا میں ملے۔

اب مجھے پتہ نہیں کہ چہروں پہ شکن کیوں آئی ہے؟ اللہ کرے سوچ کی ہو، انکار کی نہ ہو! حسینؑ کا قتل ہونا مذاق تھا! صرف گردن نہیں کٹی، زیارت ناحیہ پڑھو۔

قتلوا بقتلک التکبیر والتهلیل ☆

تیرے قتل ہونے سے تکبیر قتل ہوگئی، تیر قتل ہونے سے تہلیل قتل ہوگئی۔ تکبیر کیا ہے؟"

اللہ اکبر" تہلیل کیا ہے؟" لا الہ الا اللہ "حسینؑ کے گلے پہ خنجر نہیں" لا الہ الا اللہ " کا گلا کٹتا ہے۔

شاید دس پندرہ سال پہلے ہم نے یہ موضوع رکھ لیا۔ ابھی وقت نہیں تھا۔

جو کچھ میں نے کہا ہے اب اس کا چوتھائی بھی منبر کی قسم نہیں کہوں گا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ پورے مجمع میں دو چار آدمی کچھ پلے میں ڈال کے جائیں۔ اور باقی الٹا ایمان سے جائیں!! فائدہ ؟! ظاہر ہے مجھے واپس اس زینے پہ آنا پڑا ہے کہ جس پہ سب کھڑے ہیں!!!!!

کیا دیا ہے صلہ دنیا میں ؟! ایک نہیں پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمسے آخری تک کیوں نے کہا:

أن عو ض الحسين بشها دة بأن جعل الشفا ء فى تربته و الأجابة فى قبته و الأ مامة فى ذريتة ☆

اللہ نے حضرت حسینؑ کو شہادت کے عوض دنیا میں تین چیزوں کی صورت میں دیا۔

شفاء اس کی تربت میں رکھی۔

قبولیت دعا حسینؑ کے قبہ کے نیچے رکھی۔

اور امامت حسینؑ کی نسل میں رکھی۔

نوازش، لیکن تھوڑا سوچیے، تین چیزیں شفاء، اجابت اور امامت۔

شفاء کہاں؟ حسینؑ کی تربت میں۔

اجابت دعا کہا؟! حسینؑ کی قبہ میں، اور روضے کا قبہ مراد نہیں ہے، ابھی بتاتا ہوں۔

اور امامت کہاں؟! حسینؑ کی نسل میں۔ اب تین چیزیں ہیں۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ

ایک چیز اللہ دے بہت اونچی اور ایک چیز دے بہت نیچی!!!

چونکہ وہ اللہ ہے اور عادل ہے۔ اگر قدر مشترک نہ ہو عوض نہیں ہے۔ اب پہلی چیز شفاء ہے۔ تیسری چیز امامت ہے۔

دیکھو بھائی کبھی شرف ہوتا ہے شی کا، کبھی ہوتا ہے مشی کا۔ مشیٔ یعنی بنانے والے کا، ٹھیک ہے ناں، کبھی ایک شے قابل عزت ہوتی ہے کبھی کوئی شے گر اُسے قابل عزت بنا دیتا ہے۔ مثلاً خاک خاک ہوتی ہے۔ اگر کوئی بڑا ہاتھ تھوڑی سی مٹی سمیٹ کے پانی کے چار چھینٹے مار کے چالیس دن تک اسے حجابِ قدرت کے قریب خمیر کرلے!!

اور انسانی شکل کا پتلا بنا دے۔ فرشتوں کو سجدہ کرنا پڑ جاتا ہے۔

کاش! اس وقت میرے سامنے علماء ہوتے! اور بڑے بڑے علماء ہوتے اور پھر میرے اس جملے کی قیمت کا پتہ چلتا۔ کہنے لگا بہر حال جو خریدار نکلے اب سمجھ گئے، یہ اشارہ کس طرف تھا؟ ہمارے باپ آدمؑ کی طرف، تھوڑی سی مٹی ید اللہ نے جمع کی۔

تخلیق آدمؑ میں جو معیار ہے جو وجہ شرف ہے یہی ہاتھ ہی تو ہیں۔ شیطان سے اللہ نے فرمایا نہیں؟!

یا ابلیس ما منعک أن تسجد لما خلقت بیدی ☆

اے ابلیس تو اس کو سجدہ نہیں کر رہا ہے جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔

چلے تو نہیں گئے ہو؟!

جی! ہاتھوں کی اور لمس کی قیمت ہوتی ہے۔ جتنا ہاتھ بلند اتنا ہی لمس بلند اور اتنی ہی اس کی قیمت۔ دیکھا نہیں تیرے میرے گھر کی عورتیں روٹیاں پکائیں۔ دو روپے کی بکتی ہے اور جو

روٹیاں بتولؑ پکائے؟!

ان روٹیوں کی قیمت کیا ہے؟ تیس آیتیں قرآن پاک کی۔ اور شکریہ، او پر سر اٹھانا، ید اللہ خاک جمع کر کے اسے خمیر کر دے۔ ملائکہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور اگر ید اللہ جیسی کوئی حقیقت خاک میں چھپ جائے۔

جیو اور جیتے رہو کم از کم اپنے سردار کے ظہور تک۔ چودہ کی حقیقت ایک ہی ہے نا! اس لئے میں نے کہا ہے ید اللہ جیسی حقیقت، حسینؑ چھپے ہوئے ہیں تربت کربلا میں۔ جملہ ہے! لیکن میں اس کی شرح نہیں کروں گا۔ ایک وہ ہے جب پیکر میں ڈھلی کسی کے ہاتھوں فرشتوں نے سجدہ کیا اور ایک خاک کربلا کی ہے، جس پر سجدے ہو رہے ہیں۔

میری طرف دیکھو! ایک خاک کو سجدہ ہوا، ایک کو نہیں۔

نہیں، حلالی ہیں میرے سامنے، حلالیوں کی امانت ہے، اب میں دیکھتا ہوں کون حلالی ہے میرے سامنے اور کس انداز سے وصول کرتا ہے۔ آدمؑ کی خاک کو سجدہ ہوا ایک نے نہیں کیا۔ وہ آج تک شیطان ہے۔ جس جملے کے لئے میں کہا تھا کہ حلال زادوں کی امانت ہے وہ جملہ آگے ہے۔ تو ایک نے سجدہ نہیں کیا، تو اللہ نے اسے کیا کہا، میں نے آدھی بات کی، کیوں نہیں سجدہ کیا اس کو، جس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔

أأسكبرت أم كنت من العالين ☆

کیا تکبر کر رہا ہے یا عالین میں سے ہو گیا ہے؟!

اب یہ جملہ میں نے دیکھنا ہے کون کس رنگ میں سنتا ہے۔ بھری پڑیں ہیں تفسیریں، تفسیر ''صافی'' سے لے کر تفسیر ''ابوحمزہ ثمالی'' تک، مذہب اہل بیتؑ کی ہر تفسیر بلکہ برادران اہل

سنت کی کتابوں سے بھی نہ دکھاؤں تو شہ رگ کٹوادوں گا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ عالین کون ہیں؟!

فرمایا ''ہم'' یعنی چودہ، سجدہ نہیں کیا آدمؑ کو اور نہ ہی چودہ پہ واجب تھا۔

اے خاک کربلا تو کیا ہے؟ سجادؑ سے مہدیؑ تک تجھ پر سجدہ کرتے ہیں۔

یقیناً تم نے بھی حق ادا کر دیا وصول کرنے کا، اسے اس گھر نے سجدہ نہیں کیا۔ خاک کر بلا پر؟ یہ گھر بھی سجدہ کرتا ہے۔

حدیثوں میں ہے کہ:

أن الله خلق أر ض كر بلاء قبل أر ض الكعبة بأ ر بعة عشر ين ألف عا ما☆

اللہ نے زمین کعبہ سے بھی چوبیس ہزار سال پہلے زمین کربلا کو خلق کیا۔

میں تو کہتا چلا جارہا ہوں ایک ایک جملے کی شرح لے کے بیٹھوں تو پھر کئی عشرے گزر جائیں گے۔ یہ زمین تو تھی ہی نہیں پتہ نہیں وہ زمین کہاں تھی؟!

نعرے لگائے۔ واہ واہ کی، لیکن روش ادراک پہ میرے ساتھ تو چلیں! بات فقط زمین کی ہو رہی ہے۔ زمین اور آسمان تو اکٹھے بنے، چھ وقتوں میں ٹھیک ہے ناں، زمین بھی بنی اور آسمان بھی زمین نہیں تھی۔ اس سے چوبیس ہزار سال پہلے تو پھر ماننا پڑے گا۔ آسمانوں سے بھی چوبیس ہزار سال پہلے، زمین کربلا تھی، جب آسمان نہیں تھے تو پھر شمس وقمر بھی نہیں تھے۔ کیونکہ یہ آسمانوں پر ہیں۔ جنت بھی کہیں آسمانوں پر ہے۔ جنت بھی کہیں آسمانوں پر ہے اور اوپر ہے۔ جنت بھی نہیں تھی زمین کربلا تھی۔ بس میرا سوال ہے علماء سے مکان تو تھا کوئی نہیں زمین کہاں

تھی ؟! اگر مجھے بتانا ہے تو میں یوں بتاؤں گا، مکان تو ہے نہیں یا تو ثابت کردو، جب نہیں ہے تو پھر مجھے کہنے کا حق ہے۔ جس شہنشاہ کے شہر کی زمین کا تعلق لامکانی سے ہو!!

جس کے شہر کی زمین کا تعلق لامکانی سے ہو وہ خود کیا ہو گا ؟!!

میں نے بتایا تھا کہ ایک خاک وہ ہے جو اس زمین سے لی گئی ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ جس سے ہمارا باپ آدم علیہ السلام خلق ہوا۔ وہ خمیر کی کسی ہاتھ نے۔ مسجد نبوی میں اس سے زیادہ رش تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں بائیں دیکھا تو نگاہ رسالت وہاں رکی جہاں امیر کائنات علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ اور فرمایا:

یا علی! أنت یمین اللہ فی أرض

آپ اللہ کی زمین پر اللہ کا داہنا ہاتھ ہو!

تو علی علیہ السلام کے ہاتھ کے لمس کی کرشمہ سازی ہے، کہ خاک کو سجدہ کر رہے ہیں نوری، ملائکہ نوری ہیں۔ اور سجدہ کیوں کر رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے دائیں ہاتھ نے جو چھولیا۔

جی! حسین علیہ السلام کیا ہے؟! صرف نام کا فرق ہے ذات میں، صفات میں، کمال میں، جمال میں، جلال میں، کنہ میں، ماہیت حقیقت میں جو علی علیہ السلام ہیں وہ حسین علیہ السلام ہیں۔ حسین علیہ السلام خود چھپا ہوا ہے خاک کربلا میں، ماننا نہ ماننا تمہاری مرضی۔ میں مجبور نہیں کروں گا۔ میرا عقیدہ یہی ہے۔ سن لو۔ خاک کربلا، حدیث بھول تو نہیں گئی، شفاء حسین علیہ السلام کی تربت میں رکھی، امامت حسین علیہ السلام کی ذریت میں رکھی، تھک گئے ہو؟ قبولیت دعا حسین علیہ السلام کے قبہ کے نیچے، روضے والا قبہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے تھے تو حسین علیہ السلام کا بچپن تھا اور قبہ کہاں تھا حسین علیہ السلام کا، اس لئے میں کہا

کرتا ہوں، اس عالم کو حدیث پڑھنے کا حق ہی نہیں۔ جس کو صاحب حدیث کی منشاء کا پتہ نہ چلے۔ روضہ تو صدیوں بعد بنا، جب تک روضہ نہیں بنا تھا تب تک گنبد نہیں بنا تھا تب تک حسین علیہ السلام والے اجابت اور قبولیت کو ترستے رہے تھے؟!

جب کہ پہلے دن سے یہ تینوں چیزیں اللہ نے دیں۔

شفاء تیری تربت میں،

امامت تیری ذریت میں،

اجابت تیرے قبہ میں تو یہ روضہ سے قبہ مراد نہیں ہے بلکہ حسین علیہ السلام کا قبہ ولایت مراد ہے جو حسین علیہ السلام کے قبہ ولایت میں آ گیا، واجب ہے خدا پر کہ اس کی دعا قبول کرے۔

جیسے قبہ عرش مشہور ہے اب عرش کوئی منبر تو نہیں ہے ناں، قبہ توحید یعنی جس نے "لا الہ الا اللہ" کہہ دیا وہ عرش کے قبہ کے نیچے آ گیا۔ جس نے حسین علیہ السلام سے ولاء رکھی وہ حسین علیہ السلام کے قبہ کے نیچے آ گیا۔

وہ جہاں رہتا ہے حسین علیہ السلام کے قبہ کے نیچے ہے۔ قبہ ولایت ہے۔ اگر ان تینوں چیزوں میں قدر مشترک نہیں تو عدل کے خلاف، میں کوشش کر رہا ہوں، کہ تمہارے تصور کدے میں تصویر خود بنے، تا کہ میں جملہ بولوں تو یوں اتر جائے۔

ان تینوں چیزوں میں قدر مشترک ہونی چاہیے۔ اب ایسا ہے، مثال دیتا ہوں، ڈاکٹر سلمان مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے۔ قیمت کیا دو گے جی؟! میں آپ کو اس کے بدلے میں نا! پانچ کلو سونا دوں گا اور پانچ کلو لوہا۔ یار یہ کوئی عقل میں آنے والی بات ہے! کوئی سونے کے ساتھ

ملتی جلتی چیز ہو پھر تو بات بنتی ہے!! اللہ جانے میں کیا کہہ رہا ہوں۔ تو یہ جو تین چیزیں حسین علیہ السلام کو اللہ دے رہا ہے، دنیا میں تیری شہادت کے بدلے میں۔ امامت تیری نسل میں اجابت تیرے قبہ ولایت کے نیچے، شفاء تیری تربت میں تینوں چیزیں کہیں نہ کہیں برابر ہیں ناں!

نہیں! میرا پھٹ جائے گا کلیجہ اور میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ جملہ بولنے لگا۔ اگر قیمت نہ ملی تو کل اس منبر پہ کوئی اور بیٹھے گا۔ وعدہ، اور منبر سے وعدہ، وہاں علم کی منڈی نہیں سجانا چاہیے جہاں خریدار نہ ہوں!! یہ لنڈے کا مال تو نہیں کہ سڑک پر ڈھیر لگا دیا جائے۔ یہ جواہر ہیں!! ٹھیک ہے ناں، یہ نعرہ میں نے بیعنامہ کے طور پر قبول کیا، قیمت دینی ہے تمہیں ابھی، میں یہ چاہتا ہوں تم جتنا وصول کرو میں کل آگے جاؤں گا، پرسوں اور آگے جاؤں گا۔ اب میری طرف دیکھنا امامت، تربت، اجابت ان تینوں میں ہونی چاہیے قدر مشترک؟! اب دیکھئے جو مٹھی بھر خاک خمیر ہوئی تھی جسے فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ اب کہا جا سکتا ہے ناں! اس مشت تراب میں، مٹھی بھر خاک میں اللہ کا خلیفہ چھپا تھا۔

کہہ سکتے ہیں ناں! کہ اس مشتِ تراب میں، کیونکہ:

أنی جاعل فی الأرض خلیفة

قرآن کہہ رہا ہے، اللہ کا خلیفہ چھپا ہے اس مٹھی بھر مٹی میں۔ اسی کو امکان کہتے ہیں۔ اگر میں آپ کو امکان کی اقسام میں الجھا دوں تو یہ ایک علمی اصطلاح ہے اس میں آپ کا وقت ضائع ہوگا۔ برگد کا درخت دیکھا ہوا ہے؟ تمام درختوں سے بڑا جو ہو جاتا ہے وہ برگد کا درخت ہے کبھی اس کا بیج دیکھا ہے؟ اس کے بیج کے دانے مسور سے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ہوتے ہیں ناں! مسور کے دانے کو تین حصوں میں تقسیم کرو تو وہ ایک بنتا ہے۔ ٹھیک! یعنی اب وہ مسور کے

دانے کا تیسرا حصہ۔ میں ہتھیلی پہ رکھ کے، اگر کہوں کہ اس میں برگد کا اسی 80 فٹ کا درخت چھپا ہے۔

مجھے اللہ کی قسم! جن کو پتہ ہی نہیں، حقیقتوں کا انکار تبھی کرتے ہیں۔

كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ (سورہ یونس۔39)

جس چیز پر ان کا علم احاطہ نہیں رکھتا اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

اچھا، یہ تو میں نے رعایتاً کہہ دیا کہ اسی 80 فٹ کا درخت چھپا ہے! اب وہ جو اسی 80 فٹ کا درخت ہوگا اس پر کتنی نمونیاں لگیں گی؟ پھر ایک ایک میں کتنے دانے ہوں گے؟! پھر درختوں کا سلسلہ پھیلاتے جاؤ قیامت آجائے گی، امکان ختم نہیں ہوگا۔

اسرارِ خاک شفاء سننے والے! پہلے خاکِ شفاء سمجھ۔ پھر حسین علیہ السلام، پھر علی علیہ السلام اور پھر اللہ......

نہیں غضنفر کی روح حقیقت ازل سے سوالی تھی، حسین علیہ السلام کے بابا کی، تو اس نے جو جھولی میں ڈالا ہے تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں۔ جیسے مٹھی بھر مٹی میں اللہ کا خلیفہ چھپا ہے، اجابت، شفاء اور امامت تینوں شہادت کا صلہ ہیں۔ جتنی مٹھیاں کربلا کی خاک کی ہیں۔ اتنی اس میں امامتیں چھپی ہوئی ہیں۔

جتنی مٹھیاں ہیں اس تربت میں، اتنی ہی امامتیں پوشیدہ ہیں اس میں۔ اس گھر کی تعریف نہ نبوت، نہ رسالت، نہ امامت اور نہ ولایت۔

یہ سارے عہد پرسوں شروع ہوئے ہیں۔ عہدے منصب کچھ نہیں تھا چودہ تھے۔ تب ان کی کوئی عزت نہیں تھی۔ حسین علیہ السلام عرش پہ بیٹھ کر روزانہ! حسین علیہ السلام عرش پہ بیٹھا

ہے آج بھی۔

میں اس منبر پہ کتابیں رکھنا شروع کروں تو شامیانہ کی چھت تک دکھا سکتا ہوں جن میں حدیث موجود ہے۔

أن الحسين ينظر عن يمين العرش ألىٰ زواره

حسین علیہ السلام عرش کے دائیں جانب بیٹھا ہے نیچے اپنے زائر کو بھی دیکھ رہا ہے۔
ان کے گھر ہوں یا روضے ان کی چھت ہی عرش ہے۔
ہر عالم تک یہ جملہ لے جاؤ۔

سقف بيوتهم عرش الرحمن

حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے چودہ علیہم السلام کے گھر کی چھت اللہ کا عرش ہے۔

وہیں بیٹھ کر حسین علیہ السلام اعلان کرتے ہیں میری خاک میں سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، کروڑوں نہیں، اربوں نہیں لاتعداد امامتیں چھپی ہیں۔ میری خاک کا ذرہ سمجھ میں نہیں آتا۔ میری تراب کا ذرہ سمجھ میں نہیں آتا، نکلے ہوا ابوتراب کو سمجھنے!

کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا!! خوش رہو، مولا علیہ السلام آپ کی عبادت قبول فرمائیں۔ یہ بھی حقیقت قاہرہ ہے علم کی کمندیں عرش پہ ڈال دو، جب تک چار آنسو نہ بہیں، آنکھوں میں نمی نہ اترے شام سے آنے والی راضی نہیں ہوتی، اللہ اکبر! میرے پاس آپ کے لئے صرف دعا ہے۔ ضرور دینے لگا ہوں کہ جو آنکھ اس غم میں روتی ہے اور کسی غم میں نہ روئے۔ صلہ بی بی پاک علیہا السلام کے پاس موجود ہے تمہارا۔ دو کے دو جملے کہنے ہیں اور اس یقین کے

ساتھ کہ جس کے سینہ میں گوشت ہے پتھر نہیں، زندگی کے جس موڑ پہ یاد آئے گا عبادت کر لینے کے لئے کافی ہوگا۔ یہیں بیٹھے بیٹھے تصور کرو آج کے دن بھی وہاں کھڑی ہے زینب علیہا السلام جہاں اسے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اللہ اکبر! میں نے کہہ دیا۔ اللہ جانے، وہاں کھڑی ہے علی علیہ السلام کی بیٹی جہاں اسے نہیں ہونا چاہیے۔ اندر کے مفتی سے پوچھ، جوڑ ہے؟! ابن زیاد کا دربار اور زینب علیہا السلام عالیہ؟! کھڑی ہے! تمہارے تصور سے پہلے میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔ ملعون نشے میں ہے، سر اٹھاتا ہے اور اہل دربار کی طرف دیکھ کے کہتا ہے کہ اگر دربار میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے حسین علیہ السلام سے حسین علیہ السلام کے بابا سے کوئی بدلہ لینا ہو تو۔ تم ابھی برداشت نہیں کر رہے ہو اگلا جملہ کیسے برداشت کرو گے؟!

اسی لئے تو میں نے ہاتھ جوڑے تھے، یہ کہتا ہے جس نے بدلہ لینا ہو! آج اولادِ علی علیہ السلام کا وارث کوئی نہیں ہے۔ آج علی علیہ السلام کی اولاد میرے دربار میں بے وارث کھڑی ہے۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! ایک کونے سے ایک شخص اٹھا۔

کہتا ہے میں نے علی علیہ السلام سے تو نہیں حسین علیہ السلام سے بدلہ لینا ہے۔

کیسے؟!

9 محرم کو حسین علیہ السلام نے احتجاجی خطبہ دیا میری حسین علیہ السلام سے تلخ کلامی ہوئی، میں ناقہ پر سوار تھا، حسین علیہ السلام نے میرے ناقہ کو ہٹانے کے لئے چابک مارا جو میری پشت پہ لگا۔

میں تو صرف لفظ ہی بھیج سکتا ہوں، تمہارے دلوں میں گوشت اور نرمی تو میں نے نہیں بھرنی۔ علی علیہ السلام کی بیٹی، دیکھو خون رونے والا بھی تم میں سے کسی کے دائیں یا بائیں تشریف

فرما ہے۔اسی کو گواہ بنا کے جملہ کہنے لگا ہوں۔

چابک میری پشت پر لگا اور میں نے حسین علیہ السلام سے بدلہ لینا ہے۔

یہ سنا تو تڑپ گئی علی علیہ السلام کی بیٹی۔

سجاد علیہ السلام اب میرے مرے ہوئے بھائی سے بدلہ لیا جائے گا۔ پہلے تیرہ ضربوں سے مارا، اب میرے بھائی کے سر کو چابک لگیں گے؟!

پھوپھی اماں! گھبراتی کیوں ہیں، بازار میں دادا کے بدلے نہیں دیئے۔ ہاں میرے لعل! دیئے، تو دربار میں بابا کے نہیں دے سکتا؟!

سجاد علیہ السلام نے فرمایا:

بندہ خدا! میرے قریب آ۔ میرے ہاتھ پابند ہیں۔ میری پشت سے کرتا اٹھا، ایک کے بدلے جتنے جی چاہے، میری پشت پر مارلے، کرتا اٹھا۔ اس نے چابک ہاتھ میں لیا۔ کبھی سجاد علیہ السلام کی دائیں جانب کبھی بائیں جانب، کافی دیر ہوئی ابن زیاد کہتا ہے مارتے کیوں نہیں؟ دشمن تھا، روتے ہوئے چابک پھینک دی اور کہا ماروں تو کہاں ماروں؟ اس کی پشت پہ ایک چابک مارنے کی جگہ خالی نہیں ہے۔ کربلا سے یہاں تک آتے آتے اللہ جانے کتنے چابک......

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ○

تیسری مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمO بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمO

توجہ ہے بات شروع کی جائے۔ آیت تو میں نے سورۂ ق سے پڑھنی ہے لیکن پہلے یہ عرض کردوں کہ اسی سے ملتا جلتا مضمون قرآن میں سات جگہ ہے۔ سورۂ اعراف سے شروع ہوتا ہے اور سورۂ حدید میں آخری بار، سورۂ ہود میں ہے، سورۂ یونس میں ہے، سورۂ لقمان میں ہے، سورۂ سجدہ میں ہے، سورۂ ق میں ہے سمجھ میں آرہی ہے۔ میری بات یا نہیں۔ اللہ کبھی هو الذی سے، کبھی والذی، کبھی اللہ الذی سے، کہتا یہی ہے کہ: خلق السموات الارض فی ستة ایام O

کہ زمین وآسمان کی پیدائش چھ وقتوں میں ہوئی۔

اور جو آیت میں پڑھنے لگا ہوں سورۂ ق سے، وہ یہ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْب

(سورہ:ق، 38)

ہم نے آسمان اور زمین خلق کئے چھ وقتوں میں۔

جیو! جیو! جیتے رہو، جب تک تمہارا دل ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

البتہ ہم نے خلق کئے اور جو قابل غور بات اس آیت میں ہے وہ یہ ہے:

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ

اور ہمیں تھکاوٹ نے چھوا بھی نہیں۔

یہ بات بظاہر خلافِ عقل ہے مولانا! جو بدن نہیں رکھتا وہ کہہ رہا ہے میں تھکا نہیں۔

ہم تو کہیں کہ میں دس میل چلا اور تھکا نہیں، جو جسم ہی نہیں رکھتا۔

یہ جو کہہ رہا ہے کہ ہم نے، اس کا مطلب ہے کہ تخلیق ارض وسماء میں کچھ بدن والے ہیں۔

ہر بندہ پہنچ گیا ہوگا، بس توجہ چاہیے اور جو کہنا ہے وہ یہ ہے کہ کتنے وقتوں میں! یہ وقت بھی مجبوری کا ترجمہ ہے! ورنہ اس وقت، وقت نہیں تھا۔

وہ چھ مرحلے تھے۔ ایام تھے، وقت تھا، بہرحال جو بھی تھا۔ تصور ہے اس میں کیا۔ اب سورۂ حٰم سجدہ کو پڑھنا اس میں کہتا ہے:

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ (سورہ حٰم السجدۃ ۱۲۔)

دو یوم میں ساتوں آسمان بنائے۔

مجھے نہیں پتہ، کہ کس میں کتنی صلاحیت ہے؟ کتنی قوت خرید ہے؟ جو خریدار ہے میرے سامنے!! وہ دل پہ لکھے۔ آسمان کتنے وقتوں میں بنے؟ دو میں!!

چند آیتوں کے فرق سے بات ہے، آگے ارشاد ہے:

وجعل فیھا رواسی فوقھا و بارک فیھا وقدر أقواتھا فی أربعة أیام

سواءً للسائلین o

زمین اوراس کے رزق چار دن (یوم) میں بنے۔

پلے پڑی یا سر سے گزری؟

یہ دلیل ہے کہ زمین افضل ہے آسمان سے۔

بلندی پہ رہنا! دلیل نہیں فضیلت کی! ہلکا پلہ بھی اوپر ہوتا ہے۔

ٹھیک ہے ناں، سمجھ میں آئی بات، اب دیکھ لو! جو شے! اوپر ہے، اسے تمنا ہے زمین کی خاک چھونے کی، چومنے کی۔

اور کچھ نہ ہو، یہ تو تہتر (۷۳) فرقے مانتے ہیں کہ معراج ہوئی، چپ کیوں ہو گئے ہو؟ تم نہیں مانتے؟ ہوئی، جسم سمیت ہوئی، لباس سمیت ہوئی، جوتے سمیت ہوئی۔

ٹھیک ہے ناں! ایسا ہی ہے ناں؟ اور آؤ کون چھپا سکتا ہے حقیقت کے ان جملوں کو؟!

عرش کے قریب پہنچا میرا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ رُکے اور جھکے کہ جوتے اتار دوں۔ عرش آ گیا ہے، سامنے، بس جھک ہی رہے تھے، اللہ نے کہا کیا کر رہے ہو میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم؟!

پالنے والے! احترامِ عرش میں جوتے اتارنے لگا ہوں۔ فرمایا:

تقدم علی العرش بنعلیک لیتشرف العرش بغبار نعلیک o

جوتے اتار کے میرے عرش کو اپنی جوتی کی خاک سے محروم نہ کر۔

پلے پڑی بات یا سر سے گزر گئی!!

لیتشرف العرش

یہ جملے اتنے سادہ ہیں کہ اپنے ترجمہ خود کر رہے ہیں۔

لیتشرف العرش بغبار نعلیکo

تا کہ مشرف ہو جائے میرا عرش تیری پاپوش کے غبار سے۔اب جا گنا۔میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جوتی سے جو ذرے چمٹے ہوئے تھے وہ خاک تھی، خاک شفاء نہیں تھی۔

جی معلوم ہوا، خاک کو شرف ملتا ہے ان کی جوتی چومنے کا۔

پچھلے محلے والے ٹھیک ہیں؟!

امیر کائنات علیہ السلام کے خطبہ کے فقرے ہیں مولانا!

لو لا المشیٔ منا علی السموات لما قامت o

شاہ نجف علیہ السلام فرمارہے ہیں، اگر ہم چودہ میں سے کوئی نہ کوئی آسمانوں پہ نہ چلے تو گر پڑیں۔

لو لا المشی منا o

اگر ہم میں سے کوئی نہ کوئی چہل قدمی نہ کرے، **علی السموٰات** آسمانوں پر، **لما قامت** قائم نہ رہیں۔یعنی گویا ان کی پاپوش سے چمٹے ہوئے ذرے آسمان کے لئے طاقت کا انجکشن ہیں۔

آگے سر اٹھانا،

و علی الأرض لما خضرت، ولا بالأ رزاق قد ضحکت o

اور اگر ہم زمین پر نہ چلیں، تو زمین رزق اگانا چھوڑ دے۔

یقیناً ہر آدمی نے اپنی امانت وصول کرنے کا حق ادا کردیا ہے۔شاہ نجف علیہ السلام تم سے راضی ہوں۔کیا فرماتے ہیں؟

لما خضرت ، سبزہ نہ اُگے، ولا بالأ رزاق قد ضحکت ،زمین رزق لے کے مسکرائے ناں۔

یعنی ان کی جوتیوں میں کوئی ایسی تاثیر ہے زمین چومتی بھی ہے مسکراتی بھی ہے۔

جن کی جوتی کا میل کھاتا ہے پھر انہی کو کہتا ہے، مجھ جیسے۔

یہ ہے زمین کا رشتہ، چودہ سے۔چونکہ ان کی پاپوش کے نیچے ہے، سبزے بھی اُگاتی ہے ،رزق بھی پیدا کرتی ہے۔کربلا کی خاک کا سلطانِ کربلا علیہ السلام سے صرف چلنے کا رشتہ نہیں۔

یہ ازل سے بقعۂ احترام ہے!! بلکہ ایک عالم ربانی کے جملے جبرِ مشیت کی طرح میرے سامنے آگئے،سناتا چلوں۔علامہ ابوالحسن رازیؒ،انہوں نے خاکِ کربلا پر نظر ڈالی، کربلا والے پہ نگاہ کی۔اور وہ جملے لکھے تم نے لوح دل پہ لکھنا ہے!! وہ فرماتے ہیں:

حسین لیس أحد یدری ما حسین، ضریحه مطاف المطافات، قبلة الحاجات، و مهبط الأملاک، و مسجود الأفلاک o

علی علیہ السلام والا ہونے کا یہی تو فائدہ ہے، پڑھ میں عربی رہا ہوں۔دل میں علی علیہ السلام ہو تو یہ انعام ہوتے ہیں۔

ترابه ذهب لا بل هی اکسیر، لا بل هی نور، لا بل هی سر اللّٰه o

توجہ! جو تھوڑا مشکل جملہ تھا، وہ مولانا نے سمجھ لیا، آپ کو بھی ساتھ لے کے چلنا ہے مجھے۔

حسین لیس أحد یدری ما حسینo

کوئی نہیں جانتا کائنات میں کون ہے حسین علیہ السلام۔

لیس أحد یدری ما حسین o

کوئی نہیں جانتا خدائی میں کہ کیا ہے حسین علیہ السلام۔

انہوں نے کہا پس میں اتنا جانتا ہوں اور وہی کہتا ہوں جتنا جانتا ہوں۔

ضریحه قبلة الحاجات، مطاف المطافات o

جا گنا حلالیو! وہ حسین علیہ السلام کی ضریح حاجات کا قبلہ ہے۔

چلے تو نہیں گئے ہو؟! ''بسم اللہ'' پکی بات ہے؟! پھر ترجمہ ہونے لگا، سنبھالنا اپنے اپنے کلیجے۔''مطاف المطافات''

جس جس کا طواف ہوتا ہے زمانے میں وہ وہ شے طواف کرتی ہے حسین علیہ السلام کی ضریح کا۔

مطاف المطافات

جس جس کا بھی طواف ہوتا ہے۔

میں فہرست نہیں گنواؤں گا۔ بس جس جس کا طواف ہوتا ہے۔

ظاہر ہے جو مائیں قبرِ حسین علیہ السلام کا طواف کرتی ہیں، حلال کے بچے وہی جنم دے سکتی ہیں۔

اور دیکھو، حسین علیہ السلام کی ضریح کا طواف کرنے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ کربلا جاؤ! ایک گداگر ہے، نہیں جا سکتا!! ایک بھکاری ہے، بس سوچ سکتا ہے بے چارہ! اپنے گھر کی

چھت پہ تو چڑھ سکتا ہے۔

جی! چھت پہ کھڑے ہو کر قبر حسین علیہ السلام کا تصور کرے اور تصور میں طواف کرے اور بس اتنا کہہ دے:

السلام علیک یا ابا عبداللّٰہ o

میدانِ قیامت میں جب یہ بندہ آئے گا، اللہ ہر بندے سے کہے گا، اکبر حاجی آ رہا ہے اس کا استقبال کر۔

ہر طواف کرنے والی حقیقت طواف کرتی ہے حسین علیہ السلام کی ضریح کا، سر اٹھانا، میری طرف دیکھنا۔

مهبط الأملاكo

جس کی ضریح جائے ہبوط ہے، فرشتوں کے اترنے کی جگہ ہے۔ معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں:

فوج يهبط و فوج يعرجo

فرشتوں کی ایک فوج آ رہی ایک فوج جا رہی ہے۔

اب یہ جو جملہ میں اب کہنے لگا اس میں تم نے میرا ساتھ دینا ہے۔

مسجود الأفلاكo

میں منبر پہ بیٹھا ہوں۔ جب پہلی کتاب میں یہ جملہ پڑھا، انکار والی گھڑی میں تو میری پیدائش ہی نہیں ہوئی تھی کہ خدانخواستہ میں انکار کرتا، یا شک کرتا! شک کرنے والی زبان کو ان کے فضائل پڑھنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ میں سوچ میں پڑ گیا، چونکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ

''افلاک''، مسجود ہے حسین علیہ السلام کی ضریح یعنی جسے آسمان سجدہ کرتے ہیں۔

آپ یقین کرو میں اپنے گھر میں تھا سوچتا رہا دن کا کچھ حصہ، رات ہوگئی، لیٹا ہوا ہوں اپنے کمرے میں، اچانک اندر سے آواز آئی، اُٹھ! اور بالکل واضح جیسے اندر سے کوئی بولا۔ اب یہ پوچھنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی کہ اٹھ کے جاؤں کہاں؟ اٹھ کے اوپر کتاب خانہ ہے وہاں چلا گیا ۔ جب وہاں پہنچا تو میں نے کہا کیوں آیا ہوں اِدھر؟ تب میں سمجھا کہ کوئی لایا ہے! ایسے ہی دو اڑھائی سو کتاب میز پر پڑی رہتی ہیں ہر وقت مختلف، آ کے میں کرسی پہ بیٹھ گیا اور سوچ رہا ہوں کہ کیوں آ گیا ہوں؟! اچانک ہی بے خیالی میں ایک کتاب اٹھائی کھولی تو ایک حدیث نکل آئی، سنئے گا، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أن أهل السماء الدنيا سجود، الى يوم القيامة، وأهل السماء الثانيه ركوع ألى يوم القيامة، وأهل السماء الثالثة قيام ألى يوم القيامةo

پتہ نہیں کون کس پانی میں ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے، فرماتے ہیں:

پہلے آسمان والے سجدے میں ہیں اور قیامت تک سجدے میں رہیں گے۔

دوسرے آسمان والے رکوع میں ہیں اور قیامت تک رکوع میں رہیں گے۔

اور تیسرے آسمان والے قیام میں ہیں اور قیامت تک قیام میں رہیں گے۔

بظاہر ترتیب الٹ ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا پہلے آسمان والے قیام کرتے، دوسرے آسمان والے رکوع کرتے اور تیسرے آسمان والے سجدہ کرتے!!!

میں کہہ چکا۔ میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اب دیکھیں ہم الٹے چلتے ہیں۔ تیسرے

آسمان والے رکوع میں ہیں۔ اور پہلے آسمان والے سجدے میں ہیں۔ اور قیامت تک سجدے میں پڑے ہیں، اور **مسجود الافلاک** ☆

اس کا لطف وہی لے گا جو حقیقتِ کعبہ کو سمجھتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ کعبہ قبلہ کیوں ہے؟ علیؑ کی وجہ سے ہے تو بس انسانوں کا مسجود علیؑ ہے اور فرشتوں کا مسجود حسینؑ ہے۔

یہ انسانوں کا قبلہ ہے اور وہ فرشتوں کا قبلہ ہے۔ سارے جو قبلے ہیں بلکہ یہ بھی گستاخی کی، یہ حقیقت قبلہ ہیں۔ یہ علت قبلہ ہیں، بھائی یہ علت سجدہ ہیں۔

اب یہ ایسا ہے کوئی جاہل کہے غضنفر عباس ہاشمی عالم نہیں ہیں اور عالم مجھے عالم مانے! تم اس جاہل کو گھاس ڈالو گے؟!

چودہ سے سجدے کروا کے اللہ کو ہمارے سجدوں سے کیا لینا ہے۔

"**مسجود افلاک**" جس کی ضریح افلاک کی مسجود ہے۔

آگے علامہ ابوالحسن رازیؒ فرماتے ہیں: سر اٹھانا میرے بزرگوں بھائیوں عزیزوں میں کیا بولوں اس حسینؑ کے بارے میں کیا کہوں جس کی مٹی سونا ہے۔

دو چار فقرے میری خواہش سے سن لو پھر کہو گے تو چھوڑوں گا منبر جس کی مٹی سونا ہے پھر فرماتے ہیں **لا بل ھی اکسیر** غلط کہا میں نے سونا نہیں اکسیر ہے۔

جو سونا ہوتا ہے وہ دس من سونا ایک ماشہ لوہے کو سونا نہیں کرسکتا۔ ایک چٹکی اکسیر سیروں لوہے کو سونا کرسکتی ہے۔

پہلے کہا جس کی مٹی سونا ہے پھر کہا اکسیر ہے یعنی سونا ساز ہے پھر کہا یہی عالم کی شان ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ علمی اصطلاح میں اس کو استدراک کہتے ہیں۔ یعنی ایک بات کو

سوچنا کہ یوں نہیں بلکہ یوں ادنیٰ سے اعلیٰ، اعلیٰ سے اعلیٰ کی طرف جانا۔ اب ذرا اس عالمِ ربانی کا استدراک دیکھئے کہا: کہتے ہیں یعنی بات کو سوچنا کہ یوں نہیں بلکہ یوں، ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف جانا۔ اب ذرا اس عالمِ ربانی کا استدراک دیکھئے کہا۔

میں کیا کہوں اس کے بارے میں جس کی مٹی سونا ہے نہیں سونا نہیں اکسیر ہے۔ نہیں اکسیر نہیں نور ہے۔

اصل میں یہ کہ وہاں بستر پہ بھی ظہیر بھائی کے گھر بھی میرا سینہ دھواں دیتا رہتا ہے۔ منبر کی قسم اس ذکر کی قسم! خاکِ شفاء کی قسم دھواں دیتا ہے میرا سینہ کہ مولاؑ عنوان تو رکھ لیا گیا ''اسرارِ خاکِ شفاء'' پھر لوگوں کے دلوں کو بھی اسرار کا قلعہ بنا کہ میں کہتا چلوں، میں بہت کچھ کاٹ کے آپ کو سنا رہا ہوں۔

سر اُٹھانا، کہا میں کیا کہوں اس خاک کے بارے میں جو سونا ہے اور حالانکہ یہ محاورہ ہے کہ یہ سونا نہیں ہے مٹی ہے۔ یعنی جہاں تحقیر آمیز جملہ بولنا ہو کہا جاتا ہے مٹی ہے اور وہ کہتے ہیں جس کی مٹی سونا ہے نہیں نہیں اکسیر ہے۔ نہیں نہیں نور ہے لا بل ھی سر اللّٰہ نہیں نہیں وہ تو اللہ کا نور ہے۔ اب کاظمی نے نعرہ لگایا، ایک جملہ ابلا، الہام بن کے اتر آیا۔ جس علیؑ کے سگ قلندر ہوں، اس کا حسینؑ کیا ہوگا؟؟

اور یہی راز ہے رفعتوں کا، یہی راز ہے ترقی کا، ہے بیٹا، ہے سید، ہے ناں! علیؑ کی نسل سے ہے، لیکن دیکھا وہ حجت ہیں۔ وہ خدانما۔

وہ حجت، وہ خدانما، وہ آئینۂ توحید میں تیل کے کڑاہ میں گھل مل جاتا ہوں، وہ کبریائی میں گھل مل جاتا ہے۔ اور میرے لئے یہی شرف ہے کہ میں ان کی نسل میں آگیا ہوں اور پھر

اعتراف کرلیا۔

من سگ کوئے شیر یز دانم

میں علیؑ کی گلی کا کتا ہوں۔

علیؑ نے فرمایا:

تو نے یہ کہا اور میں نے بڑے بڑوں کو تیرا کتا نہ بنایا تو مجھے علیؑ کون کہے گا۔

اللہ اکبر میرے مالک! سمجھ میں تیرے بندے نہیں آتے اور مولوی تجھے سمجھنے چلا ہے! میں کیا کہوں اس کے بارے میں جس کی مٹی سونا ہے۔نہیں نہیں اکسیر ہے۔نہیں نہیں نور ہے۔ ہر گز نہیں اللہ کا راز ہے۔ وہ تو اللہ کا راز ہے!! سر اٹھانا آخری بندے تک دل پر نقش کرنا، انہوں نے آخری جملہ کیا کہا بل ھی سر اللہ بلکہ یہ خاک اللہ کا راز ہے۔آپ مجھ سے کہتے ہو اسرار بتا، خاکِ شفاء کے یہ دنیاوی راز ہو تو میں کھولوں، یہ دنیاوی راز ہو تم سمجھو۔

میں ایک جملہ بولنے لگا، صرف ایک، اور پچاس برس دشت کی تحقیق میں بھٹکتے رہو۔ اتنا قیمتی موتی نہیں ملے گا۔ جتنا جملے میں بند کر کے تمہاری جھولی میں ڈالنے لگا ہوں۔ ہے صلاحیت تو خرید لو۔بس یہی راز ہے اس خاک کا کہ اس کے پردے میں حسینیتؑ چھپی رہتی ہے۔

کل رات میں نے بتایا تھا کہ مٹھی بھر خاک میں اللہ کا خلیفہ چھپا ہوا ہے۔نہیں نہیں جن کے ہاں اصلی خاک شفاء ہے۔ وہ یومِ عاشور سرخ کیوں ہوتی ہے؟! تین سو ساٹھ 360 دن مٹیالی، ایک دن مخصوص لمحے میں سرخ۔ تجلی دے رہی ہوتی ہے حسینیتؑ اور اس عالم ربانی کا ۔ایک جملہ باقی ہے۔اب اس کا ترجمہ یہاں کرنے لگا ہوں۔ وہ کہتے ہیں میں اس خاک کے

بارے میں کیا کہوں:

یظهر منها نور الامام تارة و یتجلیٰ فیها رب الأنام مرة ☆

میں کیا کہوں، اس خاکِ کربلا میں جس میں سے کبھی امامت کا نور ظاہر ہوتا ہے۔اور یہ کبھی، میرے ترجمے کو بے شک دیوار پہ مار دو اپنی پسند کے عالم سے ترجمہ کرا لینا۔

ویتجلیٰ فیها رب الأنام مرة ☆

میں اس خاک کے بارے میں کیا کہوں جس میں کبھی کبھی اللہ جلوہ مارتا ہے، کبھی اس سے نورِ امامت ظاہر ہوتا ہے۔ پہلے فرمایا **یظهر** ظاہر ہوتا ہے۔اور یہاں کیا ویتجلی۔

کبھی وہ تجلی مارتا ہے، اب اگر تمھے نہیں تو ہر بندہ دل پہ لکھے گا۔ پھر انشاء اللہ خود بخود کچھ اسرار تصور کدے میں آئیں گے۔ یہ صرف شیعہ کتابیں نہیں بلکہ برادرانِ اہل سنت کی کوئی سو 100 کے قریب کتابیں میں دِکھا سکتا ہوں، جن میں یہ ہے کہ یہ شفق پہ، آسمان پہ سرخی ہوتی ہے یہ واقعہ کربلا سے پہلے نہیں تھی۔

وہ کہتے ہیں

لم تر حمرة قط

اس سے پہلے سرخی نہیں تھی۔

یہ واقعہ کربلا کے بعد کیوں ہوئی ؟! وہ کہتے ہیں اس لئے چونکہ غصے میں انسان کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔اب اللہ بدن تو رکھتا نہیں۔

خدا کا جسم تو ہے نہیں، وہ آسمان کے کناروں کو سرخ کر کے اپنے جلال کو، غضب کو ، اپنے غصے کو ظاہر کرتا ہے۔ سرخی اس کے جلال کی علامت ہے۔ جب یوم عاشور خاکِ شفاء سرخ

ہوجائے۔ دونوں باتیں کہہ سکتے ہو! نورِ امامت ظاہر ہورہا ہے، یہ بھی سچ ہے کہ اللہ کا غضب اور جلال ظاہر ہورہا ہے۔ یہ بھی سچ ہے۔ پورا شعر اس طرح ہے۔

بیان سرِ شہادت کی اگر تفسیر ہوجائے
تو مسلمانوں کا قبلہ روضہء شبیرؑ ہوجائے

اب تو فرشتوں کا قبلہ ہے ناں!

تو پھر مسلمانوں کا قبلہ روضۂ شبیرؑ ہوجائے۔

اللہ کا جلال چھپا ہے اس کا خاک میں۔ حسینؑ کا خون بھی کہہ سکتے ہو اور اللہ کا جلال بھی کہہ سکتے ہو۔ ویسے بھی حسینؑ کا خون جلالِ الٰہی سے بنا ہے۔

کیا کہنے اس خاک کے، خاک بے چاری خاک ہی ہوتی ہے۔ بظاہر بڑی کمزور سی چیز ہوتی ہے۔ جس میں تواضع، جس میں عاجزی، جس میں انکساری، جس میں حقارت، اور اسی چیز کو تو دیکھ کے شیطان اکڑا تھا۔ معلوم ہوتا ہے خاک کو حقیر سمجھ کے اسے نہ جھکنا شیوۂ ابلیس ہے۔

ختم ہوگئی میری گفتگو، یہ تو خاک ہے۔ آخری آدمی تک دل پہ لکھ لینا۔ طور پہاڑ تھا ،اور پہاڑ تو پہاڑ ہوتا ہے۔ اس پر نور کے اسی 80 ہزارویں حصہ کی تجلی پڑی سرمہ ہوگیا۔ حسینؑ تیرے کیا کہنے، تیری خاک میں اس کا جلال چھپا رہتا ہے۔

اسی 80 ہزارواں حصہ تھا نور کا جو چمکا تھا اور پہاڑ سرمہ ہوگیا اور جہاں جلال الٰہی چھپا ہے اور سارا سال چھپا رہتا ہے۔ ایک دن ظاہر ہوتا ہے۔ عام زمین بھی اتنی عظمت والی ہے کہ آسمان اور اس کی مخلوق کی تخلیق سے دوگنا وقت لیتی ہے۔ اور یہ سوچتے رہنا اور میں نے تمہیں حدیث پڑھ کر کل بتایا تھا کہ اللہ نے زمین کربلا کو زمین کعبہ سے چوبیس ہزار سال پہلے خلق کیا تھا

۔صرف اسی پر عشرہ چاہیے اسے اتنا عرصہ پہلے کیوں؟ اس ''کیوں'' کے لئے عشرہ چاہیے ۔چوبیس کے عدد میں بھی کچھ علتیں ہیں کچھ اسرار ہیں۔

یہاں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں ۔اللہ زمین کربلا کو بنانا ہی اس وقت چاہتا تھا جب اور کچھ بنانا نہ ہو۔

تا کہ اس کی صورت ملکوت جیسی ہو!!اس کی سیرت جبروت جیسی ہو!!اس کی حقیقت لا ہوت جیسی ہو!! تا کہ میں اللہ یہ کہہ سکوں:

نَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا (سورہ الانبیآء ۷۱)

ہم نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کونجات دے کر اس زمین کی طرف بھیجا جس میں ہماری برکت بھری ہوئی ہے۔

مصائب :

کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا، خوش رہو آباد رہو، مولاؑ آپ سب کی عبادت قبول فرمائیں ۔ بس مشیعت یہ چاہتی ہے، دیکھیں کربلا کا شرف قبر حسینؑ کے سبب ہے ۔ٹھیک ہے ناں اور زیارت ناحیہ میں تمہارے زمانے کے امامؑ فرمارہے ہیں:

(فی قلوب من والاہ قبرہ)

جس جس دل میں ولاء ہے حسینؑ کی اس اس دل میں قبر ہے حسینؑ کی ۔بس اس قبر کی حرمت کو نہ بھولنا اور یہ خود زرا اپنے ضمیر سے پوچھ کے بتاؤ کہ جس کی نگاہ قبر حسینؑ پہ پڑے کیا وہ اپنے آنسو روک سکتا ہے؟!وہ تیرے دل میں ہے۔اگر حسینؑ سے ولاء ہے تو بس اسی کو زینہ بنا کے دو جملے کہنے لگا ہوں جس کے سینے میں گوشت ہے وہ سنبھال لے۔

کربلا میں پہلے ظلم یہ کیا شامیوں حرامیوں نے سر کاٹے، پردہ داروں کے سامنے، اللہ اکبر! میں نے کہا ہے۔ کچھ چیخیں ابھری ہیں۔ کچھ ہاتھ ماتم کے لئے اٹھے ہیں۔ کچھ سر پیٹ رہے ہیں، کچھ رانیں، کچھ سینہ، کچھ لوگ حیران نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اس لئے پیٹ رہے ہیں، بھائی! کہ ان کی نظر حقیقت تک پہنچ گئی ہے۔ صرف سامنے کاٹا ہوتا سروں کو تو شاید میں منبر سے روایت نہ پڑھتا۔ کتابوں کے جملے یہ ہیں کہ حضرت عباسؑ کا سر جناب ام کلثومؑ کی جھولی میں کٹا، جنابِ اکبرؑ کا بی بی لیلیٰ علیہ السلام کی گود میں کٹا۔ جناب قاسمؑ کا سر جناب ام فروہؑ کی آغوش میں کٹا۔ اللہ اکبر! العظمۃ اللّٰہ میں دعا ہی دے سکتا ہوں۔ جو آنکھیں اس غم میں روتی ہیں کسی اور غم میں نہ روئیں۔ رو رہے ہو چیخیں مار کے، سوال کا حق تھا تمہارا، پوچھتے علامہ صاحب بیٹوں کے سر کٹتے رہے، ماؤں نے کیا کچھ نہیں؟! بھائیوں کے سر جدا ہوتے رہے، بہنوں نے چھڑایا نہیں؟!

او بابا! چھڑایا جاتا ہے ہاتھوں سے، ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور بہنوں کے ہاتھ بھی ،زینب علیہ السلام نے مدینہ کی طرف دیکھ کے فرمایا:

نانا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دین تیرا بچ گیا، آ دیکھ کربلا میں زینب علیہ السلام کا کچھ نہ بچا۔

رو چکے ہو۔ ہو چکا پرسہ، حق تھا۔ میں چھوڑ دیتا منبر، لیکن کل اسی کو رونا نصیب ہوگا جو ہوگا، ایک جملہ اور سن لو۔ کتابیں بتاتی ہیں۔ ایک بہن نے کوشش کی۔ اللہ کرے میں پڑھ سکوں اور تم سن سکو۔

ایک بہن نے کوشش کی، بھائی بچالوں۔ کس نے؟ چار سالہ بتول علیہ السلام نے سکینہ

علیہا السلام نے۔سکینہ علیہا السلام نے کوشش کی۔جو میں نے کتابوں میں دیکھا۔

مرہ ابن منقد ملعون خنجر لے کر اکبر علیہ السلام کی طرف بڑھا، بچی کے ہاتھ بھی پابند تھے ،دیکھا اور تو کچھ ممکن نہ تھا۔

ألقت نفسها علی جسد أخیها o

اپنے آپ کو لاشے پہ گرا دیا۔کہا یا مجھے قتل کر یا جب تک میں زندہ ہوں، اکبر علیہ السلام کا سر کٹنے نہیں دوں گی۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! مجھے معاف کرنا، کلیجہ پھٹ جائے گا تمہارا، یہ ملعون دائیں آتا ہے سکینہ علیہا السلام دائیں طرف گر جاتی ہے، یہ بائیں طرف آتا ہے، بچی بائیں طرف۔ کافی دیر کے بعد اس نے شمر لعین کو پیغام بھیجا بچی مجھے سر نہیں کاٹنے دے رہی، یہ کوئی چیز ہاتھ میں لے کر آگے آیا۔اس کا ہاتھ چلتا رہا۔

چھوڑ دے لاشہ، چھوڑ دے لاشہ، چھوڑ دے لاشہ۔

حسین علیہ السلام نے کہا میری سکینہ علیہا السلام مر جائے گی، زینب علیہا السلام میری سکینہ علیہا السلام بے ہوش ہو گئی۔

وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ o

چوتھی مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم ☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم ☆

سورۂ مومنون میں سے ایک آیت پڑھنے لگا ہوں۔ارشاد ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

(سورہ مومنون:50)

فرمایا: ہم نے ابن مریم علیہ السلام اور اس کی ماں علیہا السلام دونوں کو آیت بنایا۔

وَّاٰوَيْنٰهُمَا اور ان دونوں کو پناہ دی۔نہیں! پہلے ذہن میں رکھ کے بیٹھئے گا کہ قبلہ کے اندر جانے لگی مریم علیہا السلام، اللہ نے نکال دیا۔

هذا البيت العبادة لا بيت الولادة ۝

یہ عبادت کا گھر ہے، ولادت کدہ نہیں ہے۔

اب اللہ کہہ رہا ہے، جب بیت المقدس میں بچہ جننے کی اجازت نہیں دی۔تو پھر کہاں گئی ؟!

وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝ (سورہ مومنون:۵۰)

تو ہم نے ماں اور بیٹے کو پناہ دی ایک ٹیلے کے پاس۔

پتہ نہیں کون کیا سمجھا ہے؟! ایک ٹیلے کے پاس پناہ دی کیسا ٹیلہ؟!

ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ ٥

وہ رہنے کے قابل بھی تھا اور اس کے ساتھ بڑا خوشگوار پانی بہتا تھا۔ ربوہ، ٹیلہ، **ذات قرار**، استقرار، رہائش کے قابل تھا۔ **ومعین** اور وہاں خوشگوار پانی تھا۔ منبر پہ ہوں، کسی کے کان پہ منہ تو نہیں رکھا ہوا ہے؟! مائیک رکھا ہوا ہے، ڈنکے کی چوٹ پہ تمہارے اس منبر سے لے کر ہجوم محشر تک، اللہ کی عدالت تک، ضامن ہے۔ جب تفاسیر اہل بیت علیہم السلام کو کھولا تو یہ جواب ملا۔

''وہ ٹیلہ کربلا اور پانی فرات کا''

تمہارے ذوقِ مودت کو دونوں ہاتھوں سے سلام۔ یقیناً بلاشبہ تم نے اپنی امانت وصول کی۔ تھوڑا سا جس روشِ ادراک پہ لے کے میں سامعین کو چلنا چاہتا ہوں، اب ذرا سوچئے، بیت المقدس کے اندر نہیں پیدا ہونے دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو، اب قرآن کہہ رہا ہے دونوں ماں بیٹے کو پناہ دی ایک ٹیلے کے پاس کہ جہاں خوشگوار پانی بہتا تھا۔ قرآن مجید کے وارثوں نے بتایا وہ ٹیلہ کربلا، وہ پانی فرات کا، تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں، اپنے سامعین سے اللہ بتانا چاہتا ہے جسے میں دھتکار دوں، پناہ حسین علیہ السلام دیتا ہے۔

سمجھ میں آ گئی بات، جسے میں ٹھکرا دوں۔

تو پھر پوری کائنات میں پناہ حسین علیہ السلام دیتا ہے۔

اسی لئے مولانا! کربلا کے بارے میں جملے ہیں، سر اٹھانا جہاں جہاں بیٹھے ہو!!

ان اللّٰہ ...... عالم نہیں، علم گنگ ہے، ششدر ہے، سوچ میں ہے، بے بال و پری کا

اعتراف کرتا ہے۔ کہ میں کربلا کے ذرے کی حقیقت کو نہیں جانتا۔

سر اٹھانا، جہاں جہاں بیٹھے ہو حدیث میں ہے:

أن اللہ یتولیٰ بنفسہ خلق کربلاء و خلقھا تربة نورانیة، صافیة طاهرة من کل طھور و جعلھا معقل الأنبیاء والمرسلین، و معراج الملائکة المقربینo

جو پہلے پہنچے وہ لائق تحسین ہیں اور جو رہ گئے انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا۔

پہلا جملہ، پہلا فقرہ، چکرا دینے والا ہے اور صرف چکرا دینے والا ہی نہیں اس سے ایک سو ایک مسئلے حل ہوتا ہیں، کون سا؟! سر اٹھانا!!

أن اللہ یتولیٰ بنفسہ خلق کربلاءo

اللہ نے کربلا خلق کرتے وقت کسی کو شریک نہیں کیا، خود خلق کیا۔ سر سے گزر گئی بات؟! ہائے، ہائے، میں نے کہا دادلی، ہاتھ اٹھے، بھونچال آیا، لیکن ذرا سوچئے تو، **أن اللّٰہ یتولیٰ بنفسہ**، خود متولی ہے اللہ **بنفسہ** اپنی ذات کے ساتھ!

تمہاری یہ زمین تمہارے وہ آسمان حکمِ خدا سے کسی نے بنائے؟۔

والسماء بنینا ھا بأیدو أنا o

ہم نے آسمان بنائے اپنے بہت سے ہاتھوں کے ساتھ۔

زمین، تیرا باپ آدم علیہ السلام مشت خاک سے بنا اور کوئی با کمال مشیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے فرما رہا ہے:

أنی خمرت طینة آدم بیدی أربعین صباحاًo

چالیس دن تک میں علیؑ تھا آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کرنے والا۔

اپنے محلے کو جگا کے رکھنا جملہ دینے لگا۔

یا چودہ کو صرف اللہ نے بنایا یا، کربلا کو صرف اللہ نے بنایا۔ یا چودہ کو خود بنایا، بہت کچھ کہے بغیر بھی سمجھنا چاہیے یا چودہ کو خود بنایا یا کربلا کو خود بنایا۔ کوئی صفت تو چودہ والی ہوگی اس خاک میں۔

چونکہ اللہ کہتا یہ ہے: **أعطیٰ کل شی خلقه o** (سورۂ طہٰ)

ہر شے کو میں نے تخلیق عطا کی ہے۔

جو شے جس شے کے قابل تھی۔ میں نے ویسا بنایا، جبر مشیت نہیں ہے!! جو اللہ نے چاہا بنا تا گیا۔ ناں، ناں، انسان کو اس لئے بنایا کہ وہ انسانیت کے لائق تھا۔ کتے کو کتا اس لئے خلق کیا کہ وہ کتا ہونے کے قابل تھا۔ منکر **ولاء** کو حرامی اس لئے بنایا کہ وہ حرامی ہونے کے لائق تھا۔

"کربلا کی خاک اس قابل تھی کہ اسے خود بنائے"

أن اللّٰہ یتولیٰ بنفسه o

خود بنایا۔ اور بنایا کیسے!!

خلقها تربة نورانية، صافية، طاهرة من كل طهور o

اسے نورانی تربت بنایا، **صافية**، اس میں صفائی تھی، اس میں خاک والی کثافت اور آلودگی نہیں تھی۔ جو مٹی میں، خاک میں کثافتیں ہوتی ہیں وہ اس میں نہیں تھیں، جا گنا۔

طاهرة من كل طهور o

ہر پاکیزہ شے سے زیادہ طاہر بنایا۔

وجعلھا، اگر میرا ابتدائیہ یاد ہے میرے سامعین کو تو پھر لطف لیں گے۔

وجعلھا معقل الا نبیاء والمرسلین، معراج الملائکۃ المقربین٥

اوراس خاکِ کربلا کو انبیاء ومرسلین کی پناہ گاہ بنایا۔

واوینھما

ہم نے جناب مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کو پناہ دی ٹیلے کے ساتھ۔

سر اٹھانا، میری طرف دیکھنا، آخری بندے تک اور جو کائنات کے پاس ہو تو بھی،

معقل پناہ گاہ، بنایا کس لئے؟! انبیاء اور مرسلین کے لئے۔ اور مقرب فرشتوں کی معراج بنایا کربلا کو۔

نہیں، اب اگر میرے سامعین کو سردی نہیں لگی تو غضنفر عباس ہاشمی ایک جملہ دینے لگا ہے۔ دل پر نقش کرنا اور وصول کرنا۔ معراج، یہ گرائمر عرب میں اسم الہ ہے عروج سے اور خود لفظ عروج بتاتا ہے۔ بلندی معراج کے لفظی معنی ہیں، سیڑھی، چونکہ اس کے ذریعے بندہ عروج تک جاتا ہے۔ بلندی تک، معراج بلندی کو کہتے ہیں، اللہ نے کربلا کی خاک کو فرشتوں کے لئے معراج بنایا۔ حسین علیہ السلام نے معراج کا تصور ہی پلٹ دیا۔

جناب حسین علیہ السلام نے فرمایا:

ساٹھ ہجری تک معراج اوپر ہوا کرے گی۔ اور ساٹھ ہجری کے بعد معراج نیچے ہوا کرے گی۔ اور جس حسین علیہ السلام کی پستی کا نام معراج ہے اس کی بلندی کہاں تک ہوگی؟!

خاکِ شفاء تو ایک نام ہے اس کا۔

خاکِ شفاء ایک نام ہے! اور جو جانتے تو ٹھیک ہے ورنہ آج جان لو آدم علیہ السلام

سے لے کر خاتم صلی اللہ تعالیٰ وآلہٖ وسلم تک بلکہ جناب امیر علیہ السلام تک ہر حجت کو خدا نے زمین کربلا سے گزارا ہے۔

اور چیلنج ہے میرا کھلا چیلنج، کسی زمین کو یہ شرف نہیں ملا کہ جہاں سے سارے نبی گزرے ہوں سوائے اس زمین کے۔ شب معراج ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ وآلہٖ وسلم بھی یہاں سے گزرے۔ یہاں سے گزرے، یہیں اترے، زمین پہ چلے، میرے رات والے جملے اگر یاد ہیں ۔میرے حبیب! جوتے نہ اتار۔ عرش ان ذروں کو چومنا چاہتا تھا۔

ہر نبی کو گزارا اور اب تحفہ ہے ہر شخص کے لئے سنبھال لے اور تحفہ خدا کرے اس کو دیا جائے جو تحفے کی قدر و قیمت جانتا ہو۔ سر اٹھاتا جو نبی گزرا، ہر نبی نے اسے الگ نام دیا، کسی نے اسے ''ارضِ خیر'' کہا کسی نے ''ارض برکات'' کہا کسی نے ''ارض نور'' کسی نے ''ارضِ اسرار'' کہا اور کسی نے ''ارضِ شفاء'' یعنی ہر نبی نام دیتا گیا ہے۔ جتنے نبی ہیں، کم از کم اتنے نام ہیں کربلا کے۔

باتیں تو اس سے بھی کہیں آگے کی ہیں۔ یہ تو صرف انبیاء علیہم السلام نے نام دیئے ہیں، فرشتوں نے الگ دیئے۔

اور قیامت کے دن اس کے اصلی اور حقیقی زبان بے زبانی سے خداوند عالم بتائے گا۔

اصل میں بات یہ ہے، ابھی آپ نے سنا، نا! کہ تربت جب اللہ نے خلق کی مولانا! تو نورانی، صافی، ہر طاہر سے طاہر بلکہ ہر طہور سے لفظ ''طہور'' تھا ہر طہارت سے طاہر۔

یہ جو ہماری عام زمین ہے نا! اسی کے اسرار و رموز بڑے بڑے مدعیان علم نہیں جانتے اور کربلا پھر کربلا ہے!!

ایک حدیث رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

تربوا کتابکم فانه أنجاح للحاجة o

جب تم کو کسی سے کوئی حاجت ہو تو خط لکھو تو ایسے نہ بھیج دیا کرو بلکہ تراب سے مس کیا کرو۔

تراب سے مس کر کے بھیجا کرو، کیونکہ یہ حاجت روائی کی ضمانت ہے، گھروں میں جا کے سوچنا، جب تراب حاجت روا ہے تو ابوتراب کیا ہوگا۔

سر اٹھانا ایک وقت یاد دلاتا ہوں پھر تصور دیتا ہوں، علم غیب تو میں نہیں رکھتا کہ کس کا مقدر ہوگا! بہر حال میں تو سب کے لئے دینے لگا ہوں۔ جس کا جتنا نصیب، سلطان کربلا علیہ السلام سے اللہ نے سورۂ فجر میں کہا ہے:

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (٢٧) ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّة

(سورہ الفجر:28-28)

اے نفس مطمئنہ لوٹ آ اپنے رب کی طرف اس حالت میں کہ اپنے رب سے راضی ہو جا۔

کیسا بندہ ہے یہ، میں نے اولوالعزم نبیوں کو دیکھا ہے، سورۂ طٰحٰہ پڑھنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام دوڑتے ہوئے آئے طور پر، انہوں نے کہا نبیوں کی شان نہیں دوڑنا، کہتے ہیں:

عجلت أليک رب لترضی o

اس لئے دوڑ کے آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے۔

عجلت أليک رب لترضی o

تا کہ تو راضی ہو جائے ، زمانے کی کوشش وہ راضی ہو، اس کی کوشش حسین علیہ السلام راضی ہوں۔

آٹھ دس چہرے ایسے ہیں جن پہ حیرت ہے بلکہ چیستانِ حیرت ہے۔ اب اللہ جانے کیوں ہے؟ اللہ کرے صرف حیرت ہو۔ کیونکہ حیرت کی بچت ہے۔ انکار کی نہیں!! سر اٹھانا، میں نے اللہ سے پوچھا، پالنے والے! ہم تو تجھے راضی اس لئے کرتے ہیں کہ تو راضی نہ ہوا تو ہمارا بہت کچھ نہیں سنورے گا!!

اگر تو ہم سے راضی نہ ہوا، نہ ہماری دنیا،، نہ ہماری برزخ ، نہ ہماری آخرت کچھ بھی نہ بچے گا۔ اب اگر کوئی کمبخت کمزور کلیجے والا ہے! چلا جائے! جیسے اگر زیادہ طاقت کی دوائی اگر کمزور آدمی کھائے تو وہیں ختم ہو جائے گا۔ ہاں یہ بہت بڑی طاقت کی دوائی ہے۔ جو پہاڑ سے زیادہ وزنی کلیجہ ہوگا وہی برداشت کرے گا۔ اے اللہ اگر تو ہم سے راضی نہ ہوا تو ہمارا بہت کچھ بگڑ جائے گا۔ تو حسین علیہ السلام کو راضی کیوں کر رہا ہے۔

کہا ہذیان نہ بک !اگر حسین علیہ السلام راضی نہ ہوا تو میں، میں نہیں رہوں گا۔

کہا جس نے میری توحید بچائی ہو، جس نے میرا نام بچایا ہو، میں اسے راضی نہ کروں تو کس کو کروں؟!

کہا اگر میں تم سے راضی نہ ہوا، تمہارا کچھ نہیں رہے گا، اور اگر حسین علیہ السلام راضی نہ ہوا، میں، میں نہیں رہوں گا، اس لئے میں نے اس سے کہا "راضیة" پہلے مجھ سے راضی ہو۔

اب جو کچھ میں تم کو بتانے چلا تھا وہ بات آگے ہے۔

فادخلی فی عبادی ، وادخلی جنتیo

داخل ہو جا میرے عباد میں، عباد نہیں بلکہ میرے عباد میں جو میرے عبد ہیں۔ اس کے جو عبد ہیں، میں اور آپ عبد ہیں، اس کے نہیں۔

اس کا عبد ایک ہے زمانے میں۔

اَشْهَد ان محمداً عبده' o

صرف میرا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا عبد کہ جس کی عبدیت اس کی رسالت سے بھی پہلے۔

سبحان الذی أسری بعبدهo

جس نے اپنے عبد کو سیر کرائی، اور اللہ کہہ رہا ہے۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ (سورہ الفجر: ۲۹)

میرے ان بندوں میں شامل ہو جا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہیں۔

وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (سورہ الفجر: ۳۰)

میری جنت میں آ جا۔ جنت میں نہیں۔

جو میری جنت ہے، ایک تھکا ماندہ آدمی پسینہ سے شرابور، ایک اے۔سی والے کمرے میں آئے تو کہتا ہے، جنت میں آ گیا ہوں، ہر ایک بندے کا معیار جنت اپنا اپنا، الگ الگ، جس چیز کو اللہ اپنی جنت کہتا ہے۔

میں نے تھوڑی دیر ہوئی، زیادہ وقت نہیں گزرا، تھوڑی دیر ہوئی میں نے بتایا کہ میدانِ قیامت میں اللہ زمین کربلا کے نام بتائے گا۔ سر اٹھاؤ، ان میں تین نام میں نے پڑھ رکھے ہیں۔ باقی پتہ نہیں کیا بتائے گا۔ تین میں نے پڑھے ہیں وہ لے جاؤ۔ زمین کربلا پیش ہوگی، اللہ کہے گا:

هذه رياض مشيتي o

یہ زمین میری مشیت کا باغ ہے۔

دیکھو، تھک جانا بشریت ہے، تھک جانا انسان پہ تہمت نہیں۔ انسان ہی تھکا کرتے ہیں۔ وہ تو توحید کے بدن ہیں، جو نہیں تھکتے، تھک گئے ہو، تو کل بتاؤں گا۔ حق ہے تمہارا۔ حق دار کا حق مارنے والا تو لعنتی۔

هذه رياض مشيتي o

یہ زمین میری مشیت کا باغ ہے۔

اب جاگو!

هذه سر كينونتي o

اللہ کہے گا یہ زمین میرے ہونے کا راز ہے۔ میرے ہونے کا راز!!

مجھے خاکِ شفاء کے یہی اسرار آتے ہیں۔

یہ مشیت کا باغ ہے، یہ میرے ہونے کا راز ہے۔

جاگو حلالیو! اللہ کہے گا:

هذه جنتي یہی تو میری جنت ہے۔

صرف اللہ کی جنت نہیں، حضرت صادق علیہ السلام آلِ علیہم السلام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زائرِ حسین علیہ السلام کے لئے کہتے ہیں:

زائر الحسين، زائر الله و زائر مع الله o

جو حسین علیہ السلام کا زائر ہے، وہ اللہ کا زائر ہے اور اللہ کے ساتھ زائر ہے۔

جو ادھر جاتا ہے، وہ اللہ کی زیارت بھی کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ بھی زیارت کرتا ہے یہ سریت میں اس میں اور اسی طرف اشارہ ہے۔

سر کینونتی o

میرے ہونے کا راز

اصل میں حدیث قدسی ہے۔ یقین مانو میں نے بڑوں بڑوں کو دیکھا، جانچا، پرکھا، تولا، ٹٹولا، پتہ ہی نہیں چلا۔ اللہ نے کہا جو شب معراج رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو ہوئی ان میں ایک جملہ یہ تھا۔

أنا عند المنكسرة قلوبهم المندرسة قبورهمo

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے ساتھ رہتا ہوں، اور ٹوٹی ہوئی قبروں کے پاس ملتا ہوں۔

اللہ جانے کون سمجھا؟! میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں اور شکستہ قبروں کے پاس ملتا ہوں۔ یہ عام قبرستان کی ٹوٹی ہوئی قبر کے پاس اللہ کو مان رہے ہیں۔

اگر کہہ دیا جائے، اللہ بتول علیہا السلام کی قبر کے پاس ملتا ہے۔ یہ اسرار بھرے ہیں اس خاک میں کہ جسے تم صرف خاکِ شفاء کے نام سے جانتے ہو!! ابھی چھ دن پڑے ہیں، ابھی بہت کچھ کہنا ہے اور بہت کچھ بچ بھی جائے گا۔ جو کہوں گا وہ قطرہ ہوگا، جو بچے گا وہ دریا ہوگا۔ یہ تو میرے سینے میں بچے گا۔ اللہ جانے اس کی حقیقتیں کیا ہیں؟!

یہاں تک تو بشری رسائی کی بات ہے۔ اب سر اٹھانا! لیکن پہلے ہر شخص اپنے آپ سے پوچھ لے، اگر تھک گیا ہے تو کل بتادوں گا۔ جیتے رہو!

کربلا جہاں تک خطہ ہے دو روایتیں ہیں، تین ضرب تین کی، اور چار ضرب چار کی۔ جو

بھی ہے اللہ بہتر جانے یا کربلا کا مالک بہتر جانے۔ جتنی بھی حد کربلا کی ہے وہ ساری کی ساری خاکِ شفاء ہے۔ ساری تربت اسرار ہے، ساری۔ اب یہ تو ممکن ہی نہیں کہ تین ضرب تین یا چار ضرب چار کے چپے چپے پر حسین علیہ السلام چلا ہو۔

اسی لئے میں نے پوچھا تھا کہ اپنے آپ سے پہلے پوچھ لو، ساری زمین پہ خود تو نہیں چلے میرے مولا حسین علیہ السلام۔ جہاں حسین علیہ السلام پیدل چلے وہ بھی خاک شفاء جہاں گھوڑے پہ سوار ہو کے چلے وہ بھی خاکِ شفاء۔

جہاں حسین علیہ السلام کے نقشِ پا، وہ بھی خاک شفاء، جہاں مرتجز کا سم وہ بھی خاکِ شفاء۔

ایک جملہ دینے لگا ہوں! تمہارے سامعین کو جس نے خرید لیا، اس نے سب کچھ خرید لیا، وعدہ، اور جو نہ خرید سکا، اس کا میں کیا کر سکتا ہوں۔ میری طرف دیکھنا، جہاں مرتجز چلا ہے وہ بھی خاکِ شفاء جہاں حسین علیہ السلام چلے وہ بھی تربت اسرار اور تعجب اس لئے نہ کرنا، قرآن پاک کی تلاوت کرنا، سورۂ طٰہٰ میں ہے:

سامری نے ایک بچھڑا بنایا تھا اور کچھ لوگوں کو اس نے گمراہ کر کے سجدہ کروادیا اس بچھڑے کا، تھا بچھڑے کا بت، تھا ڈھانچہ، پاگل ہو گئے تھے لوگ اس کو سجدہ کرنے لگے تھے، وہ بچھڑا بولتا تھا۔ أنا الحق ، أنا الحق أنا الحق میں حق ہوں۔

قرآن پاک پڑھو تو معلوم ہوتا ہے، یہ اس وقت کی واردات ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پہ میقات کی چالیس راتیں گزارنے گئے۔ پیچھے موقع مل گیا، اس کم بخت کو، بھٹکا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور کہا بچھڑے کو سجدہ کرتے ہو؟! انہوں نے جواب دیا یہ

''انا الحق'' بولتا ہے!! بلوایا کس نے، سامری نے، غضب کے عالم میں اس کا گریباں پکڑا، اور کہا سزا تجھے کم بخت بعد میں دوں گا پہلے بتا راز کیا ہے، تو نے اس بت کو بلوایا کیسے؟! یہ بت بولا کیسے؟!

قرآن پاک بھی پڑھ لے اور جس مسلک سے تمہارا تعلق ہے، مرضی اور پسند کے عالم سے پوچھ لینا۔ سامری نے جواب دیا۔

بصرت بما لم یبصروا ٥

میں نے وہ چیز دیکھ لی جو یہ نہیں دیکھ سکے۔ کیا دیکھ لیا، کہا:

جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کے جا رہا تھا۔

فقضبت قبضة من أثر الرسول٥

میں نے جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کی مٹی مٹھی بھر اٹھالی۔ ایک قبضہ، ایک مٹھی میں نے اٹھالی۔ نہیں نہیں اب قرآن پاک نے فلسفہ دیا۔ ذرا سوچو! جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہو کے جا رہا ہے تو سب کے سامنے جا رہا ہے ناں، لیکن وہ کہتا ہے:

بصرت بما لم یبصرو ا٥

میں نے وہ چیز دیکھ لی جو یہ نہیں دیکھ سکے۔

یعنی بظاہر عام گھوڑا ہوتا ہے، کسی کو اس کے جسم کے نیچے حقیقت نظر آتی ہے۔

کوئی عام گھوڑا سمجھ کے صرف نظر کر دیتا ہے، کہتا ہے بس وہی مٹی میرے پاس ہے۔ ایک چٹکی جس بے جان پر ڈال دوں، وہ خاک بولتی ہے۔ **أنا الحق أنا الحق** ۔ اب سر اٹھا! جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے آئی ہوئی خاک بولتی ہے کہ میں حق ہوں۔ اس

جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑا جو نوکر ہے حسین علیہ السلام کا۔

اس جبرائیل علیہ السلام کا مولانا! گھوڑا، جو جھولا جھلاتا ہے حسین علیہ السلام کا۔

جو أن فی الجنة نهراً من لبن لعليٍّ و لزهراءٔ وحسينٍ وحسنٌ۔ کی لوریاں دیتا ہے حسینؑ کو۔ جو اندر آ ہی نہیں سکتا۔ جب تک اجازت نہ ملے۔ سر اٹھا، سر اٹھا، جائے گا کہاں ؟! حسین علیہ السلام کا گھوڑا!! وہ گھوڑا ہے، جبرائیل علیہ السلام ترس تو سکتا ہے حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔

میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام ترس تو سکتا ہے لیکن حسین علیہ السلام کے گھوڑے کی باگ پہ ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔ اس کی وجہ ابھی تمہارے سامنے آجائے گی۔ بس تین شخصیتیں ہیں پوری خدائی میں جن کا ہاتھ پہنچا ہے اس باگ تک۔ لڑکپن میں حسین علیہ السلام سوار ہوئے تھے اس پر، پہلے اسے سلمانؓ نے پکڑا، سلمانؓ نے بائیں باگ پکڑی، بضع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فضہ سے کہا سلمانؓ سے کہہ گھوڑا اندر بھجوا، جب اندر گیا دائیں باگ بتول علیہا السلام نے پکڑی، وہ دن گیا اور آج کا دن لاہور والو! جب سے بتول علیہا السلام کا ہاتھ اس باگ پر گیا سوائے عباس علیہ السلام کے اور کوئی یہ باگ پکڑ نہیں سکا۔

جہاں سیدہ علیہا السلام کا ہاتھ پہنچے مجال ہے جبرائیل علیہ السلام کی۔ بس عباس علیہ السلام نے پکڑی۔ اور وہ بھی اس لئے کہ بتول علیہا السلام نے فرمایا، میرا بیٹا ہے عباس علیہ السلام۔ تو اب اس گھوڑے کی شان کیا ہوگی۔ جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے جو خاک آئے وہ حیات دے سکتی ہے!! اب ایک دعوت فکر ہے میں نہیں بولوں گا۔ مولانا! میں نہیں بولوں گا۔ بس میں دعوت فکر دوں گا۔ جو چیز جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے

آ جائے وہ خاک تو کہتی ہے انا الحق میں حق ہوں۔اور جو خاک حسین علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے آئے؟!

میں نے کسی کتاب میں نہیں پڑھا یہ جملہ جواَب کہنے لگا ہوں۔یہ کتاب میں نہیں ہے۔ ہاں پھر کل کو کہو، حوالہ دو۔اس کا حوالہ ہے ہی نہیں!! یہ میرا اپنا عقیدہ اپنی سوچ ہے۔سن لو آپ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔میری اپنی سوچ ہے۔مان لو تمہاری مرضی، نہ مانو تو غصہ نہیں ہے کوئی جھگڑا نہیں، کوئی لڑائی نہیں۔جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے سم کے نیچے جو آئے مٹی، وہ تو کہتی ہے میں حق ہوں۔میرا خیال ہے جو خاک مرتجز کے گھوڑ کے سم کے نیچے آتی ہو وہ کم از کم یہ کہتی ہوگی کہ میں اس (اللہ) کی جنت ہوں۔

خوش رہو، آباد رہو، کافی دیر سے میں تمہاری آنکھوں کا موسم دیکھ رہا ہوں۔آپ سے بھی معذرت اور اس بی بی علیہا السلام سے بھی جو پردہ میں بیٹھی ہے۔کیونکہ وہ مجھ سے خاکِ شفاء کے اسرار سننے نہیں آئی۔وہ خاکِ شفاء کے ان اسرار کو جانتی ہے وہ آدم علیہ السلام بھی نہیں جانتا۔ وہ پرسے کے لئے آتی ہے، بس دو فقرے سن لو، پرسہ مخدومہ علیہا السلام کو دینا۔وہ راضی ہوگئی تو پھر سب راضی ہو جائیں گے۔کل جو میں نے بتایا کہ اس سے آگے کے دو فقرے سنانا چاہ رہا ہوں۔یاد ہے سر، کب کاٹے گئے؟! اللہ اکبر پہلا ظلم یہ کہ پردہ داروں کے سامنے کاٹے گئے، بلکہ جھولیوں میں کاٹے۔

دوسرا ظلم یہ کہ ہر مقتول کا سر اس کے قاتل کو ملا جو جو قاتل ہے کسی کا، اس کو سر دیا گیا۔بی بی زینب عالیہ علیہا السلام کے سامنے!! کیا جگر ہے اس بی بی علیہا السلام کا، ہر قاتل نے اپنے مقتول کا سر نیزے پہ چڑھایا۔لیکن حسین علیہ السلام کا سر، پوری تحقیق کے بعد کہنے لگا ہوں۔کربلا

سے نیزے پہ نہیں تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نیزے پہ تھا ہی نہیں۔ تھا لیکن کربلا سے نہیں، کچھ منزلوں کے بعد نیزے پہ چڑھا، پہلے کہاں تھا؟ اس کے لئے تو میں نے پہلے ہاتھ جوڑے تھے، شمر حرامی نے گھوڑے کے توبرے میں سر رکھا، اور اکبر علیہ السلام کے بابا کا سر گھوڑے کی گردن سے باندھ دیا، تم تو چودہ سو سال بعد سن رہے ہو ناں! اس بی بی علیہا السلام کے حوصلے کا اندازہ کرو جو دیکھ رہی ہے۔

اس بی بی علیہا السلام کے صدقے پھر معافی مانگ رہا ہوں، عزاداروں سے، اپنے عزادار سلطان کربلا علیہ السلام کو بہت پیارے ہیں۔ تمہارا دل دکھانے لگا ہوں۔ توبرے کی ڈور لمبی تھی۔ کوشش کرو میرے اشاورے سمجھ لو۔ پہلے تو گھوڑے کے زانو سر چومتے رہے۔ اللہ اکبر! اور جو راستہ اختیار کیا شامیوں نے کہیں صحرا، کہیں پہاڑ، پہاڑیوں کے موڑ مڑتا ہے گھوڑا، کبھی کوئی پتھر بوسہ دیتا ہے سر کو کبھی کوئی پتھر۔ تیزی سے گھوڑا مڑا، ایک چٹان شاید مدت سے ترس رہی تھی۔ اس نے زور سے چوما۔ سر تڑپ گیا تو برے سے آواز آئی:

یا شمر! فرق اللّٰہ بین رأسک و جسدک کما فرقت بین رأسی و جسدی ٥

اللہ تیرے سر کو بھی ایسے جدا کرے جیسے تو نے مجھ غریب کا سر جدا کیا۔

پھر اب پتھر کی چوٹ مار رہا ہے۔ اتنی اونچی آواز میں کہا لاہور والو! کہ پورے لشکر نے سنا۔ میں بی بی علیہا السلام پاک سے التجا کرتا ہوں کہ انہیں برداشت کا حوصلہ دینا کہ یہ سن سکیں۔ حرامی نے گھوڑا روکا توبرے سے سر نکالا ایک چٹان پہ رکھا۔ حسین علیہ السلام لفظ واپس لے! ورنہ میں وہ ظلم کروں گا کہ میرے خنجر کی ضربیں بھول جاؤ گے۔

عزادارو! امام دھمکیوں سے نہیں ڈرتے۔ حسین علیہ السلام نے پھر بددعا دی۔ اگر میں نے کتاب کے جملے پڑھ دیئے یا خود مر جاؤ گے، یا مجھے مار ڈالو گے۔ اس نے گھوڑے کی کوچ سے کوئی چیز کھولی، کھول کے سر کے قریب آیا۔ اس حرامی کا ہاتھ اٹھا۔ بی بی زینب علیہا السلام کھڑے اونٹ سے ایسے اتریں، جیسے عباس علیہ السلام گھوڑے سے اترے تھے۔ ہاتھوں کی رسیاں ٹوٹ گئیں۔ بانہیں پھیلا کے دوڑیں، میرے مرے ہوئے بھائی کو نہ مارو۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ٥

پانچویں مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم ☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم ☆

توجہ ہے بات شروع کی جائے، آیت پڑھنے لگا ہوں، سورہ کا نام بتانے کی ضرورت نہیں سب سمجھ جائیں گے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَا لَھَاO وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَاO وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا O یَوْ مَئِذٍ تُحَدِثُ اَخْبَارَھَا O بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَاO یَوْ مَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتاًO لِّیُرَوْا اَعْمَالَھُمْO فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہO وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہO (سورہ زلزال)

گھبراہٹ تو نہیں؟ فرمایا: جب زمین زلزلے میں لائی جائے گی خود نہیں آئے گی۔ زلزلت مجہول کا صیغہ ہے۔ زلزلے میں لائی جائے گی۔ **زلزالھا** جیسا کہ زلزلے کا حق ہے۔ **وأخرجت الأرض أثقالھا**۔ زمین اپنے بوجھ، اپنے دفینے، اپنے خزانے، مردے، وُردے سب اگل پھینکے گی۔

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا اور الأ نسان زمین سے پوچھے گا تجھے کیا ہو گیا ہے؟!

یَوْ مَئِذٍ تُحَدِثُ اَخْبَارَھَا

اس وقت زمین اپنی خبریں بیان کردے گی۔

بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَهَا

کیونکہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تیرے رب نے زمین کو وحی کردی ہے، کہ باتیں کس سے کرنی ہیں۔

یَوْ مَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتاً ،لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُم

اس دن لوگ الگ الگ ہو کے چلیں گے۔ تا کہ انہیں ان کے عمل دکھائے جائیں کہ کرتے کیا رہے ہو؟!

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ٥ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَال ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ٥

جس نے ذرہ بھر خیر کا عمل کیا ہوگا، وہ بھی اس کو دیکھ لے گا، اور جس نے عمل شر کیا ہوگا، وہ بھی دیکھ لے گا!!

قیامت کے دن یہ زمین باقی نہیں رہے گی، یہ زمین باقی نہیں رہے گی فنا ہو جائے گی۔

سورۂ ابراہیم میں ہے:

یوم تبدل الأرض غیر الأرض والسموات۔ (سورۂ ابراہیم)

قیامت کا دن وہ دن ہے جب یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔

والسموات ، اور آسمان بھی نہیں رہیں گے۔ **ویکون السماء کالمهل ،** پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائیں گے آسمان، فناء کے گھاٹ اتر جائیں گے، کچھ نہیں بچے گا۔ اب نہیں خبر کہ میرے سامعین میں کتنا بچا ہے؟!

سورۂ رحمٰن میں ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ(٢٦) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِكْرَام

(سورہ رحمٰن: ٢٦-٢٧)

زمین بھی فنا اور زمین پر رہنے والا ہر ذی نفس فنا۔ **کل من**، جہاں اللہ کل کہہ دے۔ وہاں کیا بچا ہوگا۔ ہر کوئی فنا، و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والأ کرام ۔ اور باقی رہے گا وجہ اللہ۔

ویبقیٰ وجہ ربک ، باقی رہے گا تیرے رب کا وجہ۔ اب جسے میری کل والی مجلس یاد ہے ان کے لئے جملہ دینے لگا ہوں۔ قرآن کہتا ہے: وجہ اللّٰہ باقی رہے گا اور وجہ اللہ جس علم کی روشنی میں دیکھو چودہ ہیں۔

میں جو منبر پہ بیٹھا ہوں، اتنی عقل شاہ نجف علیہ السلام نے عطا کی ہے کہ جو بول ضمانت سے بول، میں نے کہا، جس علم کی روشنی میں دیکھو، یہ تو جس کا جس علم سے واسطہ ہے وہ میرے سامنے آئے، میں اس کو اس کے علم سے............

یہ ان کی پاپوش کا صدقہ ہے، اسے اس کے علم سے منواؤں گا کہ وجہ اللہ چودہ ہیں۔ اب میری طرف دیکھیئے ہر شے فنا، زمین فنا، اہل زمین فنا وجہ اللہ باقی۔

میں نے کہا تھا ناں کہ خاکِ کربلا میں چودہ کی کوئی نہ کوئی صفت ہے۔ یا چودہ باقی رہیں گے۔ یا زمین کربلا باقی رہے گی۔

میری طرف دیکھو، ایسے نہیں تمہارے چوتھے امام علیہ السلام فرما رہے ہیں:

أذا زلزل اللہ تبارک و تعالیٰ الأرض ، و صیر ھا رفعت بتربتھا نورانیة صافیة کما ھی و جعلھا فی أفضل ریاض الجنة، وھی أفضل مسکن فی

رياض الجنة يسكن فيها النبيون والمرسلون تزهر فى رياض الجنة كما يزهر كوكب درى لأهل الأرض و يغشىٰ بنورها ابصار أهل الجنة وهى تنادى أنا أرض الله المقدسة التى تضمنت سيد الشهداء و سيد شباب اهل الجنة

فرمایا: جب اللہ زمین کو زلزلے میں لائے گا اور اسے اڑا دے گا، اس وقت زمین کربلا سے کیا ہوگا؟ رفعت بلند ہو جائے گی۔

بتر بتها نورانية صافية كما هى o

اپنی اس نورانی تربت کے ساتھ جسے اللہ نے بنایا، میری طرف دیکھنا، اسی نورانی تربت کا، میں نے راز بتایا تھا ناں؟ کہ کربلا کی جو حقیقت نورانیہ ہے وہ چھپی ہوئی ہے، اس کے اوپر لباس ہے خاک کا!!

حقیقتیں پتہ نہیں کتنے کتنے حجابات میں چھپی رہی ہیں؟ آئینہ کس لئے ہوتا ہے چہرہ دیکھنے کے لئے، تمہارا کیا خیال ہے؟ آئینہ لو، آئینے کی ذات میں شفافیت ہوتی ہے۔ آئینہ شفاف ہوتا ہے دیکھو گے ناں! نگاہ پار چلی جائے گی۔ چہرہ نظر نہیں آئے گا!! چہرہ کیسے نظر آئے گا ؟! اس کی ایک جہت کو لیپ کر دو یا رنگ کا یا مٹی کا گارے کا پھر چہرہ نظر آئے گا۔ یعنی جب تک آئینے کی ایک جہت کثیف نہ کی جائے چہرہ نظر نہیں آتا۔ بعینہ اللہ نے اپنا ایک آئینہ جلال بنایا جس میں اپنا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

بس اس نے نگاہ، بے نگاہی سے دیکھا، نظر نہیں آیا، اب جو عاجز ہو، وہ اللہ کیسا ہے؟؟ اب اللہ نے اس آئینہ جمال وکمال جس کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رکھا اس نے، اس کے لئے ایک طرف بشریت کا رنگ چڑھا دیا۔

اب میرے ہاتھ میں آئینہ ہو، شفاف جہت میری طرف ہوگی ، وہ رنگ والی کثیف جہت تمہاری طرف ہوگی، اب اگر کسی نے آئینہ پہلی بار دیکھا، اس نے جا کے اعلان کر دیا کہ آئینہ کثیف ہوتا ہے!! کیونکہ وہ کثیف جہت اس کی طرف تھی۔ بس یہی مغالطہ مولوی کو لگا ہے میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں۔ کیونکہ جو اس آئینے کی جہت نورانی ہے وہ کبریائی کی طرف ہے۔ دوسری جہت دنیا کی طرف ہے مولوی نے کہا ہم جیسا ہے۔

و تربة کربلا مراة عرفان o

یا اور کربلا کی تربت آئینہ معرفت ہے۔

نہیں! جس کی نظریں گزر سکیں جہت کثافت سے وہ آئینے کی حقیقت کو سمجھے گا اور پوری کائنات میں، میں نے ایک دیکھا ہے جس کی نظریں گزر جاتی ہیں۔

سورۂ نجم میں ہے:

وما زاغ البصر وما طغٰی o

اللہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کے بارے میں فرما رہا ہے، نہ اس کی نظر رکتی ہے نہ بھٹکتی ہے۔ اس لئے تو مدینہ میں بیٹھے بیٹھے جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کے ایک شیشی خاکِ کربلا منگوائی۔

اور امانت کے طور پر جناب ام سلمٰی کے پاس رکھوائی۔ کیونکہ اس آئینہ عرفان کے اندر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک جارہی تھی۔ وہ دیکھ رہے تھے، کہ یہ کیا ہے؟! اور تم خاکِ شفاء کے اسرار سن کے کیوں مچل رہے ہو؟ کیوں اچھل رہے ہو؟ کیوں بھونچال آرہا ہے؟ کیوں تمہارے چہرے گلاب ہیں؟ تمہارے امام علیہ السلام ششم فرماتے ہیں:

أن الله مزج فی طینة مومن تربة کربلاءo

فرمایا: جب اللہ مومن کی طینت بناتا ہے تو اس میں تھوڑی سی تربت کربلا ملاتا ہے۔ مولا علیہ السلام کی محفل لوگوں سے بھری ہوئی تھی، اور لوگوں نے حیران ہو کے پوچھا مومن کی طینت میں تربتِ کربلا ہے؟! فرمایا: جی ہاں، ثبوت ہے!! مولا علیہ السلام نے کیا فرمایا؟!

لذا تحنوا قلوب شیعة ألی الحسین o

اسی لئے تو شیعوں کے دل حسین علیہ السلام کی طرف کھنچتے ہیں۔

کیونکہ تربت، کربلا، کربلا کی طرف بلاتی ہے۔ راز کھولنے لگا ہوں۔ آج کے بعد لاکھ کوئی جہنم سے ڈرائے۔ عذاب سے ڈرائے، جوتے پہ اڑا دینا۔

کل شی ء یر جع ألی أصلهo

قیامت کے دن ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹے گی۔

کل شی یر جع ألی أصلهo

ہر شے اپنی اصل کی طرف جائے گی۔

بات یہ ہے کہ یہ تو بچے بھی جانتے ہیں۔ منگوائی کیا چیز جاتی ہے؟ اب کوئی میرا معتقد انگلینڈ سے مجھے فون کرتا ہے قبلہ کوئی چیز چاہیے؟ اب جو میرے پاس پہلے سے ہے، میں وہ تو نہیں منگواؤں گا، اللہ جسے کہہ دے:

خلقت الا شیاء لأ جلکo

کائنات کی ہر شے تیرے لئے ہے اور کائنات کا مالک جبرائیل علیہ السلام سے کہہ رہا ہے، جا خاکِ کربلا لے آ۔

چونکہ مومن کی طنیت میں ذرہ بھر خاکِ شفاء ہے، ذرہ، یہی اللہ اشارہ کررہا ہے:

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ o

اگر ذرہ خیر کا بھی ہے۔ ذرہ بھر خاکِ کربلا ہے ہر مومن کی طنیت میں!! اسی لئے مومن کو کربلا کھینچتی ہے۔ کربلا بلاتی ہے اور کلیہ یہ ہے کہ **کل شی یر جع الٰی أصلہ**۔ ہر شے لوٹتی ہے اصل کی طرف۔ اب مجبوری ہے تقدیر کی بھی کہ وہ حسینی علیہ السلام کو جہنم نہیں بھیج سکتی۔ ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

بڑا ایک مشہور عالم واقعہ ہے، کتابیں بھری پڑی ہیں۔ امیر علیہ السلام کائنات نے اپنے خدام سے کہا کل ایک جنازہ آئے گا، اسے یہاں دفن نہیں ہونے دینا۔ نہیں تم نے سن رکھا ہے۔ جس طرح میں نے پڑھ رکھا ہے وہ سنو اور پھر فرمایا: بڑے احترام سے لاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: کل یہ فرمایا تھا اور آج یہ حکم دیا ہے؟!

فرمایا: کچھ زائر میرے حسین علیہ السلام کی زیارت کر کے کربلا سے آئے ہوئے تھے اور ان کی جوتیوں کے تلووں سے کربلا کی خاک لگی ہوئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی۔

سر اٹھا! وہ خاک کربلا اس کے کفن پہ بھی گری، اس کے کفن کا کپڑا ہٹ گیا، اس کے چہرے پہ گری، چونکہ ہوا تیز تھی، لے آؤ، اب یہ جہنم نہیں جا سکتا!! فرشتے آئے اور یہ کوئی نہیں پڑھتا۔ یہی جملے ہیں انہوں نے کہا ہم انتظام کرتے ہیں۔ ہم نے اس کا کفن بھی دھوڈالا اور اس کا چہرہ بھی دھوڈالا، دھل گئی خاکِ کربلا۔ ذوالجلال کے چہرہ پہ جلال آیا، فرمایا: کفن دھودیا؟ عرض کی، جی ہاں مولا! چہرہ دھودیا؟ عرض کی: جی ہاں مولا! بدن دھوڈالا؟ جی مولا! جو خاک کے ذرے کانوں اور ناک کے ذریعے اندر گئے، وہ کیسے نکالو گے؟

اگر خاک کے ذرے کسی غیر مسلم کے اندر چلے جائیں، تو اس پر جہنم حرام ہو جاتی ہے اور جس کی طینت میں خاکِ کربلا ہے وہ جہنم کیسے جا سکتا ہے؟ مجبور ہے، چلا بھی گیا تو جہنم، جہنم نہیں رہے گا۔ پھر وہ ابد تک روشن ہی نہیں ہو سکتا۔

اللہ اکبر۔ ایک بندے نے حضرت صادقؑ آل محمد صلی اللہ تعالیٰ وآلہٖ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا: وہ شخص کہتا ہے:

أنی أخذتها

اس نے کہا، میں نے کئی بار کھائی اور اثر نہیں ہوا۔ تکیے کی ٹیک چھوڑ کے عالم جلال میں آ کر فرمایا:

اپنی حماقتوں کی وجہ سے اثر کھوتے ہو اور الزام خاک شفاء پر دیتے ہو۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ تم اٹھا لیتے ہو بغیر شرائط پوری کئے۔ پھر جب حرم سے باہر آتے ہو، بیمار جنات، نہ دکھائی دینے والی بیمار مخلوق، وہ اسے سونگھ کے اس کی برکت لے جاتی ہے۔ اور پھر تیسری بات یہ ہے کہ جہاں میلے کپڑے، میلے برتن، فالتو سامان اس میں تم خاکِ شفاء رکھتے ہو!! عطر کے لئے خوبصورت اور قیمتی شیشی تلاش کرتے ہو!! اور خاکِ کربلا کو عام جگہ پہ ڈال دیتے ہو یا عام جگہ پہ رکھتے ہو!!! تو پھر برکت کہاں سے ملے!؟

پہلی شرط یہ ہے کہ ایک دعا ہے اِسے اٹھاتے وقت وہ دعا پڑھو! گو، دعا سننے کا ابھی آپ لوگوں کا ارادہ نہیں ہے!! پھر بتا دوں گا جب مولا علیہ السلام چاہیں گے!

فرمایا: جب اٹھاؤ یہ کہو! اس دعا پر اگرچہ چھوٹی سی دعا ہے اس پر ایک عشرہ چاہیے ذات واجب کی قسم! بہر حال سن لو ترجمہ سمیت۔

الٰھی بحق الملک الذی أخذھا و بحق النبی الذی خزنھا و بحق الوصی الذی حل فیھا أجعلھا شفاء لکل داءٍ و أمانًا من کل خوف غنی من کل فقر و عزاً من کل ذل واجعلھا زرقاً واسعاً o

پروردگار! اس فرشتے کا واسطہ جس نے اسے مٹھی میں لیا تھا، اب سننے والا ہے اگلا فقرہ، **وبحق النبی الذی خزنھا** ۔ اس نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا واسطہ جس نے اسے خزانے کے طور پر چھپایا، جس نے بطور خزانہ اسے رکھا، اس نبی صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا واسطہ، سر اٹھا!!

و بحق الوصی الذی حل فیھاo

اور اس وصی کا واسطہ جس کا بدن اس میں اتر گیا۔

تھک بھی گئے ہو اور تھک جانا شیوہ بشریت ہے۔ اکثریت تھک گئی ہے۔ تھک جانا کوئی کفر نہیں ہے!! انسان ہی تھکا کرتے ہیں۔ بس ایک جملہ سنو۔ باقی کل (انشاءاللہ) اس وصی کے حق کا واسطہ جو اس میں اترا۔ یہ ایسے ہے، تربت کربلا کا معیار تو ازل سے تھا۔ لیکن فاصلوں سے بڑھتا رہا۔ وقفوں سے بڑھتا رہا۔ جیسا کہ کعبہ۔

أن أول بیت وضع للناس o

پہلے بیت، صرف بیت تھا، طوفانِ نوح علیہ السلام کے وقت، قرآن پاک پڑھ لو بیت العتیق ہوا۔ حضرت ابراہیم کے دور میں بیت اللہ ہوا۔ جناب علیؑ کی آمد کے بعد قبلہ ہوگیا۔

اسی طرح تربت کربلا ازل سے قابل عزت تھی۔ حسین کی نسبت سے چومی جانے لگی ، پھر کچھ وقت گزرا انبیاءؑ کی پناہ گاہ ہوگئی۔ پھر جب حسینؑ زمانے میں آئے حسینؑ کے بڑوں کو یہاں چل کے آنا پڑا۔ کبھی شب معراج رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے کبھی صفین سے

واپسی پر امیر کائناتؑ آئے۔

عزت بڑھتی جا رہی ہے ناں! پھر جب دو (۲) محرم کو حسینؑ نے خیمے لگائے تو پھر اتنی عزت بڑھی کہ بتولؑ کو چل کے آنا پڑا۔

السلام علیک یا ثار اللہ ٥

اے اللہ کے خون! میرا سلام۔

جناب حسین علیہ السلام بے بدن کا لہو ہے۔

حسین علیہ السلام بے جسم کا لہو ہے۔ **ثار اللّٰہ** ،اللہ کا خون، کیوں کہا گیا ہے۔ حسین علیہ السلام کو یعنی اللہ بتانا چاہتا ہے اگر میرا بدن ہوتا تو میرا لہو بھی ویسا ہی ہوتا!! اور اب میری کبریائی یوں اتر گئی ہے حسین علیہ السلام کے بدن میں کہ میرا لہو ہوگئی، اور جب حسین علیہ السلام کا بدن اس میں اترا پھر یہ تربت طلسم ہوگئی۔

اور جب اس کی دھرتی پہ زینب علیہا السلام کا سر برہنہ ہوا، اللہ اکبر! اللہ اکبر! میری دعا ہے جو آنکھ اس غم میں روتی ہے وہ اس غم کے صدقے میں کسی اور غم میں نہ روئے۔

یہی حق تھا، یہ کوئی چھوٹا جملہ نہیں کہا میں نے! ہاں مشیت پہ قرض ہوگیا۔ گیارھویں رات سے مشیت مقروض ہوگئی۔ گیارہ محرم کی رات سے مشیت مقروض ہے۔ میں نے کئی مرتبہ آپ کو بتایا ہے کہ میری تحقیق کے مطابق ضروری نہیں ہر بندہ اس سے متفق ہو، کم ازکم میں یہی کہتا رہتا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں۔ میری تحقیق میں، پوری تاریخِ درد کا سب سے بڑا مصائب یہی ہے۔ جناب علی علیہ السلام کی لختِ جگر کا ننگے سر پہرہ دینا۔ کچھ ماتم کر رہے ہیں۔ کچھ سر پیٹ رہے ہیں۔ کچھ منہ پیٹ رہے ہیں۔ کچھ سینے پہ ماتم کر رہے ہیں۔ پانچ سات آدمی حیران

نظروں سے مجھے دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑا مصائب کیسے ہے؟ کیا یہ اکبر علیہ السلام کی برچھی سے بڑا مصائب ہے؟ کیا یہ خیام کے جلنے سے بڑا ہے؟ کیا یہ لاشوں کی پامالی سے بڑا ہے؟ رونے والو! میں کون ہوں کسی مصائب کو بڑا کسی کو چھوٹا کہنے والا، دلیلیں ایسی ہیں میرے پاس، پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ سکتا ہے، میری دلیلیں نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے تیرے مولا حسن علیہ السلام کا جوان بیٹا! اسی پہرے کا حال سن کر ہائے کر کے مر گیا تھا!!! کتابیں پڑھو، تحقیق کرو، جب احرام توڑے ہیں میرے مولا حسین علیہ السلام نے، جناب حسن مثنیٰ سے چھوٹے ہیں، شہزادہ قاسم علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ سید حسین الاثرم اپنے بھائی حسین علیہ السلام کی صحبت سے جناب حسن علیہ السلام نے اپنے اس بیٹے کا نام حسین علیہ السلام رکھا تھا۔ اور مولا حسن علیہ السلام کے بعد مولا حسین علیہ السلام کو بابا کہتے تھے۔ یہ حسین الاثرم آگے آئے، بابا: میری زبان دادا علی علیہ السلام والی ہے۔ میرا لہجہ دادا علی علیہ السلام والا ہے۔ اگر کہو تو کعبہ کی چھت پر چڑھ کے تبلیغ کروں؟!

جناب حسین علیہ السلام نے گلے لگا کے فرمایا:

نہیں میرے لعل کائنات میری مدد کے لئے آجائے، میرا گلا کٹنا ہے۔ جسم کانپا شہزادے کا، گلا کٹ جائے گا آپ علیہ السلام کا؟ فرمایا: عباس علیہ السلام کا بھی اکبر علیہ السلام کا بھی! ان کا بھی!!

حسین علیہ السلام نے منہ چوم کر کہا میرے لعل کیوں رلاتے ہو مجھے۔ اصغر علیہ السلام بھی نہیں رہے گا۔ یہ بھی زہر آلود تیر جفا کا نشانہ ہو جائے گا۔

اب اگر فقرہ سمجھ میں آ گیا، مجھے آگے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جلدی سے حسین نے مظلوم کی بانہوں کا حلقہ توڑا، دو قدم پیچھے ہٹے۔ آپ علیہ السلام سے لے کر اصغر علیہ السلام تک

سارے مارے جائیں گے۔

کہا، بابا جلدی بتا میری پھوپھی عالیہ علیہا السلام کا کیا ہوگا؟!

جناب حسین علیہ السلام چادر چھن جائے گی، ننگے سر کربلا میں پہرے دینے پڑیں گے!!

بے ردائی کا سننا تھا، ہائے زینب علیہا السلام کہہ کر گرے، حسین علیہ السلام نے رو کے کہا، عباس علیہ السلام دیکھنا نبض پہ ہاتھ رکھا تو۔۔۔۔

أنا لله و أنا أليه راجعون

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ٥

چھٹی مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ☆

توجہ ہے بات شروع کی جائے۔آل عمران سے ایک آیت پڑھنے لگا ہوں۔ذات واجب نے، بالخصوص اپنے مقاصد کے ترجمان کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

(سورہ آل عمران:۱۸۸)

فرمایا: اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گمان بھی نہ کرنا، ان لوگوں کے بارے میں کہ جو وہ کرتے ہیں اس پر خوش ہوتے ہیں۔ وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

اور چاہتے یہ ہیں کہ جو عمل ہم نے نہیں کئے ان پر بھی ہماری تعریف کی جائے۔ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

ان کی حمد ہو، تعریف ہو، ثناء کی جائے! جو عمل انہوں نے نہیں کئے۔فرمایا:

فَلَا تَحْسَبَنَّ پھر دوسری دفعہ تکرار کی ، بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ

ایسے لوگوں کے باررے میں گمان بھی نہ کرنا، کہ یہ عذاب سے بچ سکیں گے۔

اس آیت نے ہمیں درس کیا دیا ہے؟ جو عمل نہ کیا جائے اس کی جزاء تو کیا اس پر تعریف مانگنا بھی عذاب کو دعوت دینا ہے!! میری تمہید سمجھو گے تو خاکِ شفاء سمجھو گے۔ ورنہ بات سر سے گزر جائے گی! کائنات کا کوئی عالم یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ جس نے نماز نہیں پڑھی، اسے نمازی لکھا گیا ہو؟!

آج میری بھی ضد ہے، میرے دل میں ہاتھ ڈالو گے تو کچھ باہر آئے گا۔

کہیں نہیں ملتا جو روزہ نہ رکھے اس کو روزہ دار لکھا گیا ہو؟ جو حج نہ پڑھے اسے حاجی کہاں گیا ہو؟ جو عمل نہ کرے اسے عامل کہا گیا ہو؟ دنیا میں کوئی ایسا عمل نہیں، نہ کرے پھر بھی لکھا جائے!

چیلنج کرنے لگا ہے زمانے کو!!! فرماتے ہیں:

سبحة قبر الحسين تسبح بيده الرجل وان لم يسبح ٥

میری جد کی قبر کی مٹی کی تسبیح جس کے ہاتھ میں ہو وہ تسبیح نہ بھی پڑھ رہا ہو، اللہ تسبیح لکھتا ہے۔

دوسری حدیث ہے، ہر حلالی موالی لکھے دل پر، فرماتے ہیں:

من كان عنده سبحة طين قبر الحسين كتب الله مسبحا وأن كان ساهياً عابثاً٥

جس کے ہاتھ میں تربتِ کربلا کی تسبیح ہو، اللہ اسے تسبیح گزار لکھتا ہے، چاہے وہ تسبیح کے دانوں سے کھیل کیوں نہ رہا ہو۔ لفظ مولانا! دو ہیں، وأن كان ساهياً، چاہے وہ تسبیح بھولا ہوا

ہو۔ عابثاً، چاہے وہ کھیل رہا ہو۔

نماز سے کھیلو تو جہنمی، خاک شفاء سے کھیلو تو تسبیح، اب ایک آدمی نہیں ہے ایسا جو بول نہ رہا ہو! یہ حسین علیہ السلام جسے، ویسے تو چودہ کے چودہ کو عقل نہیں سمجھ سکتی!!

جملہ بولنے لگا ہوں اگر خرید لو تو، چودہ کو عقل نہیں سمجھ سکتی۔ لیکن ان چودہ میں حسین علیہ السلام ایسا ہے جسے شریعت بھی نہیں سمجھ سکتی۔

شریعت تو تب سمجھ میں آئے گی اگر حسین علیہ السلام کو سمجھے! حسین علیہ السلام سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔ حسین علیہ السلام کو مان لے شریعت خود بخود سمجھ میں آ جائے گی۔

نماز پڑھو گے تو نمازی کہلائے جاؤ گے، روزہ رکھو گے تو روزہ دار کہلانے کے مستحق ہو گے، حج کرو گے تو حاجی، خاکِ شفاء کی تسبیح صرف ہاتھ میں رکھ لو۔

تو کیا ہوگا؟ تسبیح گزار لکھے جاؤ گے۔ تسبیح وہ چیز ہے جس کے بدلے فرشتے اللہ سے خلافت مانگ لیتے ہیں!! جو پہنچے انہیں میری طرف سے واہ، وقت یاد کرو۔ جب اللہ آدم علیہ السلام کو بنا رہا تھا تو فرشتوں نے کیا کہا اللہ سے؟!

أتجعل فيها كمن يفسد فيها و يسفك الدماء نحن نسبح بحمدك و نقدس لك o

سر اٹھا جو اسرارِ خاکِ شفاء سننے آیا ہے۔ کہا: اس کو کیوں بناتا ہے؟ اس کی نسل زمین پر خون ریزی اور فساد کرے گی اسے نہ بنا ہمیں بنا دے کیونکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں۔

جس حمد کا صلہ خلافت ہوا!

وہ تسبیح حمد کرنے والی خاک شفاء تیرے ہاتھ میں ہے اور جنت کی تلاش میں مرا جا رہا ہے!

جنت کیا ہے؟ میں چونکہ منبر پہ بیٹھا ہوں اور عالمانہ ذمہ داری اور ضمانت سے کہہ رہا ہوں۔ اگر تم صحیح حسینی علیہ السلام ہو تو تم جنت ساز ہو۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اپنی جنت بنا سکتے ہو، بہلول کیا کرتا تھا؟ برا ہوا اس کا جس نے اس گھر کے فضائل پر جھجکنا سکھایا ہے میری قوم کو!! کیا کرتا ہے بہلول؟ بغداد کی گلی کی تراب دیتا ہے۔

کائنات کے علماء کو دو، علماء اسرار بتانے میں بخیل ہوتے ہیں۔ نہیں بتائے گا کوئی، میں بتانے لگا ہوں۔ جس کا ہاضمہ درست ہے اس کے لئے۔ کیوں حکم ہے؟! جو بھی ہمارا موالی مرے اس کے رخسار کے نیچے خاک شفاء رکھو۔ کیوں؟!

تو پھر میں بتانے لگا ہوں۔ شروع ہوئی ہے روش واقعہ کربلا کے بعد، جو پہلے نہیں تھی۔ سرکار حضرت باقر علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوا ہے انہوں نے فرمایا: لوح لکھا کرو۔ کیوں، میں نے جستجو کی، تحقیق کی، کوئی ڈیڑھ پونے دو سال کے بعد حقیقت کا موتی ملا، میرے تو چودہ طبق منور ہو گئے تمہارا پتہ نہیں، جواب یہ ملا۔

سلطانِ کربلا علیہ السلام کی کریمی ہے اس نے اپنے پوتے سے کہا کہ میرے شیعوں کو یہ وصیت کرو کہ لوحِ کربلا رکھا کرو۔ ہوسکتا ہے میرے حب داروں میں ایسا گنہگار آ جائے جس سے اللہ بھی منہ موڑ لے، لوح کربلا ہو گی تو اسے کہوں گا، اسے پیس کے جنت بنا لے۔

بغداد کی گلیوں کی خاک جنت بن سکتی ہے، تربت کربلا کیوں نہیں بن سکتی۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا، جنت کے پیچھے مارے مارے نہ پھرو، تم جنت ساز ہو!

اگر تم نے حسین علیہ السلام کو ویسا ماننا ہے شرط یہی ہے جیسے وہ (اللہ) منوانا چاہتا ہے۔ مولوی کے کہنے سے نہیں مانا، جس نے مولوی کے کہنے سے حسین علیہ السلام کو مانا وہ جنت ساز نہیں۔

جس نے جناب حسین علیہ السلام کو حسین علیہ السلام سمجھ کر مانا۔ جس نے اسے سوچا نہیں، جس نے اس کی عزاداری کو فتوؤں میں تلاش نہیں کیا۔

میں کہتے کہتے تھک گیا کہ مذہب عشق ہے۔ عشق دلیلیں نہیں مانگا کرتا، ہر ایک کا اطمینان اس کی وسعت کے مطابق ہے، بہتر 72 وہ مطمئن ہیں جو اطمینان کی سرحدوں کو جانتے ہیں، حسین علیہ السلام مطمئن ہے جس کے اطمینان کی سرحد اللہ جانتا ہے۔

کیوں لکھا جاتا ہے تسبیح گزار، فرمایا:

سبحة طين قبر الحسين

وہی تسبیح، اس کے دانے تسبیح کرتے ہیں

رات جو میں نے حدیث بیان کی تھی، کہ جب تربت کربلا اٹھاؤ، دعا پڑھو، وہ دعا در حقیقت، یہ بھی حضرت صادق علیہ السلام کا فرمان ہے میری طرف سے نہیں! یہ در حقیقت اذن ہے تربت کے مالک سے۔ کیونکہ مالک کی اجازت کے بغیر تو کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ تو اس میں پہلے جملے کا تھوڑا سا ترجمہ کیا تھا باقی چھوڑ دیا تھا۔

أجعلها شفاء من كل داءٍ وأماناً من كل خوفٍ و غناءً من كل فقر و عزاً من كل ذلo

میرے اللہ اس تربت کو میرے لئے ہر بیماری کی شفاء کر دے۔ کائنات میں وہ دوا

دکھاؤ جو دوا ایک ہو لیکن ہر بیماری کی شفاء ہو!! ہر بیماری کی دوا الگ ہے خاک شفاء من کل داء ہر بیماری کی شفاء جسمانی ہو یا روحانی۔

نہ کوئی دوا ہے اور نہ کوئی دعا ہے۔ کوئی دعا بھی ایسی نہیں کہ دعا ایک پڑھو، اب اگر معدے کمزور نہیں ہیں قرآن پاک کی بھی ہر آیت کے بارے میں معصومین علیہم السلام کا فرمان ہے۔ یہ آیت فلاں بیماری کے لئے پڑھو، یہ آیت فلاں بیماری کے لئے پڑھو، یہ فلاں بیماری کے لئے پڑھو۔ جس خاک کی تاثیر کا مقابلہ آیتیں نہ کر سکیں۔

اچھا کوئی ایسی دوا ہے زمانے میں ڈاکٹر سے تو بیماری بھی ٹھیک ہو جائے اور لینے والا، اگر بندہ بزدل ہے وہ بہادر بھی ہو جائے۔

اگر اس کا دشمن پیچھا کر رہا ہے وہ دشمن سے محفوظ ہو جائے!! نہیں ہے ناں! آ، آ پڑھ مخبر صادق علیہ السلام کی زبان فرما رہی ہے۔

شفاء من کل داءٍ و أماناً من کل خوف o

اور اسے میرے لئے ہر خوف سے امان کر دے۔ نہیں مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ حسین علیہ السلام کی عزت کی قسم مجھے کچھ ہو رہا ہے! میں عام سا بندہ ہوں۔ میں **کل خوف** کی تعریف سمجھتا ہوں۔ مسجود علم فرما رہے ہیں:

أماناً من کل خوف o

تو مار اس لئے کھا جاتا ہے، کہ تو اسے مٹی سمجھتا ہے، اس کے اسرار پہ نظر رکھ، اس کے انوار پہ نظر رکھ، **کل خوف** یعنی جو جو خوف زمانے میں ہے میں نے قرآن پاک کھولا، جناب موسیٰ علیہ السلام طور پر کھڑے تھے، اللہ نے فرمایا:

وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی (سورہ طٰہٰ۔۱۷)

تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ هِیَ عَصَایَ (سورہ طٰہٰ۔۱۸)

کہا میرا عصا ہے۔

فرمایا: یہ فقط ان کاموں کے لئے نہیں ہے جو تو کرتا ہے۔ فرمایا:

قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی . فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی (سورہ طٰہٰ ۱۹۔۲۰)

وہ سانپ بن کے دوڑنے لگا۔ اللہ کہہ رہا ہے ہم نے کہا:

لا تخف خذها o

خوف نہ کر پکڑ لے۔ اپنے ہاتھ سے پھینکا ہوا عصا، جب اژدھے کی صورت میں دیکھا، جناب موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم کے دل میں خوف آیا۔ یا علی علیہ السلام تجھے زمانہ کیا سوچے، تیرے حسین علیہ السلام کی نگری کی خاک۔

اماناً مِنْ کُلِّ خَوْف o

ہر خوف سے امان دے۔ جس قسم کا خوف جناب موسیٰ علیہ السلام کو آیا اس سے بھی امان دے۔

اب بھی بعض چہروں پر سوالیہ نشان لگ گیا ہے۔ میری کوشش تو یہی تھی ناں کہ ہر آدمی میرے ساتھ سفر کرے۔ جناب حسین علیہ السلام تو وہ بادشاہ ہیں کہ ایک بندہ اسی سردار کے سامنے بیٹھا ہے۔ سر اٹھا، سر اٹھا، کم از کم جو علی علیہ السلام ولی اللہ پڑھتے ہو، ان پر حجت تمام کرنے لگا ہوں۔ صحت کا خوف ہو نماز چھوڑ دو، زندگی تو دور کی بات ہے اگر صحت کا

خوف ہو تو نماز پہ رخصت ہے صحت کی شرط، روزہ پر رخصت ہے، یہاں سائل کہہ رہا ہے۔

ربما انکفت من السفینة o

ہماری کشتیاں ٹوٹ جاتیں، بندے ڈوب کے مرجاتے ہیں، سواری چھوڑ دیں! فرمایا:

أنی انکفت انکفت فی الجنة o

کیا ہوا اگر دریا میں الٹے وہ دریا میں تو نہیں الٹے گی وہ تو جنت میں الٹے گی۔ اگر الٹ بھی گئی تو جنت میں الٹے گی۔ دنیا کا وہ عمل بتا چیلنج ہے علماء کو نہیں علم کو دنیا کا کوئی عمل بتا ادھر روح نکلے بندہ جنت میں نہ ابھی غسل دیا نہ جنازہ پڑھا۔

ابھی کفنایا نہیں گیا ابھی جنازہ نہیں پڑھا بس یہ کشتی الٹی۔ (**انکفت فی الجنة فی جنة** نہیں کہہ رہا مولانا بلکہ فی الجنۃ کہا ہے یعنی عام جنت میں نہیں الٹی، بلکہ خاص جنت میں الٹی ہے یعنی موت کا خوف بھی ہو تو زواری معاف نہیں شریعت ہکا بکا سوچ رہی ہے کہ حسینؑ ہے کیا؟ اور نہ شریعت کے احکام تو اور ہیں!! زندگی کے خوف میں پتہ نہیں کیا کیا معاف ہو جاتا ہے منبع حیات ہے مصدر حیات ہے ہر خوف سے امان، ہے خاک، ہر بیماری کے لئے شفاء وہی، ہر خوف کے لئے امان وہی۔ سر اٹھا!

وغنا من کل فقر o

ہر فقیری ہر مفلسی کے مقابلے میں اسے غناء قرار دے۔

آج چھٹا دن ہے نا! کم از کم تین مجالس میں، میں دھرا چکا ہوں کہ حسینؑ نے محاورے بدل دیئے ہیں۔ حالانکہ عموماً ایسا ہوتا ہے جس کے پلے کچھ نہ ہو تو وہ کیا کہتا ہے، میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں کیا میں اب خاک پھانکوں، مٹی چاٹوں؟ حسینؑ تو کیا طلسم کبریائی ہے تیری مٹی

چاٹنے والا غنی ہو رہا ہے محاورے کے بول پر فرشتے کہیں گے خاک لایا ہے عقل کر، خاک ہی تو لایا ہوں!!

أوسع لی بها رزقی o

اے میرے اللہ اس خاک کے ذریعے میرا رزق وسیع کر دے۔

یہ خاک ہے اس کے شہر کی یہ ذریعہ سمجھ میں آیا۔ اس خاک کے ذریعے میں چھٹی لکھوں گا کس کے ذریعے قلم کے ذریعے میں نے لکھا قلم کے ذریعے رزق وسیع ہو رہا ہے خاک کے ذریعے۔ جن کی خاک رزق وسیع کرتی ہو خدا کی قسم! جب مولوی بحث کرتے ہیں جناب علیؑ کے رزق دینے پر۔ مجھے جناب امیرؑ کی توہین محسوس ہوتی ہے! رزق دینا علیؑ کا کمال ہے کیا؟! کمال ہے؟! مثال دینا گناہ ہے!! گناہ عظیم ہے گناہ اکبر ہے صرف سمجھانے کے لئے حالانکہ اس سے کروڑوں اربوں کھربوں گناہ کا فرق ہے اگر میرے لئے مولانا کوئی کہے اتنا عربی دان ہے غضنفر کلمہ سیدھا پڑھ لیتا ہے۔ دوسرا کہے یہ کون ہے؟! جی یہ ہماری ملت کے علامہ ہیں۔ ہم نے انہیں سلطان العلماء کا خطاب دے رکھا ہے!! کہے گا اپنی عقل کا علاج کراؤ!! کلمہ تو ایک عام آدمی سیدھا پڑھ لیتا ہے۔ تمہارے نزدیک سلطان کا یہی معیار ہے؟ تو بس علیؑ کے لئے بھی یہ کہنا کہ علیؑ وہ ہے جو رزق دیتا ہے۔ اس کے بیٹے کے شہر کی خاک رزق دیتی ہے!! اور ہر ایک کو دیتی ہے جس کو جیسا چاہیے!! تمہیں تمہاری طلب کا۔ مجھے میری ضرورت کا۔ فرشتوں کو ان کی حاجت کا نبیوں کو ان کی طلب کا۔ جی ہر صنف۔

ایک شعر میں اپنا سنا دوں؟

ہے کیا طلسم روضہ شبیرؑ دہر میں

جب میں اگلا مصرعہ پڑھوں گا تو بعض کلیجے پھٹ جائیں گے اور اکثریت عرش کو چھولے گی۔ جو میں نے دیکھا ہے وہ وہی ہے۔

ہے کیا طلسم روضہ شبیرؑ دہر میں
دیکھی ہے میں نے اس کی مشیت طواف میں

اور یہ منبر حسینؑ کی قسم! یہ جو میری بصیرت کی آنکھوں نے دیکھا یہ وہ ہے اس کو دیکھنے کے لئے بصارت کی ضرورت نہیں، بصیرت کی ضرورت ہے!! جن اندر کی آنکھوں سے جناب علیؑ نے جلی کو دیکھا، میں نے ان کی اندر کی آنکھوں سے وہی دیکھا اور پھر بے ساختہ میری زبان سے نکل گیا۔

ہے کیا طلسم روضہ شبیرؑ جو ہر میں

طلسم ہونا ہی وہی ہے جو سمجھ میں نہ آئے۔ اگر لفظ کو الٹا کرو تو لفظ بے وقار اور بے قیمت ہو جائے، ٹھیک ہے! لیکن اگر طلسم کو الٹا کرو تو بنتا ہے مسلط یعنی یہ الٹ کے مسلط بھی ہو سکتا ہے۔

ہے کیا طلسم روضہ شبیرؑ دہر میں
دیکھی ہے میں نے اس کی مشیت طواف میں

یہ کیا ہے، اور یہ طلسم ہی ہے اور کیا ہو سکتا ہے کہ پاپوش شبیرؑ نے جسے روندا وہ بھی وہی خاک جسے مرتجز کے سم نے کچلا وہ بھی وہی خاک بس میری گفتگو اختتام کو پہنچی۔ میں تمہیں دل کی گہرائی سے دعا دیتا ہوں کہ مولاؑ اس خاک کے اسرار کے صدقہ میں تمہارے اس حسن مودت کو زندہ پائندہ رکھے۔

پوچھنا علماء سے تحقیق کرنا میں فی الحال اس پر بحث نہیں کر رہا۔ سلطان کربلاؑ نے کبھی

چاہا تو اس پہ بھی گفتگو کروں گا۔ زمانے کے امامؑ زیارت ناحیہ میں فرمارہے ہیں اپنی جد سے خطاب کرکے:

أشهد أن دمک فی الخد o

اے میری جد میں گواہی دیتاہوں اب یہ ذہن میں رہے۔ أشهد یا تشهد میں ہوتا ہے یا اذان میں ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہے یا اذان میں کہتے ہیں یا تشہد میں ہوتا ہے زمانے کے امامؑ فرمارہے ہیں موجوداور زندہ امامؑ۔ اشھد میں گواہی دیتا ہوں معلوم ہوا قائم کے عقیدے اور علم میں یہ بات بھی شہادت کی قائم مقام ہے۔

ورنہ امامؑ اشــــھد کبھی نہ فرماتے!! اشــــھد فرمایا کہ مولاؑ گواہی کیا دے رہے ہو۔

أشهد أن دمک سکن فی الخلد o

اے میری جد میں گواہی دیتاہوں، تیرا خون خلد میں رہتا ہے بظاہر تو خاک پہ گرا ہے؟ صرف جنت ہی نہیں کہا، خلد جو ازل سے ابد تک جنت ہے، اس میں رہتا ہے اور خدا کی قسم! اس فقرے کو سترہ سال، اس وقت میری عمر تھی منبر پر بیٹھا ہوں۔ زیارت ناحیہ پڑھتے پڑھتے اچانک میں نے سوچا اور پھر سجدے میں گر گیا اور اسی زیارت ناحیہ کہنے والے سے میں نے بھیک مانگی۔ میں نے کہا مجھے خاک شفاء کے اسرار بتا، اور پھر اتنے در کھلے، اتنے کھلے کہ ان دس دنوں میں جو تم سنو گے وہ قطرہ ہوگا!!

جس کی خاک کو کوئی نہ سمجھے ان کی حقیقت کو خاک سمجھے گا!! یہ تو اس خاندان نے بتایا ہے۔ اگر روئے زمین کی حکومت مل جائے، جہاں سے سورج نکلتا ہے اور جہاں ڈوبتا ہے، اتنا شکرِ خدا نہ کرنا، جتنا اس بات پہ کرنا کہ ہماری ولاء تمہارے دل میں ہے۔ مولا علیہ السلام، وہ

کیوں؟ فرمایا: روئے زمین کی حکومت یہیں رہ جائے گی اور ہماری ولاء وہاں تک جائے گی اور ہماری ولاء اتنی پیاری ہے حسین علیہ السلام کو، ہاں ہاں یہ سب کچھ تمہارے لئے کیا ہے حسین علیہ السلام نے۔ ورنہ حسین علیہ السلام کی ذات کو کیا فرق تھا؟ ایک ہی یزید نہیں، جتنے خاک کے ذرے ہیں، اتنے یزید ہو جاتے!! نہ حسین علیہ السلام کا دین چھین سکتے تھے، نہ حسین علیہ السلام کی نماز۔ تم نے دیکھا نہیں، نو لاکھ پیاسی تلواریں حسین علیہ السلام کا سجدہ نہیں روک سکیں!! نہیں دیکھا، غلط کہا ہے میں نے؟ پیاسی تلواریں، بے نیام تلواریں، سجدہ کر کے رہے ہیں حسین علیہ السلام۔ تو جس کا ایک سجدہ نہیں روکا جا سکتا۔ اس کا دین کون چھینے گا؟! تیرے لئے سب کچھ دے دیا حسین علیہ السلام نے اور قدم قدم پر حسین علیہ السلام نے کہا میرے اکبر علیہ السلام کا کلیجہ برچھی کے لئے تو نہیں؟!! میرے عباس علیہ السلام کے شانے کٹنے کے لئے تو نہیں!!

اور ایک جملہ ایسا کہا ہے تیرے مولا حسین علیہ السلام نے کہ بے دل کا دل ہی لرز اٹھا۔ یہ ساری چیزیں عزادارو! سوگوارو! حسین علیہ السلام نے کہیں ہیں زندگی میں۔ یعنی جب بظاہر زندہ تھے۔ ایک جملہ تو حید سے کہا ہے، گلا کٹ جانے کے بعد۔ نیزہ پہ سوار ہوا ہے، تب آنکھ کھولی اور پہلی نظر پڑی اور کہا مالک! میری زینب علیہا السلام کا سر؟!

علی علیہ السلام کی بیٹی کا سر ننگا ہونا مذاق ہے کیا؟! رات میں نے تمہیں بتایا نہیں کہ سر برہنہ ہوا نہیں تھا۔ جناب حسن علیہ السلامؑ کے بیٹے نے صرف سنا، اب یہیں سے سجاد علیہ السلام کے حوصلے کا اندازہ لگا لو، حسن علیہ السلام کا بیٹا سن کے مر گیا۔ سجاد علیہ السلام کربلا سے شام تک اور اس لئے میں اس مصائب کو تاریخِ درد کا سب سے بڑا مصائب کہتا ہوں۔ شامِ غریباں، ننگے سر، پہلا پہرہ دیا ہے جو علی علیہ السلام کی بیٹی نے، میں اسے سب سے بڑی مصیبت سمجھتا ہوں۔

ایک دلیل تورات سنی تھی ناں، کیونکہ کسی شہادت کا سن کے اس گھر کا کوئی فرد زندگی نہیں ہارا۔ شام غریباں کا پہرہ سن کے حسین اثرم مر گیا۔

اور دوسری دلیل، سر اٹھانا، مصیبتیں، ساری پہاڑوں سے بھاری، عرش سے وزنی، لیکن کربلا میں رونے والو! مصیبت کے کسی لمحے میں علی علیہ السلام نجف چھوڑ کے کربلا نہیں آئے۔ علی علیہ السلام نے نجف کو کب چھوڑا؟! جب زینب علیہ السلام کی آواز آئی۔

الحافظ و الحفیظo

تب ہی چھوڑا ناں نجف، جب بیٹی کی آواز سنی! میں نے یہی پڑھا ہے۔ کتابوں، میں بہت کچھ تصرفات ہوتے ہیں کہ معاذ اللہ بی بی علیہا السلام نے انہیں نہیں پہچانا! یہی سمجھا کوئی لوٹنے آیا۔ نہ یہ کتابوں میں ہے اور نہ اسے عقیدت مانتی ہے!! جو سجاد علیہ السلام اور باقر علیہ السلام جیسے دو اماموں پر نگران ہو، وہ بھول سکتی ہے کیا؟! کتابوں میں یہی ہے، بس **الحافظ والحفیظ** کا جملہ نکلا۔ نجف کی جانب سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز اُبھری، بابا ابھی دور تھے۔ ولایت کی خوشبو پہلے آئی۔ تڑپ گئی علی علیہ السلام کی بیٹی۔

پردہ دارو! استقبال کرو، نجف سے، میرے بابا علی علیہ السلام آگئے۔ چونسٹھ بیبیاں سراپا تعظیم بن کے کھڑی ہو گئیں۔ علی علیہ السلام نے سواری روکی، تریسٹھ بیبیوں نے علی علیہ السلام کی سواری کا ایسے طواف کیا جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں! کوئی رکاب چومتی ہے، کوئی پاؤں، کوئی پاپوش، کوئی زانو، کوئی دامنِ عبا، کوئی آستین، اور ہر کوئی اپنی اپنی بولی بول رہی ہے۔ یا علی علیہ السلام! تب آئے جب میرے سر سے تاج اتر گیا۔ جب میرے بیٹے نہ رہے۔ پتہ نہیں رونے میں آپ نے خیال بھی کیا یا نہیں، ایک مرتبہ میں نے استقبال کے لئے چونسٹھ اور تریسٹھ کا

نام لیا۔ یہ سبقت لسانی نہیں، روایت یہی ہے۔ ایک بی بی علیہا السلام سب سے الگ، دور کھڑی ہے کچھ کہنا چاہتی ہے۔ لیکن شدت گریہ سے کہہ نہیں پا رہی !!

اب تمہارا کلیجہ دکھانے لگا ہوں، اپنی قوم کا خادم سمجھ کر مجھے معاف کر دینا، وہ دور کھڑی ہے۔ جس کے کانوں کا لہو کربلا سے بہنا شروع ہوا، نہ شام کے بازاروں میں رکا، اچانک علی علیہ السلام کی نظر پڑی تڑپ گیا، رحلِ زین میں ناطقِ قرآن! کہا زینب علیہا السلام بیٹا کیا میری سکینہ علیہا السلام سے ناراض ہے؟! تڑپ کے دیکھا کہا سکینہ علیہا السلام بابا سے ملی نہیں، سلام نہیں کیا؟ ! کہنے کو کہہ سکتے ہیں سکینہ علیہا السلام چلی لیکن حقیقت میں جنازہ چلا۔ کانپتا ہوا بدن لرزتی ہوئی ٹانگیں ابھی کچھ دور تھی۔ اب یہ جملہ پڑھنے کا نہیں ہے، بلکہ دیکھنے کا ہے۔ کہا!

السلام علیک یا امیر المومنین علیہ السلام

علی علیہ السلام تڑپ گئے، کہا سکینہ علیہا السلام میں تیرا لگتا کچھ نہیں ہوں؟ جیسے غیر سلام کرتے ہیں ویسے سلام کیا، ننھے ننھے ہاتھ جوڑ کے کہا، یا علی علیہ السلام! تیری شکایت کرنا کفر ہے شکایت نہیں شکوہ ہے اور بجا ہے۔ رو کے کہا، کیا شکوہ ہے اپنے غریب دادا سے؟! کہا یا علی علیہ السلام انصاف کروا اپنی بیٹی کے پہرے کی آواز سنی نجف چھوڑ کے کربلا چلے آئے، تب کہاں تھے، جب میں چلا رہی تھی، یا علی علیہ السلام! جلدی آیئے، یا علی علیہ السلام میرے بابا ذبح ہو رہا ہے، یا علی علیہ السلام مجھے طمانچے لگ رہے ہیں، یا علی علیہ السلام میرے گوشوارے..........

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ○

ساتویں مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ☆ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ☆

توجہ ہے بات شروع کی جائے۔ سورۂ مائدہ سے ایک آیت تلاوت کرنے لگا ہوں، ذات واجب نے ہر مکلّفِ شرعی کو ایک حکم بتایا ہے۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُمَا يُرِيْدُاللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(سورۂ مائدہ۔٦)

فرمایا: جب پانی نہ ملے، پسی ہوئی طیب خاک سے تیمّم کیا کرو۔ کس سے تیمّم کروا صَعِيْدًا طَيِّبًا صعید کہتے ہیں غبار کو پسی ہوئی خاک کو، صَعِيْدًا طَيِّبًا، طیب خاک ہے۔

جس نے بھی فقہ کی کتابیں لکھی ہیں۔ پہلا باب ہی بابِ طہارت ہے اور مطہرات میں پہلی چیز ہے پانی، مثلاً سورۂ فرقان کو پڑھنا۔ و أنزلنا من السماء ماء طهوراً، ہم نے آسمان سے نازل کیا، وہ پانی جو طاہر ہے! اللہ نے پانی کو طاہر کہا خاک کو طیب کہا۔ پانی طاہر ہے اور خاک طیب۔

فامسحوا بوجوهم وأيديكم منهo

مسح کرو چہروں کے کچھ حصہ کا اور ہاتھوں کے کچھ حصہ کا۔

لايريد اللّٰه o اللہ کا یہ ارادہ نہیں۔

حرج منكم o کہ وہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرے۔

ولكن يريد ليطهر كم يتم نعمة o

اس تیمّم کے حکم میں اللہ تم پر اپنی نعمت تمام کرنا چاہا ہے۔

پانی کی تطہیر میں نعمت تمام نہیں ہوئی، پانی بھی مطہر ہے، طاہر کرتا ہے لیکن اس میں نعمت تمام نہیں ہوئی۔ **لیطھر کم** ، یہاں پانی اور تراب کی طہارت مشترکہ اور تراب کی تطہیر ہے۔، یہ تم پر اپنی نعمت تمام کرتا ہوں، میں نے قرآن پاک کے ورق، ورق سے سوال کیا، نعمت تمام کب ہوتی ہے؟ فرمایا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ o (سورہ مائدہ۔۳)

آج میں نے تمہارا دین کامل کردیا اور آج میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمت تمام کردی۔ کب کی؟! جب علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان ہوا۔ نعمت تمام ہوتی ہے ولایت سے، تراب کو چھولو، اللہ کہہ رہا ہے نعمت تمام ہورہی ہے۔

چونکہ اب نعمت تمام ہوتی ہے، ابوتراب علیہ السلام کی ولایت سے۔ تراب کا کوئی رشتہ ولایت سے ہے۔ میں عناصر کی بحث میں پڑ جاؤں تو پھر عشرہ چاہیے۔، اب اتنا ہے بظاہر چار عناصر ہیں جو بنیاد ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں کئی کئی عنصر ہیں اور پھر وہ سارے ملا کے بہتر 72 ہوتے ہیں۔ ہر عنصر پتہ نہیں کتنے عناصر کا مجموعہ ہے؟! پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن کا

مجموعہ! یہ آکسیجن اور ہائیڈروجن پھر کتنے عناصر کا مجموعہ ہے۔ ان چار میں جو عناصر کارفرما ہیں۔ وہ بہتر 72 ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ یہ بہتر 72 کیوں ہیں؟ چار میں جس کو بھی دیکھا (امانت کے معیار پر کوئی بھی پورا نہیں اترا)

میرے پاس گندم تھی۔ میں نے پانی کو دی۔ یہ امانت ہے منہ موڑ کے دیکھا تو ایک دانہ نہ ملا۔ ساری بہا لے گیا۔ ایک دانہ مجھے پانی نے واپس نہ دیا، اور منافقت کی، کچھ ڈبو دیئے۔ اپنی تہہ میں لے گیا، اور کہا آ، تو بھی غوطہ مار اور ڈوب، میں نے کہاں ڈوبنا تھا، مجھے زندگی پیاری تھی، میں نے کہا امانت گئی۔

اور گندم میں نے جمع کی، وہ میں نے آگ کو دے دی، یہ امانت ہے، مڑ کر آیا تو خاکستر پڑی تھی۔

پھر میں نے یہ امانت ہوا کو دی یہ اتنی خاندان پرست ہے، کچھ اس لگتے کے گھر، کچھ اس لگتے کے گھر، میں نے پانی کو بھی آزمایا، آگ کو بھی آزمایا، ہوا کو بھی آزمایا، تھک ہار کے میں زمین کے پاس آیا۔

میری کچھ امانت ہے!! کہا اچھا! غیر حاسد، اور نظر بد سے چھپا لے۔

اور جب پلٹ کے آیا میں نے کہا: زمین! میری امانت؟!

اس نے کہا نہ میں پانی ہوں، نہ آگ ہوں، نہ ہوا ہوں۔ میں تراب ہوں، ایک ایک کے بدلے دس دس گن لے۔ اس نے کہا، ایک کے بدلے کئی گئی!

ایک بات آ گئی ہے کہہ دوں، قانون یہی ہے:

من جاء بالحسنة فله عشر أمثالهاo

ایک نیکی کرو، نیکی کا صلہ ایک کا دس۔

یہ تراب کیا چیز ہے؟ میں نے نیکی تو نہیں کی بظاہر اس کے سینے میں ہل چلا دیئے۔ یہ زمین کی کریمی ہے، میں نے اس کے سینے پہ ہل چلائے، اس کا سینہ زخم زخم کیا، اس نے ایک ایک کے بدلے دس دس، یہ تراب ہے اور جو ابو تراب علیہ السلام ہے؟! میں نے گناہ کیے، فسق کیا، فجور کیا انہوں نے کہا ہم ہیں، شک تو نہیں کیا آ گلے لگ جا۔

حالانکہ پانی کے ساتھ میں نے کوئی زیادتی نہیں کی تھی، ویسے ہی امانت دے دی، وہ لے گیا۔ ہوا کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی تھی، ویسے دی، اڑا لے گئی، آگ سے کوئی زیادتی نہیں کی۔ ویسے ہی امانت دے دی۔ راکھ کا ڈھیر بنا دی۔ زمین سے زیادتی کی، اس کا سینہ چیرا، اس نے کہا: مجھے امین سمجھا ہے، کوئی بات نہیں چیر لے۔ حالانکہ ایک کا دس ملتا ہے۔ قانون قدرت یہی ہے۔ لیکن ایک جگہ یہ قانون ایسا بدلہ ہے کہ میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

جو اللہ کی سبیل کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کچھ لوگ حیران ہو رہے ہیں کہ اس نے اللہ کی سبیل، کہا اور مجمع میں بھونچال آ گیا۔ میں سینکڑوں کا دفعہ بتا چکا ہوں۔

أما لسبيل فى كتاب أمير المومنين o

سبیل لقب ہے شوہر بتول علیہا السلام کا۔

یہ ترجمہ کرنے والوں کی خیانت ہے، **و ابن السبيل**، مسافر، ابن بیٹا ہے سبیل کا بیٹا۔ اللہ کہتا ہے، ابن سبیل پہ خرچ کرو، جناب علی علیہ السلام کے بیٹے پہ خرچ کرو۔

دیکھو! حالانکہ جناب علی علیہ السلام کے کئی بیٹے ہیں!! لیکن بات ایک بیٹے کی اللہ کرتا ہے۔ اب حیران ہونے کی ضرورت نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ جناب علی علیہ السلام کے اور

بیٹوں کے لئے خرچ نہ کرو۔ ایک قانونِ غالبیت ہوتا ہے ایک قانونِ اغلبیت ہوتا ہے۔ یہ قانونِ اغلبیت ہے اب دیکھ لو، ذکر کسی کا ہو، تاریخ کسی کی ہو، دن کسی کا ہو، اس بچے سے پوچھو کہ کہاں جا رہا ہے؟ حسین علیہ السلام کی مجلس میں !!

دن کس کا ہے اور پتہ نہیں پڑھنے والا کس موضوع پہ پڑھے گا۔ مجلس حسین علیہ السلام کی، تو اس لئے سبیل کے کے ایک بیٹے کا نام آتا ہے کہ اس پہ خرچ کرو۔ وہ بیٹا جناب علی علیہ السلام کا جس کے لئے خرچ کرتا ہے کون ہے حسین علیہ السلام!

اب جب تک کوئی میرے اس دعوے کی رد نہیں لاتا! میں ترجمہ حسین علیہ السلام کر سکتا ہوں ناں! جو حسین علیہ السلام پر خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال ایسی ہے۔ **کمثل حبۃ**۔ انہو ں نے ایک دانا زمین میں بویا۔

انبتت سبع سنابل o

اس ایک دانے نے سات خوشے اگائے۔

کبھی ایک دانے سے سات خوشے نکلتے ہیں؟! ایک دانے سے ایک خوشہ ٹھیک ہے ناں؟ لیکن اللہ کہتا ہے جو حسین علیہ السلام کے لئے خرچ کرے اس کی مثال ایسے ہے جیسے دانے نے سات خوشے اگائے۔

فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ o

اور ایک ایک خوشے میں سو سو دانہ ہے۔

نماز ایک پڑھ دس، روزہ ایک رکھ، دس، حج ایک پڑھ دس، حسین علیہ السلام کے لئے روپیہ خرچ کر سات سو ہیں، نہیں نہیں بات ختم نہیں ہوئی، سات سو 700، ایک روپے کے بدلے

میں، سات سو روپے 700۔ آخرت میں جو ہے وہ قلم نہیں لکھ سکتا۔ آگے اللہ کہہ رہا ہے۔ جس کے لئے میری مشیت چاہے، میں اسے دوگنا بھی دیتا ہوں۔

واللّٰہ یضعاف لمن یشاء o

ہاں ایک کا چودہ سو 1400، یہ تو عام تراب کی بات ہے، عام خاک کی بات ہے۔ خاکِ کربلا کو ابھی میں نے نہیں چھیڑا۔ اللہ اکبر! مکارم الاخلاق کتاب کا نام ہے، علامہ طبرسیؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے مخبرِ صادق علیہ السلام سے۔

فرماتے ہیں:

أن طين قبر الحسين مسكة مباركة من أكله من شيعتنا كان له شفاء نافعاً و من أكله من عدونا، يذوب كما تذوب الاليةo

حسین علیہ السلام کی خاک برکت والا مشک ہے صرف مشک نہیں "مبارکۃ" ماں کی آغوش میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنا تعارف کرا رہے ہیں۔

جعلنی مبارکاً اینما کنتo

میں جہاں بھی رہوں برکت والا ہوں۔

عیسیٰ علیہ السلام نطفے سے نہیں، اولوالعزم نبی ہے صاحب کتاب ہے، صاحب شریعت ہے، بتول زادہ ہے، کلمۃ اللہ ہے، امر اللہ ہے، روح اللہ ہے، ادھر یہ برکت والا، ادھر حسین علیہ السلام کی خاک برکت والی۔

ادھر عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں مبارک ہوں، ادھر وہ خاک مبارک!! اولوالعزم نبی بھی ترقی کریں، تو ان کی خاک تک پہنچتے ہیں!! عیسیٰ علیہ السلام جیسے نبی ان کی خاک تک، ان کی

تراب تک آتے ہیں۔ ابوتراب علیہ السلام تک وہ آئیں گے؟! جن کے باپ کا بھی پتہ نہیں!!

حسین علیہ السلام بادشاہ، طلسم کبریائی ہے، وہ چیستانِ لاہوت ہے حسین علیہ السلام، وہ لغز جبروت ہے حسین علیہ السلام، وہ لاینحل پہیلی ہے حسین علیہ السلام، وہ لاینحل عقدہ ہے، حسین علیہ السلام جسے آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک نبی سوچیں، دماغ چھالے چھالے ہو جائیں اور وہی حسین علیہ السلام فرما رہے ہیں:

أنا الفضة و ابن الذهبين o

میں چاندی ہوں، اور میرے ماں باپ سونا۔

حسین علیہ السلام جیسا یکتائے روزگار، حسین علیہ السلام جیسا طاق بالذات، حسین علیہ السلام جیسا وترِ قرآنی جس کا لقب "وتر الموتور" ہو صرف یکتا نہیں موتور ہے۔ کاٹ کے رکھ دیا ہے۔ دوسرا یکتا حسین علیہ السلام کے بعد نہیں آ سکتا۔

حسین علیہ السلام وہ مقراض مشیت ہے کہ جس نے سلسلہ کی ڈور ہی کاٹ دی ہے کہ مجھ سے پہلے جو یکتا گزر لئے، گزر لئے!! اب میرے بعد کوئی نہیں آ سکتا۔ خاکِ کربلا برکت والا مشک ہے۔ آگے فرماتے ہیں:

من أكله من شيعتنا كان له شفاءً نافعاًo

اگر ہمارے شیعوں میں سے کوئی اسے کھائے تو اس میں نفع دینے والی شفاء ہے۔ جو اسرار سننے آئے ہو اس خاک کے، جاگ کے وصول کرنا اپنی امانت!

اور اگر ہمارا کوئی دشمن اسے کھالے! ایسے پگھل جائے گا جیسے دنبہ کی چربی آگ پہ پگھل جاتی ہے۔ اس میں راز کیا ہے؟ پیناڈول (Panadol) جو بھی کھائے! عالم کھائے، جاہل

کھائے، مسلمان کھائے، کافر کھائے، ہندو کھائے، عیسائی کھائے، فائدہ ایک جیسا دیتی ہے ناں! یہ کیسی دوا ہے ایک کے لئے شفاء، دوسرے کے لئے موت ہے۔

جی! انہی حقائق کے پیچھے جھانکنے کو اسرار کہتے ہیں۔ **سر** راز اسی **سر** کی جمع ہے۔ اسرار، نہیں پہلے میں تھوڑا تصور دینا چاہتا ہوں، کہ حقیقت سر کیا ہے؟ اور انسان کی کس چیز کے ساتھ اس کا تعلق ہے؟! اور یہ سر منتہی کہاں ہوتا ہے۔ امیر کائنات علیہ السلام مصلیٰ پہ ہیں۔ ید اللہ کے ہاتھ اٹھے ہوئے ہیں، وجہ اللہ کا چہرہ جانب عرش ہے۔ لسان اللہ، زبان سے، نفس اللہ کے اندر سے جملے نکل رہے ہیں۔

پتہ نہیں کس نے کیا سنا ہے؟ کس نے کیا سمجھا ہے؟ اللہ جانے کتنے الوہی مظاہر مل کر ہمیں تعلیم دے رہے ہیں۔ فرما رہے ہیں شاہ نجف علیہ السلام۔

اللھم نور ظاھری بطاعتک و باطنی بمحبتک، و قلبی بمعر فتک، وروحی بمشاھد تک و سری باستقلال أتصال حضرتکo

ذہن میں رہے جو دعائیں، علی علیہ السلام **علی رؤوس الا شھاد** جو دعائیں چودہ لوگوں کے سامنے مانگتے ہیں۔ وہ ان (چودہ) کی ضرورت نہیں ہوتی، کبھی کبھی وہ ہم بے علموں کے جھنجھوڑنے کے لئے یوں بھی کہہ دیتے ہیں:

ما عبدتک خوفاً من نارک ولا طمعاً من جنتک بل وجد تک اھلا للعبادةo

میں نے نہ تو تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے کی ہے، کون کہہ سکتا ہے خدا کو اس طرح؟! کون کہہ سکتا ہے کس کا جگر ہے؟! مجھے تیری جہنم کا کوئی خوف نہیں۔ **ولا طمعاً من**

جنتک ۔اور نہ ہی تیری جنت کی طمع میں عبادت کرتا ہوں۔ کیوں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أن الله خلق جهنم من غضب علیo

اللہ نے علی علیہ السلام کے غضب سے جہنم کو پیدا کیا۔

تیرے جہنم کا خوف نہیں اور تیری جنت کا لالچ نہیں ہے، کہ جس شے کو میں نے پندرہ روٹیوں کے بدلے خرید کے بچوں کو صدقہ کر دیا ہے۔ میں اپنے صدقہ کا تعاقب کیا کروں گا؟!

بل وجد تک أهلا للعبادةo

چونکہ تو اس قابل ہے کہ علی علیہ السلام تجھے جھکے! یہ ہماری تعلیم کے لئے ہوتا ہے۔

اللهم نور ظاهری بطاعتکo

پالنے والے میرے ظاہر کو نورانی کر دے اپنی اطاعت کے ساتھ۔

اطاعت کا تعلق صرف ظاہر ہے!!**نور ظاهری بطاعتک و باطنی بمحبتک** ۔میرے باطن کو نورانی کر دے اپنی محبت کے ساتھ۔محبت باطن میں ہوتی ہے۔ **وقلبی بمعرفتک** ۔اور میرے دل کو منور کر دے اپنی معرفت کے ساتھ۔معرفت دل میں رہتی ہے۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًاo

(سورہ بنی اسرائیل۔۳۶)

اللہ کہتا ہے قیامت کے دن کانوں سے بھی سوال ہوگا، آنکھوں سے بھی سوال ہوگا، دل سے بھی! جب میں نے کتب اہل بیت علیہم السلام کی ورق گردانی کی کہ کیا وجہ ہے کہ کان، آنکھ اور

دل سے کیوں سوال ہوگا؟ جواب یہ ملا:

ان السمع للتوحید o

سماعت کا تعلق توحید سے ہے۔

سن رکھا ہے، ہم نے کہ اللہ ہے، سنا جناب آدم علیہ السلام نے بھی اور ہم نے بھی، دیکھا نہیں ہے۔ **والبصر للنبوۃ،** بصارت کا تعلق نبوت سے ہے، نبوت بھی دیکھی جاتی ہے۔ **والفواد للولایۃ** ۔ولایت کا تعلق دل سے ہے۔

توحید کانوں میں رہتی ہے، نبوت آنکھوں میں رہتی ہے، ولایت دل میں رہتی ہے۔ اسی لئے لسان اللہ نے فرمایا: **قلبی بمعرفتک** ۔میرے دل کو معرفت سے روشن کردے۔ **وروحی بمشاھد تک** ۔میری روح کو منور کردے اپنے مشاہدے سے، کہ میری روح تجھے دیکھے **وسری باستقلال اتصال حضرتک** ۔اور میرے سر کو اپنے ساتھ متصل کر کے مستقل کردے۔

یعنی توحید سے متصل ہونے کو کہتے ہیں سر۔ اسرارِ خاکِ شفاء۔ پتہ نہیں کون خریدار تھا؟! اگر چاہتے ہو، اللہ سے بلا فصل ہو جاؤ۔ تو خاک شفاء پہ سجدہ کیا کرو!!! اس کا جواب میں اس سے زیادہ نہیں دے سکتا! اجازت ہی اتنی ہے۔ اجمال بھی لفظ ہے، تفصیل بھی لفظ ہے۔ حسین علیہ السلام لفظوں سے ماورا ہے!!

بس اسی کی خاک شفاء کو تھوڑا سا سمجھ لو۔ بہت کچھ مل جائے گا۔ بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اس سے اگر بلا فصل ہونا ہے۔ یہی خاک ہے جو کربلا سے آتی ہے، جہاں ہر نسخہ فیل ہو جائے، جہاں ہر دوا بے اثر ہو جائے، جہاں ہر وظیفہ، ورد بے تاثیر ہو جائے، جہاں ہر وسیلہ

بے بال و پر ہو جائے، وہاں حسین علیہ السلام کے شہر کی خاک کام آتی ہے۔

بس میں ایک وقت یاد دلاتا ہوں، تمہیں اور سمٹ گئی میری گفتگو۔ زمانہ ہے تمہارے مولا صادق علیہ السلام کا۔

ایک عورت مر گئی، غسل و کفن اور جنازہ پڑھنے کے بعد جب دفن کیا گیا۔ تو زمین نے ماری ٹھوکر، باہر پھینک دیا۔ زمین نے باہر پھینک دیا ہے!! اچھا کوئی صدقہ دو، پھر زمین نے باہر پھینک دیا۔ اچھا اب کوئی جانور صدقہ کرو، اس کا لہو گراؤ لحد میں ۔ جانور کاٹا، قبر نے باہر پھینک دیا۔ کچھ قرآن کے اوراق اس کے ساتھ دفن کرو، قبر نے پھر بھی باہر الٹ دیا۔ لوگوں نے کہا، ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا اب قرآن سے بڑا سفارشی کہاں سے لائیں۔ جب قرآن نے امان نہیں دلوائی!! ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں! پوچھا گیا کوئی نسل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہے آج کل۔ جواب ملا حضرت صادق علیہ السلام نہیں ہیں کیا؟! پھر وہاں چلو، وہ بتا سکتے ہیں علاج۔ ہمارے علم کا جواب ہے۔ دوڑے دوڑے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں آئے، مولا علیہ السلام صدقہ بے اثر، جانور بے اثر، قرآن پاک کے اوراق دفنائے، ہر شے بے اثر، زمین قبول ہی نہیں کرتی میت۔ فرمایا: **ما ذنبها** ! کیا گناہ تھا اس کا؟ میرا ایمان ہے ابھی وہ گناہ خلق نہیں ہوا تھا۔ کہ میرے مولا علیہ السلام جانتے تھے اس نے یہ گناہ کرنا ہے!! ہم تک اسرار پہنچانے تھے ناں! مولا علیہ السلام ہمیں نہیں معلوم۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس کا کوئی رشتہ دار؟ مولا علیہ السلام! ماں زندہ ہے اس کی۔ لاؤ اسے! **ما ذنب ابنتک** ۔ تیری بیٹی کا کیا گناہ تھا؟! مولا علیہ السلام آپ علیہ السلام سے کیا پردہ؟!

تلد ولد الزنا و تحرقه بالنار ٥

زنا کے بچے پیدا کر کے لوگوں کے ڈر سے بچہ آگ میں جلا دیتی تھی کہ ثبوت نہ رہے۔

چہرے کی رنگت بدلی اور فرمایا:

لا یعذب بالنار ألا رب النار o

آگ کے رب کے علاوہ آگ کا عذاب کوئی نہیں دے سکتا!! ایک تو پہلے اتنا گناہ کیا پھر زندہ جلایا آگ میں، اسی لئے تو زمین قبول نہیں کر رہی ہے عرض کیا:

مولا علیہ السلام کچھ کرم کریں ناں فرمایا میں کیا کروں؟!

أجعلوا فی قبرها شیئاً من تربة أبی عبدالله الحسین o

اس کی قبر میں تھوڑی سی خاک شفاء رکھ دو۔ رکھی گئی، قبر نے پھر نہیں پھینکا باہر، او! جب شرک کے برابر گناہ ہوں اور قرآن بھی ناکام ہو جائے حسین علیہ السلام کے شہر کی خاک امان دیتی ہے۔

میں نے کل کہا تھا، یہ تو تھوڑے تھوڑے، جہاں تک بشری رسائی ہے وہ بتا رہا ہوں۔ علامہ مجلسیؒ نے بحار الانور کی جلد سو 100 میں واضح لکھا ہے:

من الخواص تربته، اسقاط عذاب القبر و ترک محاسبة، منکر و نکیر للمدفون هناک کماوردت به الاخبار الصحیحهo

فرماتے ہیں: جیسے صحیح ترین حدیثوں میں آیا ہے کہ حسین علیہ السلام کے شہر کی تربت کی خصوصیات میں یہ بات شامل ہے کہ عذاب قبر بھی نہیں ہوتا اور منکر نکیر حساب لینے بھی نہیں آتے ۔ یہ نہیں کہ نرم نرم حساب لے جاتے ہیں منکر نکیر حساب ترک کر دیتے ہیں۔ آتے ہی نہیں!! جیسے علی علیہ السلام بادشاہ کی تلوار جس پہ چل جائے وہ قیامت کے دن بھی نہیں اٹھتا۔ کیونکہ قیامت

کے دن کے اٹھنے کے لئے تو یہ ہے کہ حساب کتاب ہوگا۔ جنت، دوزخ کا فیصلہ ہوگا؟! جس پر علی علیہ السلام کی تلوار پھر گئی!! حساب کیسا!!

جہنم کے لئے باب کی تلوار کی دھار کافی، اور جس کے کفن پہ خاک کربلا چھڑکی ہوئی ہو یا کفن پہ اس کے ساتھ کچھ لکھا ہو، یا رخسار کے نیچے ہو تو فرشتے آتے نہیں کہ جب خاک شفاء لایا ہے تو ہمارا کیا کام۔

یہ خاک ہے ابھی یہ وہ خاک ہے جو میں بتا رہا ہوں، ابھی یہ وہ خاک نہیں جسے میں جانتا ہوں۔ اللہ جانے پھر وہ خاک کیا ہے جو اللہ نے بنائی ہے؟! اسے تو صرف حسین علیہ السلام ہی جانتے ہیں۔ میں بھی وہاں تک بتا رہا ہوں جہاں تک ہاضمے برداشت کر سکیں۔

کچھ لطف آیا یا وقت ضائع ہوا! کل میں نے بتایا کہ ہر مومن کی طینت میں خاک شفاء، وہ کبھی آنسو بن کے، کبھی چیخ بن کے، کبھی ماتم بن کے، کبھی زخم بن کے، کبھی بیٹھ کے تنہائی میں سوچنا، اس میں بھی اسرار کی کائنات چھپی ہے۔ رونے سے لے کر اپنے آپ کو زخمی کرنے تک، عزادار ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ کیونکہ خاکِ کربلا اسے ابھارتی ہے۔ کہ جو اس خاک کا مالک ہے۔ جب وہ زخمی ہوا ہے، اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! مولا علیہ السلام آپ کا پرسہ قبول فرمائیں۔ چودہ صدیاں گزر گئی ہیں اور آج بھی نامِ حسین علیہ السلام پڑھنے والا لے رہا ہوتا ہے، تمہاری چیخیں، آہیں، آنسو، ماتم شروع ہو جاتا ہے۔ ذرا سوچنا چودہ سو سال بعد بھی جسے کائنات روتی ہے۔ کربلا میں کچھ ایسے موقعے بھی آئے ہیں۔ کہ یہی حسین علیہ السلام دھاڑیں مار مار کے روئے ہیں۔ اللہ اکبر! میں نے اپنی طرف سے اسی ایک جملہ میں مکمل مصائب بیان کر دیا ہے! کئی موقعے ایسے آئے! حسین علیہ السلام جیسا صابر دھاڑیں مار کے روئے۔ ان میں سے ایک موقع

یاد دلا کے میں منبر چھوڑنے لگا ہوں۔ عاشور کی رات ہے چار سال کی بتول علیہا السلام باپ کی جھولی میں ہے۔ اللہ اکبر! تحقیق کر لینا کتابیں پڑھنا جب بھی سکینہ علیہ السلام مولا علیہ السلام کی آغوش میں ہوتی ہمیشہ مولا علیہ السلام سر چومتے لیکن آج حسین علیہ السلام نے روش بدل دی، بار بار بیٹی کے کان چوم رہے ہیں۔ ایک بار، دو بار، جب بار بار، رونے والو! ایسا ہوا تو بیٹی نے جھولی چھوڑی، باپ کے سامنے آئی اور کہا بابا! آج ریت کیوں بدل دی، ٹھنڈی سانس لے کے مولا علیہ السلام نے فرمایا: بیٹی کل یہ گوشوارے اتر جائیں گے۔ تیرے کان زخمی ہوں گے۔ اس لئے چوم رہا ہوں۔ جو رونے کی نیت سے بیٹھا ہے، بڑے بھول پن سے بی بی علیہا السلام نے پوچھا: میرے گوشوارے اترتے رہیں گے اور میرے چچا عباس علیہ السلام کہاں ہوں گے؟! حسین علیہ السلام نے رو کے کہا، لمبے سفر پہ جا چکا ہوگا، اچھا بابا! پھر آپ علیہ السلام مجھے نہیں چھڑاؤ گے؟!

آخر حسین علیہ السلام کی دھاڑیں ایسے تو نہیں نکل گئیں ناں! حسین علیہ السلام نے کہا جب تیرے گوشوارے اتریں گے تو میں سو رہا ہوں گا۔ بابا کہاں! وہ ٹیلہ دیکھ رہی ہے، بس اس کے سایہ میں سو رہا ہوں گا۔ بابا پھر پرواہ نہیں، جب شمر آئے گا، گوشوارے اتارنے، میں دوڑ کے تیرے پاس آ جاؤں گی۔

بابا پھر بچا لے گا، دھاڑیں مار کے روئے حسین علیہ السلام، کہا، بانہوں میں لے لوں گا، اس کے بعد تو جان، تیری قسمت، جانے، رونے والو! بس آ گیا وہ وقت جب شمر نے وہ حد عبور کر لی جہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی رک جاتے تھے۔ سکینہ علیہا السلام نے شمر کو آتے دیکھا، معصومہ علیہا السلام نے دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھے، مقتل کی طرف دوڑی۔ شمر نے دیکھا

یقیناً قیمتی گوشوارے ہیں جنہیں بچا کے دوڑ رہی ہے۔ یہ حرامی گھوڑا دوڑا کے پیچھے آیا، بچی بہت دوڑی لیکن گھوڑے کی رفتار کہاں، ابھی لاش دور تھی ٹاپوں کی آواز سنی، تڑپ کے کہا: **ابتاہ** بابا شمر آ گیا۔ حسین علیہ السلام کی لاش نے بانہیں پھیلائیں، جا کے حسین علیہ السلام کی لاش کے سینے سے لگی۔ حسین علیہ السلام نے بانہوں میں لیا۔ کیا خیال ہے شمر رک گیا!!

یہ حرامی گھوڑے سے اترا، قریب آیا، اب مجھے معاف کر دینا، ایک ہاتھ میں ایک کان پہ آیا اور دوسرا ہاتھ دوسرے کان پہ آیا، کربلا کی زمین میں زلزلہ برپا ہو گیا، حسین علیہ السلام کی آواز آئی، زینب علیہا السلام کی آواز آئی، زینب علیہا السلام میری سکینہ علیہا السلام بے ہوش ہو گئی۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ٥

آٹھویں مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ☆

توجہ ہے بات شروع کی جائے، سورہ بلد سے چند آیتیں تلاوت کرنے لگا ہوں، ذاتِ واجب نے، خدائے مطلق نے، معبودلم یزل نے ایک خاص قسم کے انسان سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ○ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ (سورہ البلد۔۸۔۹۔)

فرمایا: کیا ہم نے اسے دو آنکھیں عطا نہیں کیں!!

وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ ، کیا ہم نے اسے زبان نہیں بخشی؟! کیا ہم نے اسے دو لب نہیں دیئے؟! عَیْنَیْن سے مراد رسول اللہؐ یعنی اللہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ اگر ہم نے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عطیہ نہ کیا ہوتا تو انسان اندھا ہوتا۔

انسانیت کی بینائی رسولؐ!!

ولسانا : أمیر المومنین، لسان أمیر المؤمنین علی ابن أبی طالب، اللہ یہ بتانا چاہتا ہے کہ اگر ہم نے علی علیہ السلام نہ بخشا ہوتا تو انسان گونگا ہوتا۔

بینائی رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم "زبان" وہی جو اللہ کی زبان ہے۔

اور جاگنا، وشفتین، الحسن، والحسین، ، دولب حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام ہیں اللہ بتانا یہ چاہتا ہے کہ اگر یہ دولب نہ دیئے ہوتے تو گویا ہونے کے باوجود انسان کلام نہ کر سکتا۔

کیا ہم نے اسے دو آنکھیں، ایک زبان اور دولب نہیں دیئے؟! جناب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، جناب علی علیہ السلام اور جناب حسن علیہ السلام اور جناب حسین علیہ السلام۔ پھر فرمایا:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (سورہ بلد آیت:۱۱)

پھر کیا ہو گیا ہے انسان کو، وہ گھاٹی میں داخل نہیں ہو رہا؟!

وَمَآ اَدْرٰکَ مَاالْعَقَبَۃ (سوہ بلد آیت:12)

تمہیں کس نے بتایا کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟!

فَکُّ رَقَبَۃٍ (سورہ بلد آیت:13)

گردن چھڑانے کا نام گھاٹی ہے۔

اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ ☆ (سورہ بلد آیت:14)

یا بھوک والے دن کھانا کھلانے کا نام گھاٹی ہے۔

دوسرا ترجمہ کرنے لگا ہوں، جو سنبھال سکتا ہے سنبھال لے۔

یا فاقے والے دن کھانا کھلانے کا نام گھاٹی ہے۔

اگر یہاں میں اپنی تشریح کر دوں، تسمے ٹوٹنے کی آواز منبر تک آئی گی!! اس لئے تشریح نہیں، تم پہ چھوڑ دیا۔ میں نے تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخشا، علیؑ دیا، حسنؑ اور حسینؑ دیئے

۔تم فاقے والے دن کھانا ہی نہیں کھلاتے ہو؟!اب دیکھنا یہ ہے کہ کھلانا کس کو ہے؟!

يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (سورہ بلد آیت:15)

ذوی القربیٰ والے یتیم کو کیوں نہیں کھلایا؟!

اب میں بتاؤں کہ ذوی القربیٰ والے یتیم کون ہیں؟!

قل لا أسئلكم عليه أجراً الاالمودة فی القربیٰ ☆

اس خاندان کے یتیم کو کھلاؤ۔

اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ (سورہ بلد:16)

اس مسکین کو کیوں نہیں کھلایا؟!

اس کے دو ترجمے ہیں، میں دونوں کرتا ہوں، جو سمجھ میں آئے مان لو۔اس یتیم کو کیوں نہیں کھلایا جو ''تراب'' پر بیٹھتا ہے؟!

مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ

دو ہی ترجمے ہو سکتے ہیں۔ایک وہ جو ''تراب'' پر بیٹھتا ہے!!ایک وہ جس کے کپڑوں پر ''تراب'' لگی ہوئی ہے!جو یہ کرے گا۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ٥ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ☆ (سورہ بلد18-17)

فرمایا: جو یہ کرے گا، وہ ہو جائے گا ان میں سے جو ایمان لائے، جو وصیت کرتے رہے صبر کی، جو وصیت کرتے رہے مرحمت کی، میں تفاسیر اہل بیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھا۔

الصبر :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، والمرحمة :ولایت امیر المومنینؑ

ان مومنین میں وہ شامل ہو جاتا جو رسالت کی وصیت کرتے ہیں جو علیؑ کی ولایت کی وصیت کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ☆ (سورہ بلد:18)

یہی تو داہنے ہاتھ والے ہیں۔

اب اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ اس کا یہ نکلا جو "تراب" والے مسکین کو کھلاتا ہے۔ وہی جناب علیؑ والا ہے۔ وہی داہنے ہاتھ والا ہے۔ یہ وہ ہیں لاہور والو! جن کے کپڑوں پہ "تراب" ہے!

پچھلے محلے والو! چلے تو نہیں گئے ہو؟ پھر سنو، پھر سنو، میں نے کہا یہ وہ ہے جو اس خاک آلود کپڑے والے کو کھلاتا ہے۔ اور جس کے کفن پہ خاک کربلا ہو؟!! اس تراب کا کیا ہوگا؟ آنے والے آچکے اور میری تمہید بھی ختم ہوئی:

ایک عالم ربانی نے، ایک صاحب نظر عالم نے خاک کربلا کو خراج پیش کیا ہے اپنے لفظوں میں قوت خرید ہے تو بھیج دوں؟!

چند جملے ہیں ظہیر بھائی! اور ان چند جملوں میں چند کائناتیں ہیں!

بالکل وعدہ، ابھی آپ خود بھی کہو گے، میرے ہم خیال، ہم زبان ہو جاؤں گے آپ فرماتے ہیں۔

ألف ألف سلام وتحية بولائی منی وهدية لتر اب اثرمن الا کسير أعمل من التقدير ☆

وأنفع من الدواء وأبلغ من الدعاء وأطيب من المسک والعنبر وأطهر من

سلسبیل والکو ثر ☆

ربِ کربلا کی قسم! جانتے ہو ربِ کربلا کون ہیں؟ ذرا میرے ساتھ رہنا۔

وأنفع من الدواء وأبلغ من الدعاء وأطيب من المسک والعنبر

وأطهر من سلسبيل والكوثر☆

انی اتعجب کل العجب فكيف لا اتعجب من ارض انبتت ، شموس شحامة واقمار شجاعة ونجوم سعادة ، طوبیٰ لک يا ارض کر بلا ، ثم طوبیٰ واول منکری بفضلک ، ثم اول ، فكل ذرة فیک شموش تبحر منها العقول ، وکل بقعه منک اقمار لیس لها اقول ، وکل زاوية فیک نجوم انی الیها الو صول ☆

اصل میں پھر کئی عشرے کرنے پڑ جائیں گے آپ کو۔ اس نے سرکار وفا پہ لکھی ہے کتاب، اس عالم نے علامہ سید اسد حیدر ہاشمی نے۔ اس نے ایک الگ باب ہے! کہ عباس علیہ السلام پر کربلا کی مٹی کا قرض کیا ہے؟ میں نے آپ سے پہلے کہا ہے کہ چار سو میل کا سفر کیا ہے۔ چار سو کلو میٹر نے نہیں، پھر مجلس بھی پڑھی اور اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ پھر چہرہ بھی دیکھ لو اور میری مجلس پڑھنے کی آمادگی بھی دیکھ لو، اور ساتھ یہ بتایا کہ کربلا کی خاک پر عباس علیہ السلام کے کتنے حق ہیں؟! اس باب میں یہ جملے لکھے، کیونکہ خاکِ کربلا کا ذکر تھا، تو پھر انہوں نے خراج پیش کیا ہے، زمین کربلا کو، اب رک رک کے پڑھوں گا اور ترجمہ کروں گا۔

الف الف سلام و تحية   بولائی منی و هدية

لاکھوں سلام میری طرف سے اور تحیۃ اس خاک کو، خالص ولاء کے ساتھ بھیج رہا ہوں

۔ولاء کے ساتھ ہدیہ کر رہا ہوں۔

کس خاک کو؟

لتراب اثر من الا کسیر واعمل من التقدیر

اس خاک کو بھیج رہا ہوں لاکھوں سلام، جس کی خاک اکیسر سے کہیں زیادہ پرتاثیر ہے

۔

یہ اثر مصدر ہے اور عربی گرائمر میں اسم کی تفصیل ہے۔ اثر کہیں زیادہ پرُ اثر۔ اور یہی فیصلہ کرنا ہے، کتنا پڑھنا ہے، کیا پڑھنا ہے۔ آگے کہتے ہیں!

واعمل من التقدیر

وہ خاک جو تقدیر سے کہیں زیادہ کارگر ہے، تقدیر سے جو کہیں زیادہ کارگر ہے خاکِ

کربلا۔

وانفع من الدواء

وہ خاک جو دوا سے کہیں زیادی نفع دیتی ہے۔

اب چہرے پڑھوں گا، ہر سامع کا باطن چہرے بتادیں گے، کیونکہ کتاب رخسار کو پڑھنے کا فن غضنفر عباس ہاشمی سے زیادہ کسی کو آتا ہی نہیں!!

وابلغ من الدعا

اور جہاں دعا نہیں پہنچتی وہاں یہ پہنچ جاتی ہے۔

مجھے وہ دن بتاؤ جب میں نے چھوٹی بات کی ہو؟ میری ڈیوٹی ہی مولا علیہ السلام نے بڑی باتیں کرنے پر لگائی ہوئی ہے!! آؤ میں بتاؤں کہ کتنی بڑی ہے یہ بات۔

وابلغ من الدعا

جہاں دعا نہ پہنچے، یہ پہنچتی ہے اور میں نے پڑھ رکھا ہے مظلوم کی دعا عرش سے ٹکراتی ہے۔

دعا، مظلوم کی دعا، سن لینا، مظلوم کی دعا عرش سے ٹکراتی ہے۔

ابلغ من الدعا دعاء سے بھی بالغ ترین، جہاں مولانا! دعا نہ پہنچے وہاں خاکِ شفاء پہنچتی ہے، دعا جاتی ہے عرش تک، تو یہ عرش سے آگے اور یہ کئی دفعہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ منتہیٰ مکان کا نام عرش ہے۔ عرش کے بعد کوئی مکان نہیں، خاکِ شفاء آگے جاتی ہے جس کے شہر کی مٹی لامکانی تک چلی جائے۔

جس شہر کی خاک لامکانی تک ہو اس شہر کا مالک کہاں ملے گا؟!

میرے سامنے ابھی جوشؔ ملیح آبادی کا شعر آ گیا ہے۔ تمہارا متفق ہونا ضروری نہیں ہے !! بس آ گیا ہے سن لو، چونکہ جوش ملیح آبادی اپنی ترنگ کا شاعر تھا!! وہ اپنی کہے جاتا تھا پرواہ نہیں کرتا تھا، کہ کوئی کیا کہے گا، کیا سنے گا اور کیا سمجھے گا۔ وہ کہتا ہے:

اک مردہ خدا ، مردہ خودی محوِ تماشا

میں نے پہلے کہا، میرا اور تمہارا متفق ہونا ضروری نہیں، جو اس نے کہی وہ سن لو۔ وہ کہتا ہے:

اک مردہ خدا ، مردہ خودی محوِ تماشا
اک زندہ خدا ، زندہ خودی نوکِ سناں پر

ابلغ من الدعاء

جہاں دعا نہ پہنچے وہاں خاکِ شفاء پہنچے۔ سرور! یہ تیرے والا محلّہ ذرا سست لگ رہا ہے۔

واطیب من المسک والعنبر

مشک وعنبر سے کہیں زیادہ خوشبودار!

وہ فرماتے ہیں:

جس خاک پر لاکھوں سلام، میں ولاء خالص سے ہدیہ کرر ہا ہوں، وہ مشک سے خوشبو تر، اور عنبر سے......

واطھر من سلسبیل والکوثر

جو سلسبیل اور کوثر سے کہیں زیادہ پاکیزہ، بیٹھے ہو چلے گئے ہو، میں بھی ان کی آواز میں آواز ملا کر کے کہنے لگا ہوں، کہ خاکِ کربلا کوثر و سلسبیل سے سینکڑوں گنا پاکیزہ، ہزاروں گنا پاکیزہ، حیران ہو؟ چلو لاکھوں گنا پاکیزہ، چلو کروڑوں گنا پاکیزہ، چلو اربوں گنا پاکیزہ، کیوں؟ کوثر و سلسبیل میں حسین علیہ السلام کا خون شامل نہیں ہے!

میں متفق ہوا ہوں تو پڑھنے لگا ہوں۔ ٹھیک ہے بڑا پاکیزہ ہے کوثر، ایک بات بتاؤں تمہارے پانچویں امام علیہ السلام کی حدیث میں نے پڑھی ہے۔ فرمایا:

جب حسین علیہ السلام کے عزادار روتے ہیں۔

مصائب نہیں پڑھ رہا حدیث سنا رہا ہوں۔

روتے ہیں تو فرشتے شیشیوں میں آنسو جمع کر کے کوثر و سلسبیل میں ڈالتے ہیں۔ تا کہ ان کا ذائقہ بڑھ جائے۔

او! کوثر تیرے قطرہ اشک کا محتاج ہے!! اور خاکِ کربلا میں اس کا لہو شامل ہے۔ جو" ثار اللہ" اللہ کا خون۔

میں نے محترم دو حدیثیں پڑھیں، یہ میری لڑکپن سے عادت ہے، میں حدیث، اسرار اور حقائق کا تعاقب کرتا ہوں۔

قلب المومن کالکعبة المعظمة o

مومن کا دل کعبہ جیسا معظم ہے!! ہے ناں مولانا!! یہ حدیث؟!

دوسری جگہ پڑھا:

قلب المومن عرش الرحمٰن o

مومن کا دل رحمٰن کا عرش ہے۔

میں نے کہا بظاہر بڑا فرق ہے۔ ٹھیک ہے، کعبہ بڑا معزز ہے عرش جیسا تو نہیں! ایک جگہ کعبہ ہے، ایک جگہ عرش ہے، تحقیق کے بعد پتہ ہے کیا ملا؟ میری جرأت تو نہیں کہ میں حد بندی کروں۔ دونوں کان پکڑ کے کہہ رہا ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں۔ جب مومن کے دل میں علی علیہ السلام نظر آتا ہے تو مومن کا دل کعبہ ہے اور جب مومن کے دل میں حسین علیہ السلام نظر آتا ہے تو دل عرش ہے۔

کوثر و سلسبیل سے کہیں زیادہ طاہر، آگے فرماتے ہیں:

اتعجب کل العجب فکیف لا اتعجب من ارض انبتت، شموس شحامة و اقمار شجاعة و نجوم سعادةo

میں تعجب میں ہوں اور کُل کے کُل تعجب کا شکار ہوں۔ اور تعجب کیوں نہ کروں؟ مجھے اس

زمین پر تعجب آرہا ہے، میں جس زمین پر بھی نظر ڈالتا ہوں کہیں فصلیں اگتی ہیں، کہیں سبزہ اگتا ہے، کہیں باغات اگتے ہیں لیکن کربلا کی زمین کی کھیتی پہ نظر ڈالتا ہوں۔ یہاں وقار کے سورج اُگتے ہیں۔ وقار کے سورج میں کیوں تعجب نہ کروں۔ یہاں شجاعت کے چاند اگتے ہیں، قمر کی جمع ہے اقمار یہاں شجاعت کے کئی قمر اگتے ہیں۔

انہوں نے لمبی چوڑی بحث کی ہے چونکہ یہ تو سارے تقریباً جانتے ہوناں ! کہ یوم عاشور غبار چھا گیا تھا، دھند چھا گئی تھی، سورج کی روشنی زائل ہوگئی تھی۔ ستارے بے نور ہو گئے تھے۔ وہ تو شکر کرو کہ وہ جو کربلا کے چاند تھے انہیں زمین میں چھپا دیا گیا تھا ورنہ قیامت تک یہ سورج چاند نکلتے ہی نہ۔

ہاں ایک میں نے تحفہ چھپا رکھا ہے اپنے سینے میں !! دوں گا، تھوڑی دیر انتظار کرلیں، مجھے بھی تو داد دو، یہاں (میرے سینے میں) لاکھوں اسرار چین کی نیند سو رہے ہیں !! آپ لوگ چند لمحے انتظار نہیں کر سکتے، میں یہ ترجمہ پورا کر کے وہ تحفہ تمہیں دینے لگا ہوں۔

کیوں نہ تعجب نہ کروں، اس زمین پر جہاں وقار کے آفتاب، جہاں شجاعت کے ماہتاب اور جہاں سعادت کے ستارے اگتے ہوں، جو لطف مولا نا! عربی زبان میں ہے وہ ترجمہ میں تو پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ میں اپنی طرف سے کوشش کروں گا پھر کہتے ہیں:

طوبیٰ لک یا ارض کربلا، ثم طوبیٰ و اولی منکری بفضلک، ثم اولیo

اے کربلا کی زمین مبارک ہو تجھے، تجھے پھر مبارک ہو! دو دفعہ مبارک ہو، تباہی ہے تیرے فضل کے منکر کے لئے پھر تباہی ہے، پھر تباہی ہے۔

کل ذریة فیک شموس تبحر منها العقول o

اے کربلا کی خاک تیرے ایک ایک ذرے میں لاکھوں سورج ہیں! اے خاکِ کربلا!

میں اسرار کھول رہا ہوں پتہ نہیں تم کس دنیا میں گم ہو؟!

تیرے ایک ذرے میں لاکھوں سورج ہیں جو عقل کی آنکھوں کو چندھیا دیتے ہیں۔

کل بقعه منک اقمار لیس لها افولo

اے کربلا کی زمین تیرے ہر کونے میں کئی چاند ابھرے ہوئے ہیں، اور ایسے ابھرے ہوئے ہیں کہ ڈوبنا جانتے ہی نہیں!!

کربلا کی دھرتی پہ ابھرنے والے چاند، ڈوبنا نہیں جانتے، ہر جگہ طلوع، ماننے والے دل میں طلوع، علم کی سوچ میں طلوع، صاحبِ عرفان مومن کی چھت، یہ علم کی صورت میں طلوع۔

انھوں نے ایک جملہ اور لکھا ہے، اس باب میں نہیں الگ باب میں، سنادوں؟!

وہ کہتے ہیں، میں نے بہت سوچا کہ جب ہوا رک جاتی ہے، بڑے بڑے سر بفلک درخت ساکن، ہرتی ہوئی چیز ساکن، ہوا خاموش، وہ کہتے ہیں، میں نے کئی بار آزمایا، علامہ سید اسد حیدر ہاشمی فرمارہے ہیں:

میں نے کئی بار آزمایا عباس علیہ السلام کے علم کا پھریرا ساکت ہوا میں بھی آہستہ آہستہ ......حرکت میں۔

میں نے دیکھا کہ ساکت ہوا میں آہستہ آہستہ جنبش میں ہوتا ہے۔ توجہ! فرماتے ہیں:

خطر ببالی

میرے دل میں بات الہام کی طرح اتری، کہ ہوا ہوتی نہیں یہ کیوں ہلتا ہے؟ دل میں یہ بات آئی کہ:

یحر که انفاس ابن امیر المومنین علیه السلام o

کہ عباس علیہ السلام کے سانسوں کی ہوا سے ہل رہا ہوتا ہے۔

عباس علیہ السلام کے سانسوں کی ہوا اسے جنبش میں رکھتی ہے۔

تو پھر میں نے غلط تو نہیں کہا ہر مومن کے گھر کی چھت پہ وہ چاند طلوع کرتا ہے!!

تیرے ہر ذرے میں لاکھوں سورج، تیرے ہر کونے میں ایسے چاند جو ابھرنا تو جانتے ہیں لیکن ڈوبنا نہیں جانتے، "توجہ"!

وفی کل زاویة فیک نجوم انی الیها الوصولo

اے کربلا کی خاک تیرے ہر زاویے میں ستارے ہیں، ہیں تو زمین پر مگر اتنے بلند، کہ ان تک پہنچا نہیں جا سکتا!!

یارو! ایک چیز پڑی زمین پر ہو، اور پھر چیلنج ہو کہ پہنچ کر دکھاؤ۔

تو جا گو! وعدہ کیا تھا میں نے تحفہ کا! بڑے حریص ہو! نہیں اس تحفہ پر حرص ہونا چاہیے یہ حرص مرغوب ہے یہ حرصِ مستحسن ہے۔ یہ حرصِ ممدوح ہے۔ بلکہ یہ حرصِ مرغب ہے۔ اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ ان کے اسرار، ان کے حقائق، ان کے فضائل کے تحفہ پر جو جتنا حریص ہو، اتنا بڑا عارف ہوتا ہے۔ یہ سلمان پاک کا حرص ہی تو تھا مولانا! کہ اسے دہلیز بتول علیہا السلام سے ماتھا اٹھانے ہی نہیں دیتا۔ اب اس تحفہ سے پہلے ایک اور تحفہ دے دوں چھوٹا سا؟!

نمازیں مولانا! ابوذرؓ زیادہ پڑھتے تھے! میں چیلنج کرتا ہوں سلمانؓ فریضہ پڑھتا تھا،

بس ابوذرؓ تسبیحیں زیادہ رولتے ہیں۔ سلمانؓ صرف فریضہ، میں نے رب کعبہ کی قسم، غلط بولوں، تو ابھی قہرِ الٰہی مجھ پہ بجلی بن کر گرے۔ میری زبان پہ ایسا فالج گر جائے کہ میں بولنے کے قابل نہ رہوں۔ منبرِ حسین علیہ السلام پہ اس سے زیادہ بددعا کا ہدف اپنے آپ کو نہیں بنایا جاسکتا۔ جو اس پر بھی شک کرے اپنا شجرہ خود ٹٹولے۔ میں نے یہ پڑھا ہے:

ان سلمان اذا فرغ من الصلوٰۃ یترک السنۃ بلا مھلۃ و وینظر الی وجہ علی ابن ابی طالبo

سارے صحابی فریضہ نماز کے بعد سنت نمازیں پڑھتے تھے اور سلمان فریضہ نماز کے بعد چھلانگ لگا کے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جا کے جناب امیر علیہ السلام کا چہرہ دیکھتے تھے۔

تو میں کہہ رہا تھا کہ نمازیں حضرت ابوذرؓ زیادہ پڑھتے تھے، سلمانؓ صرف فریضہ پڑھتا تھا۔ یہ بتول عیہا السلام کی چوکھٹ پہ، اور یہ گھر جا کے سوچنا، جو اسے (اللہ) کو سجدہ کرتا ہے۔ اسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کہا جو بتول علیہا السلام کی چوکھٹ پر ماتھا ٹیکتا ہے اسے کہا:

سلمان منا اھل البیت o

جس تحفے کا وعدہ تھا دوں؟ دوں؟ سنبھالو گے؟ ایک عالم مصلیٰ عبادت پر ہیں، دیکھتے ہیں عرش کی طرف، ایک عالم سن رہا ہے علم بڑی عجب پہیلی ہے۔ مثبت ہو تو خدا املا دیتا ہے۔ منفی ہو تو شیطان بنا دیتا ہے!!

اب ذہن میں رہے مصلیٰ پہ، مصلیٰ تو نماز کے لئے بچھتا ہے غالباً، اور دعا بھی اللہ سے مانگی جاتی ہے اور جب عرش کی طرف دیکھا جائے تو بات اور پکی کہ اللہ سے ہی بات ہو رہی

ہوگی، ہاتھ اٹھاتے ہیں اوپر دیکھ کر، مانگ کیا رہے ہیں اس کا کچھ پتہ نہیں، لیکن منہ سے نکل رہا ہے۔

یاحسینؑ یاحسینؑ یاحسینؑ

اگر آمادگی نہیں تو تحفہ یہی روک لوں؟؟ ہو آمادہ؟!

وہ جو بیٹھا تھا، اس نے کہا دیکھ عرش کو رہا ہے، بلا حسین علیہ السلام کو رہا ہے؟ اس نے کہا مجبوری ہے حسین علیہ السلام ملتا ہی عرش پہ ہے۔ اس نے کہا خدا، تو اس نے جواب دیا۔ یوم عاشور کے بعد خدا کربلا میں ہے اور حسین علیہ السلام عرش پہ ہے۔

میرے ڈرائیور نے مجھ سے کہا کہ چار سو میل کا آپ نے سفر گاڑی سے کیا اور دوسری مجلس تو آپ تیس منٹ ہی پڑھیں گے!! میں نے اس کو بتایا ہے!! اس کو میں نے بتایا ہے، میں زبان سے نہیں دل سے پڑھتا ہوں۔

یہی علم کی شان ہوتی ہے۔ یہی علم کی پہچان ہوتی ہے عباء قباء اور پھر یا علی علیہ السلام ہو۔

بشریت کے بس کا روگ ہی نہیں ہے یہ! یہ اول عطیہ، آخر عطیہ، سب عطیہ، کلی عطیہ۔

انہوں نے کہا تم حماقت کر رہے ہو، عاشور کے بعد فیصلہ ہو گیا ہے...... بے شک دس محرم کی دوپہر تک وہ عرش پہ ملتا تھا وہ کہتے ہیں جب پیار حد سے بڑھ جائے تو انسانیت میں پگڑیاں بدل لیتے ہیں۔ اب اللہ دستار تو باندھتا نہیں، اس نے کہا آ حسین علیہ السلام ہم مکان بدل لیتے ہیں۔

واقعاً یہ جنت ہے چونکہ میں نے یہ حدیثوں میں پڑھا ہے۔

جنت میں تیرہ معصومین علیہم السلام کی الگ الگ محفل لگے گی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی الگ، علی بادشاہ علیہ السلام کی الگ، حسن مولا علیہ السلام کی الگ اور سلطانِ کربلا علیہ السلام کی الگ، سارے محفل سے اٹھ اٹھ کے چلے جائیں گے، اور جو سلطانِ کربلا علیہ السلام کی محفل میں ہوں گے، حوریں پیغام بھیجیں گی:

نحن مشتاقون الیکo

ہم مشتاق ہیں ہماری طرف بھی آؤ۔

کہیں گے ٹھہرو، حسین علیہ السلام کی باتیں اٹھنے ہی نہیں دیتیں۔

کیوں اس کی وجہ؟ وجہ بھی تو ہونی چاہیے، جو میری تحقیق میں ہے، تیرہ کے تیرہ دل میں رہتے ہیں۔ حسین علیہ السلام دھڑکن میں رہتے ہیں۔ دل کی بقا کی ضمانت دھڑکن ہے! اور اللہ کرے ہم میں سے ہر کوئی ایسا ہو۔ میدانِ حشر میں ایک طرف اور بہشت ہوں گے، ایک طرف کربلا ہو گی اتنی بلند بہشتوں سے، جیسے زمین سے قطب ستارہ، حسین علیہ السلام اپنے عزاداروں کو جمع کر کے کھڑے ہوں گے۔ گنہگارو! گھبراؤ نہیں ابھی تھوڑا سا انتظار کرو، دیکھو میں کرتا کیا ہوں !! لوگ چونکہ بشر ہیں گھبرانے لگیں گے، فرمائیں گے گھبراؤ نہیں دیکھو میں کیا کرتا ہوں !!

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی آئیں گے، پالنے والے! ہم نے جنت میں نہیں رہنا، تو پھر کدھر رہنا ہے؟! ادھر اونچی جنت میں؟! وہ جو قطب ستارے کی طرح زمین چمک رہی ہے، زمین کربلا میں۔ اللہ کہے گا ویسے تو جنت بھی حسین علیہ السلام کی ہے لیکن وہ اس نے صدقے میں دے دی ہے، اور صدقہ واپس نہیں ہوتا اور کربلا تو ویسے اس کی ذاتی جاگیر ہے۔ یہ تو حسین علیہ السلام سے پوچھنا پڑے گا۔ سارے نبی آئیں گے

تھوڑی سی جگہ کربلا میں ہمیں دے دو۔ حسین علیہ السلام فرمائیں گے:

اپنے اپنے عمل میرے حب داروں کو دیتے جاؤ کربلا میں جگہ لیتے جاؤ، عمل دیتے جاؤ، کربلا میں گھر لیتے جاؤ۔

یہ بھی حقیقت قاہرہ ہے لاکھ دریا علم کے بہائے جائیں۔ جب تک چار آنسو نہ بہیں آنکھوں میں نمی نہ اترے، شام سے آنے والی راضی نہیں ہوتی، بلکہ آپ بھی میرا ساتھ دیں، میں شام کی مخدومہ علیہا السلام سے معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے آپ کو ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کروایا۔ جو حقائق ہم نے بیان کئے، وہ ان سے اربوں گنا زیادہ جانتی ہے۔ اس کی آمد کی وجہ پرسہ ہے۔ دو فقرے مجھ سے سن لو پرسہ اس کو دو۔ اللہ اکبر! جملہ پڑھنے لگا ہوں اگر سمجھ میں آ گیا تو ہوسکتا ہے مجھے آگے پڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ قرآن پاک لانا ہے لاؤ، میں سر پہ رکھوں۔ علم لانا ہے، ہاتھ میں پکڑوں۔ قرآن پاک اور علم پاک لے کر بھی یہی فقرہ کہوں گا۔ جب عباس علیہ السلام نے زین چھوڑی ناں! اللہ اکبر! اللہ اکبر! میرے جڑے ہوئے ہاتھ دیکھ لو سب۔ یقیناً میں تمہارے کلیجے پہ خراشیں ڈالنے لگا ہوں۔ مجھے اس شام والی بی بی علیہا السلام کے صدقے میں معاف کر دینا۔ فقرے یہ ہیں: ''ایک شامی نے کہا کوئی جلدی جا کر ابن زیاد کو مبارک دے کہ حسین علیہ السلام مارا گیا''۔ عمر سعد نے کہا او پاگل ہو گیا؟ حسین علیہ السلام تو وہ سامنے کھڑے ہیں۔ اس نے کہا عباس علیہ السلام اتر نہیں گیا، عباس علیہ السلام نے زین نہیں چھوڑ دی؟ سمجھو حسین علیہ السلام مارا گیا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! اللہ اکبر! اس نے کہا جب عباس علیہ السلام زین سے اتر گیا تو سمجھو حسین علیہ السلام نہ رہا۔ میں چھوڑ دیتا یہی بشریت ہے تھک میں بھی گیا ہوں، مگر ایک فقرہ اور سن لو۔ کل وہی روئے گا جو رہے گا۔ مدینہ سے کربلا تک قدم قدم پہ عباس علیہ

السلام کے کلیجے پہ زخم لگتے رہے۔ لیکن میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھا کہ کوئی کام حسین علیہ السلام نے، عباس علیہ السلام کو دو دفعہ کہا ہو!! خود پہ قیامت گزر گئی لیکن دوسری دفعہ نہیں کہلوایا۔ عباس علیہ السلام دل میں سوچتے تھے کربلا آئے گی ناں، لڑائی ہو گی ناں، میں بھی میدان میں جاؤں گا ناں، اللہ اکبر! گن گن کے حساب پورا کروں گا۔ جو رونے کی نیت لے کے آیا ہے اور میری مائیں بہنیں بھی، یاد رہ گیا تو قبر میں بھی ماتم کرو گے۔ یہ منبر حسین علیہ السلام پہ غضنفر عباس ہاشمی کا وعدہ ہے۔ جو اس وقت عرب میں ہتھیار مروج تھے، سارے بدن پہ سجائے عباس علیہ السلام نے، خود، زرہ جوشن، نیزہ، ترکش، ڈھال، تیر کمان اور تلوار۔ لوہے میں غرق ہو کے آئے۔ حسین علیہ السلام کے قدم لئے، مولا علیہ السلام اجازت! مظلوم کربلا علیہ السلام نے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ حسین علیہ السلام نے دل میں سوچا اگر ایسے چلا گیا، یہ تو نو لاکھ سے نہیں اتارا جائے گا۔ میرا مقصد شہادت پورا نہیں ہو گا۔ حسین علیہ السلام نے......بس میں منبر چھوڑ رہا ہوں فقرہ سمجھ لینا۔ حسین علیہ السلام نے عباء کندھے پہ ڈالی، اٹھے، میرے زورِ کمر بڑی تیاری میں ہو!! مولا علیہ السلام! وہ زبانیں نہیں کھینچنیں جو آپ علیہ السلام کے سامنے گستاخ بولتی ہیں۔ وہ سر کندھوں سے نہیں اتارنے، جنہوں نے آپ علیہ السلام کا پانی بند کیا۔ بڑا شوق ہو رہا ہے ناں لڑائی کا! عباس علیہ السلام اگر کچھ ہتھیاروں میں کمی لگ رہی ہو اور دوں؟ ایک نیزہ ہے یہ دوسرا لے، ایک تلوار شاید ناکافی ہو، یہ میری بھی لے جا۔ اب رونے والو! عزادارو! عباس علیہ السلام حیران ہوئے، مدینہ سے کربلا تک قدم قدم پر روکتے رہے! آج تلوار اور نیزہ دے رہے ہیں! عباس علیہ السلام مار لاشوں کے پہاڑ لگا دے جتنے جی میں آئے مار، لیکن سوچ کے مار جتنے تو کربلا میں مارے گا شام میں بدلہ میری زینب علیہا السلام کو دینا پڑے گا۔ شام میں بدلہ میری سکینہ علیہا

السلام کو دینا پڑے گا۔ عباس علیہ السلام نے خود اتارا، زرہ اتاری تلوار رکھ دی، کہا میرے ٹکڑے ہو جائیں علی علیہ السلام کی بیٹی زخمی نہ ہو۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ○

نویں مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ☆ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ☆

توجہ ہے بات شروع کی جائے، سورہ بنی اسرائیل سے ایک آیت تلاوت کرنے لگا ہوں۔ ذات واجب نے، خدائے مطلق نے، معبودِلم یزل نے حقیقت قرآنیہ کو اس چھوٹی سی آیت میں بند کر دیا ہے۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(سورہ بنی اسرائیل: ۸۲)

ہم نے قرآن پاک کو عبادت بنا کے نازل نہیں کیا، بلکہ ہم مومنین کے لئے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لئے شفاء ہے۔

ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں سے اس حقیقت کو، آگے 'ما' حقیقت کی طرف اشارہ ہے جو مومنین کے لئے شفاء ہے رحمت ہے۔ لیکن ظالمین کو نہیں ملتا ہے۔ اب اگر آپ تھکتے نہیں ہیں تو قرآن کے باطن میں شفاء اور کربلا کی خاک میں شفاء۔

قرآن پاک کہاں ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ o (سورہ بروج: ۲۱-۲۲)

قرآن لوح محفوظ میں ہے، یعنی یا لوح کے سینے میں شفاء یا خاک کربلا میں شفاء۔ یہ دونوں حقیقتیں! وہ حقیقت قاہرہ ہیں کہ انکار کر کے کافر تو ہوا جا سکتا ہے رد کی کوئی دلیل ہی نہیں۔ یا قرآن شفاء ہے یا کربلا کی خاک!!

نہیں! نہیں! میں وقت دے دیتا ہوں، رک جاتا ہوں یا سورۂ بنی اسرائیل سے یہ آیت اٹھالو! یا کربلا کی خاک سے شفاء باہر نکال لو، ورنہ اگر توپ کے دہانے پہ بھی غضنفر کو باندھو تو میں توپ دغنے سے پہلے اعلان کر کے جاؤں گا۔ جو حقیقت قرآن کی ہے وہی خاکِ کربلا کی ہے۔

نہیں! میں نے ایک کلیہ دیا ہے سفر خود کرتے رہنا، جو حقیقت اس کی، وہ حقیقتاً اس کی اور قرآن چیلنج کر رہا ہے۔

لو اجتمعت الجن و الانس علی ان یاتو مثل ھذا القرآن o

کائنات عالم کے جن وانس! مل جاؤ، میری مثل لاؤ۔

تو پھر ماننا پڑے گا کائنات مل کے خاکِ کربلا جیسا ایک ذرہ بھی میں مولانا! چلتے چلتے ایک راز سرگوشی کے انداز میں تمہاری سماعت میں انڈیل دینا چاہتا ہوں۔ قرآن کی مثل کیوں نہیں لائی جاسکتی؟ بے مثل کا کلام ہے۔ یہ خاک بھی بے مثل کا مدفن ہے!!

وہ عرش پہ بے مثل، حسین علیہ السلام فرش پہ بے مثل، وہ ذات میں بے مثل، وہ صفات میں بے مثل، اور خریدنا! وہ کنہ میں بے مثل، حسین علیہ السلام ماہیت میں بے مثل، وہ خود بے مثل، حسین علیہ السلام خودی سے بے مثل۔ ٹھیک ہے ناں! اور ویسے بھی دو مکان ہوں، ایک کی قیمت کروڑوں میں ہو اور ایک کی دو چار لاکھ، سودا ہوگا؟ نہیں۔ ملتا جلتا ہو تو سودا ہوگا۔ میں نے تمہیں رات بتایا ہے کہ یوم عاشور کے بعد اللہ نے کہا ہے عرش پہ تو آجا۔

''تو خدا کو عرش کے بدلے کربلا وارے میں ہے ناں؟!

اور دیکھو دیکھو جملہ آیا ہے، میں پہلی مجلس سے ہی، میرے احباب نے کہنا شروع کر دیا۔ عشرہ ختم ہو گیا!! لیکن میں اب کہنے لگا ہوں کہ اس جملہ پہ عرشہ ختم ہو گیا۔ آگے پتہ نہیں مجھے کیا کہنا ہے؟!

حقائق اور اسرار ابھی میرے پاس لاکھوں ہیں؟! اس خاک کے بارے میں! لیکن یہ جملہ جو آیا ہے ناں! میرے سامنے، میری نظر میں عشرہ نہیں اس پہ عشرے تمام ہو گئے، مگر پہلے تھوڑی تشریح کر دوں، تا کہ نشہ مودت طاری ہو ہر شخص پر۔ دو لفظ ہیں جو بولے جاتے ہیں ہمارے معاشرے میں دن رات اور خصوصاً جو مجلسی مومنین ہیں، وہ بڑے واقف ہیں۔ ایک تو ''واہ'' اور ایک ''آہ'' ہے ناں؟!

اچھا، شاید کم لوگ جانتے ہو، جو نہیں جانتے آج جان لو۔ یہ دونوں عربی کے لفظ ہیں۔ میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں ''آہ'' بھی عربی کا اور ''واہ'' بھی عربی کا۔

حدیث میں ہے ایک بندہ بیمار تھا اور وہ بیماری میں کراہ رہا تھا۔ ''آہ'' تو کسی نے کہا، یہ کیا؟ تو کہا گیا:

''ان آہ اسم من اسماء اللہ '' اللہ کے ناموں میں ایک نام ہے ''آہ''۔

فرمایا: جو ''آہ'' ''آہ'' کرتا ہے وہ اللہ اللہ کرتا ہے۔ اچھا اب تھوڑا سا تمہارا امتحان ہے۔ امتحان تو نہیں پکی کا سوال ہے! سب سے زیادہ کس کے ذکر پہ ''واہ''، ''واہ'' ہوتا ہے میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ دونوں لفظوں پہ باپ بیٹے نے قبضہ کر لیا ہے۔ ''واہ'' پہ علی علیہ السلام کا قبضہ اور ''آہ'' پہ حسین علیہ السلام کا قبضہ۔ ٹھیک ہے ناں! دو لفظ تھے اور بچہ بچہ جانتا ہے!! واہ پہ علی علیہ

السلام کا قبضہ، ''آہ'' پہ حسین علیہ السلام کا قبضہ۔ ''واہ'' علی علیہ السلام کے فضائل پر اور ''آہ'' حسین علیہ السلام کے مصائب پر۔ دونوں نام اللہ کے ہیں۔ میری طرف دیکھنا اب عشرہ ختم کرنے لگا ہوں میں!!

میرے کاغذات میں اب، منبر کی قسم!!! اور کل کی مجلس نافلہ ہوگی!!! اور اس جملہ کے بعد بھی جو ہوگا وہ نافلہ ہوگا۔ میں ختم کرنے لگا ہوں عشرہ!

وہ علی علیہ السلام جس کے فضائل پر فرش سے عرش تک بشر الگ کہتے ہیں ''واہ'' ملک الگ کہتے ہیں ''واہ'' جن الگ کہتے ہیں ''واہ'' صفین سے واپسی پر وہی علی علیہ السلام زمین کربلا سے گزرے گھوڑے سے اترے، مٹھی بھر خاک اٹھائی سونگھا اور فرمایا:

''واھا لتربة''

جسے کائنات واہ کرتی ہے وہ حسین علیہ السلام کو کہاں کہہ رہا ہے بلکہ،

''واھا لتربة'' تیری تربت کو ''واہ''۔

حسین علیہ السلام سے نہیں کہہ رہے، تم لوگ جانتے ہو کہ غضنفر حرفوں کی ضمانت لیا کرتا ہے۔ پہلے تو اس مٹی کی عظمت کو تو دیکھو۔ خیبر شکن گھوڑے سے اترے، یہ وہ علی علیہ السلام ہے۔ حدیثوں میں، میں نے پڑھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھوڑے پہ سوار ہو کے جا رہے تھے کہیں کوئی ضروری بات کرنی تھی۔ شاہ نجف علیہ السلام ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ اچانک رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کے چہرے کی رنگت بدلی:

یا علی! اما ان ترکب اما ان ترجع ○

یا گھوڑا منگا کے سوار ہو جا یا پلٹ جا۔

ہونے کو ہونے سے پہلے جاننے والے علی علیہ السلام نے پوچھا سرکار کیوں؟! چہرہ کی رنگت بدل گئی اور فرمایا: سوار ہو جا یا پلٹ جا! ابھی اللہ کا حکم آیا: جب علی علیہ السلام پیدل چلا کرے تو پیدل چلا کر جب علی علیہ السلام سوار ہوا کرے، تو سوار ہوا کر۔

یہ علی علیہ السلام گھوڑے سے اترے، کہنے دو گے مجھے کبریائی کا بدن اترا، غلط کہا میں نے؟ غلط کہا؟ وجہ اللہ اترے، جب اللہ اترے، نفس اللہ اترے، کبریائی کا بدن اترا۔ بے بدن کا بدن اترا، ہاضمے ٹھیک ہیں؟ تو پھر سنو **قل ھو اللہ الاحد** کی تفسیر اترا۔ یہ حدیث طرفین کی کتابوں میں مل جائے گی حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مثل علی فی امتی کمثل قل ھو اللہ الا حد فی القرآن o

میری امت میں علی علیہ السلام کی مثال وہی ہے جو قرآن میں **قل ھو اللہ الاحد** کی۔ پورے قرآن میں ایک سو چودہ 114 سورتیں ہیں۔ ایک سو تیرہ 113 سورتوں میں مخلوق کا ذکر ہے! یہ پہلی اور آخری سورت ہے۔ جو شروع اللہ سے ہوتی اور ختم بھی اللہ پہ ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

علی علیہ السلام کی مثال امت میں...... کہنے کا حق رکھتا ہوں! رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کو جناب علی علیہ السلام کے لئے مخلوق والی مثال مناسب ہی نہیں لگی۔ جس کے گھوڑے کی اداؤں کی پانچ پانچ قسمیں اللہ کھاتا ہے وہ شہ سوار عرب اترے۔ میری طبیعت جو موج میں ہے تو میں صبح تک علیہ السلام کے سواری سے اترنے کے انداز ہی پڑھتا رہوں گا، ٹھہرو، ٹھہرو، اپنا حصہ لو دوسروں کا حق نہ مارنا۔

دوشِ محمد صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا سوار راہوار سے اترا۔

اور اگر اس وقت میرے پر نکل آئیں تو میں عرش پہ جا کے نیچے جھانک کے تم تک آواز پہنچانا چاہوں گا۔ میں یہ کہوں گا کہ لاہور والو! کربلا کی تراب پر ابوتراب علیہ السلام اترے۔ بس یوں سمجھو کہ ارض کربلا پہ ''دابة الارض ''اترا۔

یا یوں بھی کہہ سکتے ہو کہ زمین کرب وبلا پہ ''بلا ٹالنے والا اُترا''۔

''یداللہ'' نے، یہیں ہو؟ یداللہ نے قبضہ بھر، مٹھی بھر خاک لی، یہ وہ یداللہ ہے جو مٹھی بھر خاک خمیر کرے تو آدم علیہ السلام بنتا ہے!! ٹھیک ہے ناں!!

اگر ادھر بیٹھا ہوا مٹھی میں خاک لے تو پھر دعویٰ اور فخر سے کہتا ہے۔

میں وہ علی علیہ السلام ہوں جس نے حکم خدا سے چالیس دن تک آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کی۔

وہی یداللہ خاکِ کربلا کو مٹھی میں لیتا ہے۔ حسین علیہ السلام کو واہ نہیں کی، مٹی سونگھ کے فرماتے ہیں:

واھاً لتربةo

فقرہ جاگ کے سننا میں نے عشرہ ختم کر دیا ہے، اس سے بڑا جملہ میرے پاس نہیں ہے۔ جملے لاکھوں ہیں، سانسیں تھوڑی ہیں، جملے ان سے بھی زیادہ ہیں لیکن اس سے بڑا کوئی نہیں ہے۔ بخدا اس سے بڑا کوئی نہیں!! یہاں جس طرح کہا جاتا ہے قلم ٹوٹ گیا۔ یہاں علم کا دم خم ٹوٹ گیا!! یہ سارے جو تعارف میں نے کرائے، یہ ذہن میں رکھنا۔ اس کی مٹھی میں ہے، خاکِ کربلا سونگھ کے فرماتے ہیں:

واھا لتربته، واھا لتربته فیھا روائح دم العشاق o

جس علی علیہ السلام کے ذکر پہ زمانہ ''واہ'' کہتا ہے وہ علی علیہ السلام کہہ رہے ہیں ''واہ'' رے مٹی، میری ''واہ'' ہے اس تربت کو۔ اب بات آگے جا رہی ہے۔ اس وقت تمہیں مغالطہ ہوا تھا ناں! کہ حسین علیہ السلام کو واہ کی، میں نے کہا نہیں! مٹی کو، واہ کی اور اب سبب جانو کہ اس مٹی کو بھی کس سبب سے ''واہ'' کی؟ فرمایا:

''واہ'' میری اس تربت کو۔ اس میں سے عاشقوں کے خون کی خوشبو آ رہی ہے!!

تحقیق کرنی ہے کرلو، میری بات پہ بھروسہ ہے تو سن لو، ورنہ بعد میں دشت تحقیق میں گھوڑے دوڑاتے رہنا، یہ کون سے عشاق ہیں جن کے خون سے خوشبو آ رہی ہے علی علیہ السلام کی تو پتہ چلا، علی علیہ السلام بادشاہ کہہ یہ رہے ہیں مجھے اپنے حسین علیہ السلام کے عاشقوں کے خون کی خوشبو آ رہی ہے۔

جب حرؑ، زہیرؓ کا خون ہو تو علی علیہ السلام واہ کرتے ہیں جب حسین علیہ السلام مل جائے تو کیا ہوگا؟!

چلے گئے ہو بیٹھے ہو؟ یہ حسین علیہ السلام کے عاشق ہیں جن کا لہو علی علیہ السلام سے واہ واہ کرا رہا ہے۔

حسین علیہ السلام ہے ہی وہ پہیلی جو عقل کی سمجھ میں نہ آئے، جس نے زندگی میں ایک بار بھی اپنے سینے پہ ہاتھ مار کے یا حسین علیہ السلام کہا ہے، لیکن کہا دل کی گہرائی سے درد میں ہے۔ میں نے حدیثوں میں پڑھ رکھا ہے۔ جب وہ بندے میدانِ قیامت میں آئیں گے۔ علی علیہ السلام کوثر تقسیم کرتے کرتے چھوڑ کے کہیں گے واہ حسینی علیہ السلام آ رہے ہیں!!!

اللہ جانے کیا راز ہے حسین علیہ السلام، کبھی مٹی سے اس کے بیٹے کے عاشقوں کے

خون کی خوشبو آئے تو علی علیہ السلام اس مٹی سے کہتے ہیں واہ کبھی اس کے عزاء داروں کو دیکھ کے کہتے ہیں واہ۔

کیوں، علی علیہ السلام سے زیادہ اس تبادلہ کو کون جان سکتا ہے؟ علی علیہ السلام جانتے تھے کہ عاشور سے تبادلہ ہو جائے گا۔ ابھی میں بیٹھا تھا، پتہ نہیں کون تھا جو پرچہ دیا ہے آپ نے مجھے؟ کسی نے لکھا تھا، وضاحت تو اس نے کی نہیں ہے! یہ پوچھا تھا کیا اللہ محدود ہو سکتا ہے؟ اب یہ کیوں پوچھا ہے اس نے! اس نے نہیں لکھا جو میں نے سونگھا ہے اس سے!! شاید وہ سمجھا ہوگا کہ میں نے کہا ناں کہ کربلا میں ھو (اللہ) ہے!! وہ کہتا ہے محدود ہو سکتا ہے؟! کربلا حسین علیہ السلام کی جاگیر تین ضرب تین میل، یا چار ضرب چار میل، بڑا خاصہ علاقہ ہوتا ہے۔ اللہ کہتا ہے:

نحن اقرب الیه حبل الورید o

میں شہ رگ سے زیادہ قریب رہتا ہوں۔ وہ تو انگلی سے بھی زیادہ باریک ہے تو کربلا تو شہ رگ سے کروڑوں گنا زیادہ بڑی ہے۔ وہاں کیوں نہیں ہو سکتا؟!

میں نے تمہیں حدیث قدسی سنائی تھی اگر بھول نہیں گئے ہو؟ اللہ نے کہا:

میں ٹوٹی ہوئی قبروں کے پاس ملتا ہوں!!

پھر پوچھا کربلا کب سے معلیٰ ہے؟ اس کے جواب میں میں بھی پوچھ سکتا ہوں عرش کب سے معلیٰ ہے؟ اور پھر پوچھا کب سے ہے کربلا۔ میں تو یہ بتا چکا ہوں اس لئے کہا کرتا ہوں ، میری مجلس میں حاضر ہو کے بیٹھا کرو!!

''کہا نہیں تھا کہ زمین کعبہ سے بھی چوبیس ہزار سال پہلے''

اور آؤ کیا یاد کرو گے، بس سن لو، حالانکہ قرآن پاک کی آیات کی بہت اقسام ہیں!! میں

اس میں الجھا دوں تو علمی گنجلک پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ لاتعداد قسمیں ہیں۔ ان میں عموم بھی ہے، خصوص بھی ہے۔ عموم وخصوص بھی ہے۔ عموم وخصوص مطلق بھی ہے اور عموم خصوص من وجہ بھی ہے۔ ان میں سے ایک آیت ہے جس میں عموم وخصوص بیک وقت ہے۔ یعنی وہ آیت عوام کے لئے بھی ہے۔ تھک گئے ہو؟ علی علیہ السلام کا ذکر تو ایسا ہے جس میں خدا سامعین میں شامل ہو جاتا ہے۔

یہ گھرانہ ہی ایسا ہے جس کو بھی ٹٹولو، وہی سرِ مستتر، وہی رازِ الٰہی، لگتا ہے اس سے زیادہ اس کے قریب کوئی ہے ہی نہیں!!

پھر دوسرے کو دیکھو تو پہلا بھول جاتا ہے!! مولانا! یہ تو عام کتابوں میں بھی یقیناً آپ نے دیکھا ہوگا۔ بڑا مشہور سا ایک واقعہ ہے۔ یعنی اس گھر سے پیار کرتے ہوئے کس سطح پہ آجاتا ہے خدا۔ چلتے چلتے یہ بھی بتا دوں۔ جبرائیل علیہ السلام ایک خوشہ کھجور جنت سے لایا۔ اللہ نے تحفہ بھیجا ہے مولا صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے ایک دانہ توڑا جناب حسن علیہ السلام کو کھلایا اور فرمایا:

هنیا مرئیا لک یا حسین علیه السلامo

اب اس کا ترجمہ سوائے پنجابی کے مجھے کہیں اچھا نہیں لگا، ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں اور چیلنج کر کے کہہ رہا ہوں سوائے پنجابی کے وہ حسن پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ دانہ دیا اور کہا: اللہ کرے پچے رچے، اب پچے رچے میں جو بات ہے وہ اور کسی زبان میں نہیں ہو سکتی۔

والی کربلا کو دیا، پھر یہی کہام:

هنیا مرئیا لک یا حسین علیه السلام o

اللہ کرے پچے رچے۔

سر اٹھانا! جناب سیدہ علیہا السلام کو دیا:

ھنیا مرئیا لک یا فاطمه علیها السلام ٥

اللہ کرے بیٹی پچے رچے۔

پھر جناب علی علیہ السلام کو دیا:

ھنیا مرئیا لک یا علی علیه السلام

پھر سجدہ کیا پھر علی علیہ السلام کو دیا:

ھنیا مرئیا لک یا علی علیه السلام

پھر سجدہ کیا پھر دانہ توڑا:

ھنیا مرئیا لک یا علی علیه السلام

ہونے کو ہونے سے پہلے جانتا ہے یہ خاندان۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے دریافت کیا، بابا! یہ کیا؟ حسن علیہ السلام کو ایک دیا۔ حسین علیہ السلام کو ایک دیا۔ مجھے ایک دیا، یہ علی علیہ السلام کو بار بار دانہ دیئے جا رہے ہو!! سجدہ بھی کئے جا رہے ہو؟! اور پھر کہتے جا رہے ہو، پچے رچے، پچے رچے، پچے رچے۔ یہ کیا ہے؟

فرمایا: بیٹی کوئی بات نہیں! جب میں نے حسن علیہ السلام کو دانہ دیا، جبرائیل علیہ السلام نے کہا، **ھنیا مرئیاً** ۔میں نے بھی ایک دفعہ کہہ دیا، جبرائیل علیہ السلام کی سنگت نبھانے کیلئے۔ ایسے حسین علیہ السلام کے لئے میکائیل علیہ السلام نے کہا میں نے کہہ دیا سنگت نبھانے کے لئے ۔جب آپ علیہا السلام کو دیا تو حوروں نے کہا، **ھنیا مرئیاً لک یا فاطمه علیها السلام** ۔ میں نے حوروں کا ساتھ نبھانے کے لئے کہہ دیا۔ جونہی میں نے علی علیہ السلام کو دیا اللہ نے کہا:

هنيا مرئيا لک يا علی عليه السلام

توہاڈا کیہہ خیال اے گل مک گئی اے؟!

پنجاب میں رہتا ہوں، پنجابی نہیں بولوں گا!! سر اٹھایئے، میری طرف دیکھئے، ابھی بات ہو رہی تھی، فرمایا:

جناب میں نے علی علیہ السلام کو دانہ دیا، جلی نے زبان بے زبانی سے کہا:

هنيا مرئيا لک يا علی عليه السلام

یا علی علیہ السلام تینوں پچے رچے

میں نے سجدہ شکر کیا اور پھر دانہ دیا پھر اس کی آواز آئی۔ پھر میں نے سجدہ کیا، پھر دانہ دیا، ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ عرش سے آواز آئی، میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو خود رک گیا، تو قیامت تک علی علیہ السلام کو دانے دیتا رہ، میں هنياً مرئياً کہتا رہوں گا۔

جب نورِ خدا بیان ہو رہا ہو تو پھر یہ مجازی نور؟ اس کی کیا جرأت ہے یہ درحقیقت بھڑکی تھی بجھنے کے لئے، کیونکہ جب مومن جہنم کے پل پر کھڑا ہو جائے گا تو جہنم کہے گی:

جزيا مومن ان نورک اطفانی o

تیرا نور مجھے بجا رہا ہے۔

فرمایا تو قیامت تک علیؑ کو دانے کھلاتا رہ میں هنيأ مرئيا کہتا رہوں گا۔ اب تم تو پتہ نہیں کیوں جھوم رہے ہو؟! اور میرے فیوز اُڑ رہے ہیں!! ذرا سوچو! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا کون ہے زمانے میں؟ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جناب امیرؑ سے بڑا کون ہے دنیا میں؟! کائنات کے دو بڑے بیٹھے ہیں جو اِن دونوں سے بڑا ہے وہ کہہ رہا ہے تو

قیامت تک دانے کھلاتا رہ میں ھنیا مرئیا کہتا رہوں گا۔

یعنی علیؑ کھاتا رہے جلی ذکر علیؑ کرتا رہے۔اب ایک دانے کھا رہا ہے ایک کھلا رہا ہے اللہ ذکر کر رہا ہے!! قیامت تک کے درمیان نمازیں کہاں جائیں گی روزے کہاں جائیں گے، عبادتوں کا ایک بنے گا؟! یعنی وہ تو علیؑ کو ھنیاً مرئیاً کہتا رہے گا۔ وہ قیامت تک نمازیں سکھانے والے دونوں کھانے کھلانے میں مصروف جس کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ ھنیاً مرئیاً کہنے میں مصروف یہیں سے میں نے استنباط کیا ہے، جلی ہر صورت میں ذکر علیؑ چاہتا ہے منبر پہ ہوتو وہ کہتا ہے علیؑ علیؑ کرو! مصلی پہ ہو وہ چاہتا ہے علیؑ علیؑ کرو، سجدے میں ہوتو وہ چاہتا ہے علیؑ علیؑ کرو۔ اور یہ راز ہے بتانا کسی کو نہیں۔ زمانہ جس علیؑ کے ذکر پہ "واہ" کرتا ہے۔ جب بندہ عبادت میں ذکر علیؑ کرے تو اللہ 'واہ' کرتا ہے۔

نہیں میں نے پڑھ رکھا ہے! ابھی تک تم غضنفر کو نہیں پہچان سکے ہو؟ جب تک پہاڑ سے وزنی دلیل نہ ہو میں سوچ ہی نہیں سکتا منبر پہ بات کروں!! کیونکہ مجھے پتہ ہے غیر سے اپنے مجھ سے زیادہ حوالہ مانگیں گے۔

میں نے پڑھ رکھا ہے کتابوں میں کہ جب بندہ علیؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہے۔ کسی بھی وقت چاہے عبادت میں کرے چاہے روزے میں کرے چاہے حج میں کرے چاہے گھر میں کرے چاہے بستر پہ کرے چاہے سفر میں کرے چاہے حضر میں کرے عرش سے اللہ کہتا ہے اب دیکھنا علیؑ نے زمین کربلا سے کہا تھا۔

واھا لتربة — واہ ہے اس تربت کو۔

اللہ مومن سے کہتا ہے:

واھا لطینة اقررت بولایة علی ابن ابی طالبؑ o

''واہ'' ہے اس طینت کے لئے جس نے ازل سے علیؑ کی ولایت کا اقرار کر رکھا ہے!

اللہ اکبر! انہوں نے بات ہی بہت بڑی کر دی چونکہ ابتداء میں بھی میں نے کہا تھا ''واہ'' پہ باپ کا قبضہ اور ''آہ'' پہ بیٹے حسینؑ کا۔ ایک جملہ سن لو ہو سکتا ہے پھر کسی عزادار کو آگے کچھ ضرورت نہ پڑے۔ زمانہ حسینؑ کے لئے ''آہ'' کرتا ہے! منبر کی قسم! خون رونے والا تم میں کہیں ہے، شام والی مخدوسہ علیہ السلام پر وہ داروں میں کہیں ہے۔ یہ دونوں پھوپھی بھتیجا میرے گواہ جو روایت میں تمہیں سنانے لگا ہوں۔ یہ کسی عالم کی نہیں یہ کسی راوی کی نہیں، راوی یہ خود شام والی بی بی علیہ السلام ہے۔

سمجھ لینا بی بی علیہ السلام کہتی ہیں میرے بھائی حسینؑ کو نانا سے اتنی محبت تھی کہ جب ناناؐ دنیا سے چلے حسینؑ تڑپ تڑپ کے روئے۔ لیکن میرے بھائی حسینؑ کے رونے کی آواز باہر نہیں گئی۔ اللہ کرے میں سمجھا سکوں اور خدا کرے تم سمجھ سکو رویا بہت لیکن آواز گھر سے باہر نہیں گئی۔ فرمایا پچھتر 75 دن کے بعد اماں چلیں ٹکریں مار کے رویا حسینؑ، لیکن رونے کی آواز دیواروں سے باہر نہیں گئی اکیس 21 رمضان کو ابن ملجم کی ضرب سے باباؑ شہید ہوئے انداز میں نہیں بتا سکتا کہ کس طرح روئے حسینؑ لیکن حسینؑ کے رونے کی آواز گھر سے باہر نہیں گئی۔ اٹھائیس 28 صفر کو بھائی کے جنازے میں تیرے دیکھے، کہا طمانچے مار مار کے رویا حسینؑ لیکن رونے کی آواز گھر سے باہر نہیں گئی۔

زینبؑ کہتی ہیں جونہی اکبرؑ نے زین چھوڑی حسینؑ کے ہاتھ سر پہ آئے دھاڑیں مار کے رویا حسینؑ کہاں چھپ گیا ہے میری آنکھوں کا نور؟ کہاں اتری ہے میرے نانا کی شبیہہ؟ اللہ

اکبر! علیؑ کی بیٹی کہتی ہیں چار چار فرسخ تک حسینؑ کے رونے کی آوازیں جا رہی تھیں۔ دیکھوں میرے ہاتھ جڑے ہوئے ہیں رونے والوں کے دل بہت نازک ہوتے ہیں۔ میں دکھانا نہیں چاہتا! جونہی برچھی لگی ناں اکبرؑ کو، اکبرؑ نے گھوڑے کے گلے میں بانہیں ڈال لیں۔ کہا عقاب! اگر ہو سکے تو مجھے بابا ملا دے۔ اب تمہارا دل دکھانے لگا ہوں۔ چونکہ فوجوں کا ہجوم تھا! شامی حرامی راستہ نہیں دے رہے تھے جہاں گھوڑا جاتا ہے کوئی اکبرؑ کو تلوار مارتا ہے کوئی اکبرؑ کو نیزہ مارتا ہے! گھوڑا کبھی بائیں دوڑتا ہے کبھی دائیں دوڑتا ہے حسینؑ آوازیں دے رہے ہیں این بنی الاکبر ؟! ادھر سے آواز آتی ہے حسینؑ ادھر چل پڑتے ہیں پھر ادھر سے آواز آتی ہے حسینؑ ادھر چل پڑتے ہیں!

دیکھنے والوں نے دیکھا، ایک کالے برقع والی بی بی علیہ السلام ہے جس نے دوڑ کے عقاب کی باگیں پکڑیں وعقاب میرا حسینؑ آ رہا ہے؟!

وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ o

دسویں مجلس

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ☆

سورہ نباء سے آیت تلاوت کرنے لگا ہوں۔

یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰہُ وَیَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا☆

(سورۃ نبا:40)

آخری پارے کی پہلی سورت اور آخری آیت ہے۔ قیامت کا دن ہے یہ آدمی وہ دیکھے گا جو اس کے دونوں ہاتھوں نے بھیجا۔

وَیَقُوْلُ الْکٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا (سورۃ نبا:40)

کافر حسرت میں پکار اُٹھے گا کہ کاش میں تراب ہوتا۔

کافر بول اٹھے گا۔

قرآن پاک نے دعوت فکر یہ بھی دی ہے کہ تراب سے آنکھیں بند کیں جب بھی کیں کافر نے کیں۔ یہ تو عام تراب کی بات ہے اور اس خاک کے بھی اتنے اسرار ہیں کہ زندگی ختم ہو جائے لیکن اس کے حقائق ختم نہیں ہوں گے۔ خدا کی قسم! اس خاک کا ایک ایک ذرہ اپنے اندر کائنات ہے۔ اس عام خاک کو دیکھ لو، اس میں اللہ جانے کتنی حقیقتیں پوشیدہ ہیں؟! اس میں کتنی

خلافتیں چھپی ہوئی ہیں؟! میں نے بتایا تھا ایک مٹھی مٹی اٹھائی گئی تو آدمؑ بنا۔ اب میں نے سفر شروع کر دیا ہے جاگو جس کے پاس قوتِ خرید ہے؟!

سورۃ طحٰہ کہہ رہی ہے۔

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ☆ (سورہ طحٰہ:۵۵)

میں نے تمہیں مٹی سے خلق کیا اور مرنے کے بعد بھی اس میں لوٹو گے۔

بھری پڑی ہیں کتابیں ایک نہیں کئی معصومؑ فرماتے ہیں کہ جس خطۂ ارض سے کسی شخص کی طینت کا خمیر اٹھا ہے، اپنی موت سے پہلے اگر وہ سات سمندر پار بھی رہتا ہو تو وہ مٹی اُسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔

جس خطہ ارض سے اس کی طینت نکلی ہے وہ اسے موت سے پہلے کھینچتی ہے اور اسی میں ہی دفن ہوگا۔ تو یہاں وقت نہیں آخری مجلس ہے گھر جا کے کبھی سوچنا ضرور!

یہ حبیبؓ کربلا کی طرف کھینچ رہا ہے، یہ زہیرؓ کھینچ رہا ہے، یہ حرؑ کھینچ رہا ہے۔

بخدا میں دوراہے پہ آ گیا ہوں، تذبذب کا شکار ہوں، جو خریدار ہیں، ان کا حق آواز دے رہا ہے اور جن کے چہرے مرجھائے ہوئے ہیں وہ حق دار کے حق میں ڈنڈی مارنے کی کوشش میں ہیں۔ بس یہ ذہن میں رکھنا ہے جو جو کربلا آیا ہے حسینؑ کی بات نہ کرنا۔

وہ طینتوں سے پہلے کا ہے۔

وہ حقیقتوں سے پہلے کا ہے

وہ تخلیق سے پہلے کا ہے۔

وہ تصور سے پہلے کا ہے۔

وہ ہر شئے سے پہلے کا ہے۔

وہ وجود سے پہلے کا ہے۔

ہاں میں باقیوں کی بات کرر ہا ہوں ۔حرؑ کی زہیرؑ کی حبیبؑ کی سعید ابن عبداللہؑ کی ۔ان کو کربلا کی زمین جو اپنی طرف کھینچ رہی ہے تو پھر ماننا پڑے گا ان کا خمیر کربلا سے اٹھا تھا۔اب میں جملہ دینے لگا ہوں ۔سنبھال سکتے ہو تو سنبھال لو۔میں ششدر ہوں۔علم لرزے میں ہے۔

''سلمانؑ کو کربلا میں شہید ہونا نصیب نہیں ہوا''

ذرا سوچو عقل مشورہ دے رہی ہے کہ جو کربلا میں حسینؑ کے ساتھ ہیں یہ اور لوگ ہیں، یہ لوگ اور ہیں جن کا خمیر خاکِ کربلا سے اٹھا ہے ان کی تخلیق اور ہے۔آؤ آؤ انگلی پکڑو میری! کربلا لے چلوں،شبِ عاشور ہے،سلطانِ کربلاؑ تقریر کرر ہے ہیں۔

لا اعلم اصحابا خیر امن اصحابی ☆

میرے علم میں بہتر صحابی کسی کے نہیں!!

یہ مسجودِ علم فرمار ہے ہیں''**لا اعلم**'' میں نہیں جانتا''**اصحابا**'' کوئی اصحاب ''**خیرا من اصحابی**'' جو میرے اصحاب سے بہتر ہوں۔

او حسینیوں کا مقابلہ سلمانؑ نہ کرے تو حسینؑ کو کوئی بے ایمان کیا سوچ سکتا ہے۔

دس درجے میں مولانا! ایمان کے اور دسویں پر کھڑے ہیں۔سلمانؑ حبیبؑ کی برابری نہیں کر سکتے !! زہیرؑ کی برابری نہیں کر سکتا !! نہیں نہیں،فتویٰ دو حسینؑ پر، جو فرمار ہے ہیں۔ میرے علم میں میرے اصحاب سے بہتر کوئی صحابی نہیں ہے! تو کیا حسینؑ کو یہ معلوم نہیں کہ سلمانؑ

میرے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں! تو حسینؑ نے شب عاشور فتویٰ دے دیا کہ میرے حرؓ، حبیبؓ کی برابری سلمانؓ ابوذرؓ نہیں کر سکتے!! میرے زہیرؓ کی برابری عمارؓ نہیں کر سکتے میرے سعیدؓ کی برابری میثمؓ نہیں کر سکتا۔

میں نے یہ سوچا تھا کہ میرے سامعین عرش تک جائیں گے اور میں انہیں آگے لے جاؤں گا!! جتنی قوت خرید ہے تمہاری تو ظاہر ہے مجھے بھی اتنا ہی دینا ہے۔ لو سن رہے ہیں میں نے یہ کب کہا ہے کہ نہیں سن رہے!! مجھے یہ شکوہ کہاں ہے کہ سن نہیں رہے، سن رہے ہیں لیکن مجھے یہ امید تھی کہ آج ہر چہرے پہ "الولاء" "الولاء" لکھا نظر آئے گا۔ وہ نظر نہیں آرہا۔ اس لئے میں نے وہ بند کر دیا مجھے گھنٹہ پڑھنا ہوتا ہے۔ یہ تو کوئی واجب نہیں کہ کیا پڑھنا ہے!! باقی آگے استعداد پر، صلاحیت پر، طلب پر ٹھیک ہے نا؟! جتنی طلب ہے اتنا انشاء اللہ ملتا رہے گا لیکن آج طلب سے زیادہ نہیں۔

ظاہر ہے جنہوں نے مشکوک دودھ پیا ہے، وہ دروازہ گزر ہی نہیں سکتے!! سرِ مستتر ہے، خاک شفاء، اب یہ دیکھنا ہے جس کی کھیتی سے حبیب اُگتا ہو، جس کی کھیتی سے زہیر اُگتا ہو، فقرہ دینے لگا ہوں اور یہیں سے تمہارا امتحان بھی ہو جائے گا!!

جس کھیتی کو پانی عباسؑ دیتا ہو؟!

اور جس کی جڑوں میں پانی بھرنے کی بجائے دودھ اصغرؑ گراتا ہو، سر اٹھانا اور جملہ سنبھالنا!

جس کی اتری ہوئی کھیتی کو حسینؑ ذخیرہ کرتے ہوں کہ قیامت کے دن میرے عزاداروں کے کام آئے گی۔

یہ رازِ الٰہی ہے کون سمجھے گا اسے؟! بعد میں سوچتے رہیں گے بلکہ جب جب سوچیں گے ہدایت کے نت نئے دَر کھلیں گے۔ انشاءاللہ۔

دیہات والے تو شہر سے کوئی چیز تحفتاً منگوا سکتے ہیں، شہر والے نہیں منگواتے، ہاں اپنے سے بڑے شہر سے، غریب ملک کسی امیر ملک سے۔

''جنت میں رہنے والوں کو کس چیز کی کمی ہے''

چلیے تو نہیں گئے ہو؟ میری طرف دیکھنا حدیثوں میں ہے!

ان الحوور العین اذا ابصرن بو احد من الا ملاک

بهبیط لا مرما یستهد ین سبحة کربلا و تربة کربلا

جب حوریں یہ دیکھتی ہیں کہ کوئی فرشتہ تکمیل امرالٰہی کے لئے زمین پہ جا رہا ہے تو اڑتے ہوئے کو روک کے کہتی ہیں میرے تحفہ کے لئے خاکِ کربلا لے آنا۔

و سبحة کربلا اور خاکِ کربلا، خاکِ شفاء کی تسبیح لے آنا۔

میں اس معاشرے میں سانس لے رہا ہوں جہاں کچی کی کلاسیں برداشت نہیں ہوتیں۔ اور میں اکثر کہا کرتا ہوں تم گواہ ہو، یتیمی علم کا زمانہ ہے، ظاہری حقیقتوں کا بھی کسی کو ادارک نہیں !!

حضرت جعفر صادقؑ آلِ محمدؐ کی حدیث ہے، فرماتے ہیں۔

سجة کربلا ثلاثة و ثلاثون حبةo

فرماتے ہیں کہ کربلا کی خاک شفاء کی تسبیح کے تینتیس 33 دانے ہونے چاہئیں، میں نے بڑے بڑوں کو ٹٹولا ہے۔ یہ تینتیس 33 مولاؑ نے کیوں کہے ہیں؟! نہیں پتہ؟ پھر بتاؤں گا

تب تک آپ علماء سے پوچھتے رہنا، پھر میں پوچھوں گا کیا بتایا گیا؟!ایک منٹ،ایک منٹ،اب سوال یہ ہے؟

ٹھیک ہے بتاتا ہوں! حالانکہ جو تسبیح پڑھی جاتی ہے پہلے کیا پڑھا جاتا ہے اللہ اکبر چونتیس34مرتبہ پڑھا جاتا ہے،تو مولاؑ نے چونتیس 34 کیوں نہیں کہے؟!

اس میں بھی بڑے اسرار ہیں، پھر کبھی پوری مجلس اس کی علت پہ پڑھوں گا،اب صرف ایک یا دو علتیں بتا دیتا ہوں۔

اگر مولاؑ کہتے کہ چونتیس 34 دانے ہونے چاہئیں اور چونتیس34 دانے رکھنا۔چلو ''اللہ اکبر''تو ہم چونتیس34دانوں پر پڑھ لیتے ہیں۔پھر الحمد اللہ تینتیس33 دفعہ ہے اور ایک دانہ خالی جاتا،غیرتِ ولایت کو خاکِ شفاء کا خالی دانہ گوارہ نہیں!! آج تمہارا محلّہ ڈھیلا لگ رہا ہے!! چلو نیت پہ اعتبار کر لیتا ہوں!

میری طرف دیکھنا،یاد دلا دیا تم نے،جن کو نہیں پتہ وہ جان لیں تسبیح سیدہ علیہ السلام تو کہلاتی ہے۔یہ بی بی علیہ السلام کی تسبیح پڑھی کب گئی ہے؟!

اعلان ہوا نا! جس کے گھر ستارہ اترے گا وہی دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہوگا اور وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔

میں سارا نہیں دہرانا چاہتا، میں نے اپنی منزل کی طرف بڑھنا ہے بس زہرہ نے ساحتِ فلک کو چھوڑا،زہرا علیہ السلام نے دیکھا اور پڑھنا شروع کیا اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔اترنے تک چونتیس دفعہ بی بی علیہ السلام پڑھ چکی تھیں۔اللہ اکبر کہ ستارہ بر دہلیز مرتضیٰ پہ اتر گیا۔بی بی علیہ السلام نے کہنا شروع کیا الحمد اللہ۔الحمد اللہ۔یہ سوچنے والی بات ہے جونہی پتہ

چلا کہ میرے حاکم علیؑ ہیں بتول علیہ السلام نے پڑھنا شروع کیا۔ الحمد اللہ اور جس کی کنیزی پہ بتول علیہ السلام الحمد واجب ہو جائے، تینتیس 33 دفعہ پڑھا۔ الحمد اللہ اور اتنی دیر ستارہ دہلیز مرتضیٰ پہ رُکا رہا۔ پھر اس نے بلند ہونا شروع کیا۔ بی بی علیہ السلام نے کہنا شروع کیا سبحان اللہ ،سبحان اللہ۔ تب سنت الٰہیہ ہوگی۔ چیز بلندی سے زمین پر آئے تو اللہ اکبر کوئی معراج پہ آئے تو سبحان اللّٰه الذی اسریٰ.......

ایک تو یہی وجہ تھی اگر چونتیس 34 دفعہ کہوں تو ایک دانہ خالی جائے گا۔ اور یہ بات نہ مشیت الٰہی کو گوارہ۔ اس لئے کہا ایک بار خالی پڑھ لیا کرو اللہ اکبر۔ باقی تینتیس 33 دانے گھمایا کرو پھر تینتیس 33 مرتبہ الحمد اللہ پڑھا کرو۔ پھر تینتیس 33 دفعہ سبحان اللہ۔

تینتیس 33 تینتیس 33 تینتیس 33 کو جمع کرو تو ننانوے 99 بنتا ہے اور اتنے ہی اللہ کے اسمائے حسنیٰ ہیں!!

بتانا یہ چاہتے تھے میرے امامؑ کہ اس خاک میں اس کے نام چھپے ہوئے ہیں!! وہ ''الحمد اللہ'' مجھے بھی یقین ہے کہ پہلے نہیں سنی۔ مولاؑ کی جوتی کا صدقہ مجھے خود ہی یقین ہے کہ واقعی کسی نے نہیں سنی۔

سرُ اٹھانا! اِسی سرکارؑ کا فرمان ہے اور من لا یحضر الفیقه تک میں شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے لکھی۔

ان السجود علی طین قبر الحسین ینور الی الارض السابعة ☆

فرمایا جب کوئی کربلا کی خاکِ شفاء پہ سجدہ کرتا ہے، ایک سجدہ ساتویں زمین تک کو نورانی کر دیتا ہے۔ اب میں اس کی تشریح کرنے لگا ہوں تو پھر عشرہ چاہیے۔ خاک کو تو نور کی ضد

بنا کے پیش کرتے ہیں۔

یہ تو حسینؑ کی کریمی تھی کہ آپؑ نے **ھل من ناصر** کہہ دیا وہ تیری میری مدد کے محتاج تھے؟۔ انہیں ہمارے استغاثہ کے جواب کی ضرورت تھی؟۔ یہ وہی حسینؑ ہے جب حسینؑ نے احرام توڑے پوری فضا اور آسمان بھر گئے، فرشتوں سے، جبرائیلؑ آگے آگے تھا۔

امرنا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ☆

ہمیں حکم دیجیے

جنات الگ، روحانی الگ، کروبی الگ، مقرب الگ، ساری مخلوق، حسینؑ نے باقی مخلوق کو تو جواب کے قابل نہیں سمجھا، جبرائیلؑ سے کہا ان کو تو چھوڑو۔

لماذا جئت؟

جبرائیلؑ تو کیوں آیا ہے۔

جئت لنصر تک یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

میں آپؑ کی نصرت کے لئے آیا ہوں!

کبھی غضب میں نہ آنے والے حسینؑ جلال میں آ کے رحلِ زین میں رکابوں پہ زور دے کے کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

جئت لنصرتی ☆

تو میری مدد کو آیا ہے۔

لما کنت ناصر الربی☆

تو میری مدد کرے گا میں تو اپنے اللہ کا مددگار رہوں۔

حسینؑ تو یہ چاہتے تھے کہ جو اپنے اجداد کی پشتوں میں ہے کوئی مجھے لبیک کہہ دے۔
جس جس نے تم میں سے لبیک کہی تھی غضنفر عباس ہاشمی عالمانہ ضمانت سے اعلان کرتا ہے اس کا نام حسینؑ نے کربلا کے شہیدوں میں لکھ لیا ہے!!

کسی نے بحث کرنی ہے کرلے۔ جس نے مناظرہ کرنا ہے کرلے جس جس نطفہ نے بھی لبیک کہی، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ ھلمو الحج کہا جس نے لبیک کہی وہی حج پہ جائے گا اور جتنی دفعہ کہی اتنی دفعہ جائے گا!!

ایسے ہی جس نے حسینؑ کے استغاثہ پر لبیک کہی وہی کربلا جائے گا۔ جس نے جتنی دفعہ لبیک کہی اتنی دفعہ ہی کربلا جائے گا۔ اور حسینؑ نے اس کا نام لکھ لیا۔ اور وہ حسینؑ اتنا کریم ہے نا! بات آ گئی ہے سامنے، میں جلدی جلدی سنانے کی کوشش کرتا ہوں۔

ایک دفعہ بنگال کا سید گیا کربلا، اس کی نیت تھی کہ میں نے وہیں دفن ہونا ہے، وہ بات بڑی لمبی ہے اسے میں چھوڑ رہا ہوں۔ مولاؑ نے خدام کو پابند کیا کہ ایک سید آرہا ہے اس کی یہ نشانی اور حلیہ ہے۔ خادم نے کہا کہ مولا حسینؑ کا حکم ہے آپ نے رات حرم میں رہنا ہے، کہا ٹھیک ہے، اب بیٹھا ہے۔

اب دیکھتا ہے۔ میں رک گیا ہوں تا کہ اپنے آپ کو سنبھال لوں اور پھر میں جملہ کہہ سکوں ورنہ مجھے رخ موڑنا پڑ جائے گا۔ پتہ نہیں ابھی میں نے کتنا کہنا ہے۔ اور دل تو میرا بہت کچھ کہنے کو تھا۔ اس نے دیکھا کہ قافلہ آیا ہے۔ باہر اترا ہے، اونٹوں گھوڑوں کا زمانہ تھا۔ اونٹوں کی بلبلاہٹ کی آواز آرہی ہے۔ سلطان کربلاؑ کی کرسی لگ گئی اور وہ دیکھ رہا ہے! فرشتے آتے ہیں فہرست پیش کرتے ہیں مولاؑ آج یہ یہ زائر آئے۔ مولاؑ نے فہرست پہ نظر ڈالی اتفاق یہ تھا، یہ

پہلے بتادوں وہ جواونٹ کرائے پہ لایا تھاوہ نصرانی تھا،عیسائی تھا۔وہ مولاؑ کے حرم میں نہیں آیا،دور اپنے اونٹوں کے پاس بیٹھا رہا۔مولاؑ نے فہرست پہ نظرڈالی فرشتوں سے کہا،فہرست ناقص ہے ادھوری ہے۔

فرشتے دوڑے دائیں، بائیں آگے پیچھے پھرآئے نظرثانی فرمایئے ! دیکھے بغیر فرمایا: ادھوری ہے، پھر بھاگے لوٹ کرآئے قدموں پرگرے۔مولاؑ اگرکوئی بچہ ماں کے شکم میں تھاتو ہم نے اس کا نام بھی تیرے زائرین کی فہرست میں لکھ لیا۔

مولاؑ نے فرمایاادھوری ہے،ہاتھ جوڑ کے،سرکار ہمارا علم تو آدمؑ کے علم سے کم ہے۔توُ وجہ تخلیق آدمؑ ہے!!

اگرکوئی ہم سے رہ گیا ہےتو پھرآپؑ خود ہی بتائیں!!

فرمایاوہ جواونٹوں والا ہے،اس کا نام لکھا؟،عرض کیا مولاؑ وہ عیسائی ہے،مسلمان ہی نہیں،اوروہ حرم میں آیا ہی نہیں۔

ذوالجلالؑ کے چہرے پرسرخی جلال آئی اورفرمایا:

اما نزل بسا حتا؟؟

کیاوہ ہمارے شہرمیں آیانہیں؟!

جواپنے شہرمیں آئے ہوئے نصرانی کومحروم نہیں کرتا۔

ساتویں زمین تک نورانی کردیتا ہے،خاک شفاء پرکیا ہواایک سجدہ!

بھول گئے ہو،اب دیکھیں ہرچیز میں مثلاً جو چیز سرد ہےوہ گرم نہیں اور جوگرم ہےاس میں سردی نہیں۔جس چیز میں رطوبت ہے اس میں خشکی نہیں جس چیز میں یبس ہے اس میں

رطوبت نہیں ہے۔ ایسا ہوتا ہے؟! جو چیز نیچے ہے وہ اوپر نہیں جا سکتی، جو چیز اوپر ہے۔۔۔! میرے جو ہمیشہ کے سامعین ہیں وہ تھکنا شروع ہو گئے ہیں۔ تو نئے والوں سے کیا گلہ ہے؟! یہی سن لو اور بس۔

جو اوپر ہو وہ نیچے نہیں آئے گی یہی قانون ہے!!

اور خاکِ شفاء کی ایک صفت تو یہ ہے کہ وہ ساتویں زمین تک کو منور کر دیتی ہے۔ تم پہلی زمین پہ ہو چھ نیچے ہیں۔

ان السجود علی طین قبر ابی عبداللّٰہ یخرق الحجب السبعة☆

حسینؑ کی تربت پہ ایک سجدہ ساتوں حجابات کو پھاڑ کے نکل جاتا ہے چونکہ واقعہ کربلا حادثہ نہیں بلکہ یہ ازل کا معاہدہ ہے حسینؑ اور خدا کے درمیان۔ میں پوری ضمانت سے کہہ رہا ہوں عالمانہ ضمانت سے۔ عالم ذرِاول میں جب حسینؑ نے معاہدہ کر لیا اللہ سے، تو اللہ نے کہا کون کون ہوگا تیرے ساتھ؟!

فرمایا! ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔

اسی وقت حسینؑ کی روح نے کہا" **هل من ناصر** "

سب سے پہلے میں یہ بتانے لگا ہوں لبیک کس نے کی ہے۔

سب سے پہلے عباسؑ نے کہا"**لبیک**"

جو بتا چکا ہوں، اسے چھوڑو، اسے ذہن میں تازہ کر لیا کرو۔ اب تمہارے دل میں یہ شک تھا کہ غضنفر عباس ہاشمی مبالغہ کرتا ہے۔ تمہیں اب یقین آ جانا چاہیے کہ مولاؑ نے میرے سینہ میں کیا رکھا ہے؟!

اب اسی حدیث پہ عشرہ چاہیے! ایک سجدہ سات حجابات کو "**یخرق**" پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ اچھا آؤ مولانا پتہ چلے گا آپ کو ذاتی علم کیا ہوتا ہے اور ان کی عطا کیا ہوتا ہے۔ میں نے شروح احادیث کے اوراق اُلٹنا شروع کیے، سات حجابات چیر کے نکل جاتا ہے، کیا مطلب!!

کسی نے لکھا سات گناہان کبیرہ ہیں ان کو دھو دیتا ہے۔ ان کو تو دھونا ہی ہے لیکن میرے اندر نے نہیں مانا کہ حجابات ہیں۔ کسی نے لکھا سات آسمانوں کو چیر کے نکل جاتا ہے، میں نے اس کو بھی حجاب نہیں مانا، میری تحقیق میں حجاب سات قسم کے ہیں! ایسے نہیں کہا ہے زبان عصمت کی دعاؤں کے ذریعے میری تحقیق اختتام کو پہنچی ہے!

اسئلک باسم الذی مکتوب علی سرادقات العرش☆

پالنے والے! تجھے تیرے اس اسم کا واسطہ جو عرش پہ لکھا ہوا ہے۔

جاگ رہا ہے نا ہر بندہ، قوت خرید ہے ہر بندہ میں، آمادہ ہے ہر سامع، تو اب اس روشنی میں میں نے کہا سات قسم کے حجاب، میری طرف دیکھنا:

حجابات جلال حجابات جمال حجابات عرش حجابات کرسی حجابات لوح حجابات قلم اور حجابات اکبر۔

اور میرے حسینؑ کے شہر کی خاک کا ایک سجدہ جلال کے حجاب پھاڑ دیتا ہے جمال کے حجاب پھاڑ دیتا ہے کرسی کے حجاب پھاڑ دیتا ہے عرش کے حجاب پھاڑ دیتا ہے لوح کے حجاب پھاڑ دیتا ہے قلم کے حجاب پھاڑ دیتا ہے لوح و قلم نے نہ بھی لکھا ہو، یہ حجاب پھاڑ دیتا ہے۔

ایک سجدہ تربت کربلا کا لوح و قلم کے حجاب پھاڑتا چلا جاتا ہے۔ یہ حسینؑ کا ہی مزاج ہے۔ بچپن میں جو چیز لوح پہ نہیں لکھی ہوتی ۔۔۔۔۔ سجدہ ایک ہے۔ ادھر ساتویں زمین تک نور

بھر رہا ہے، ادھر ساتوں حجاب چیر کے گزر رہا ہے۔

شہر کی جو خاک ہے۔۔۔۔۔۔ یہ خاک ہے اس کے شہر کی جو بیک وقت ساتوں زمینوں کو نور دے رہی ہے ساتوں حجابوں کو چیر رہی ہے۔ اور پوری کائنات میں خدا کو چھوڑ کے اعلان کر رہی ہے۔

من مثل الحسینؑ ☆

ہے کوئی حسینؑ جیسا؟

ابھی میں ایک جملہ بولوں گا کلیجے چر بول جائیں گے۔ بس ٹھیک ہے جو میں دیتا رہوں لیتے رہو۔

یہ حقائق علم کے پہاڑوں سے برداشت نہیں ہوئے۔ کمیل بھی ایسے ہی اترایا تھا۔ اور امیر کائناتؑ سے عرض کیا یا علیؑ آج تو اکیلے ہیں۔

أردفــــه امیر المومنینؑ کبھی کبھار کمیل کو اپنی سواری پر اپنے ساتھ بٹھالیا کرتے تھے تو اترایا۔

مولاؑ آج تو ہم اکیلے ہیں بتا دیں حقیقت کیا ہے؟!

مولاؑ حقیقت بتا دیں چہرے پر سرخی آئی۔

مالک و الحقیقة؟!

تجھے حقیقت سے کیا لینا دینا۔

چھ 6 آدمی ہیں جو محرمِ اسرارِ امیر المومنینؑ کہلاتے ہیں اور چھٹا جناب کمیل ہے۔

انہیں گھمنڈ تھا، عرض کرتے ہیں:

اولست صاحب سرک؟!

مولاؑ کیا میں آپؑ کا ہم راز نہیں؟!

فرمایا! اگر دیگ کے ڈھکنے سے چند قطرے زمین پر گر پڑیں تو زمین یہ کہتی ہے کہ دیگ کا سارا کچھ میرے اندر آ گیا۔ بس یہیں سے سوچ لو، تصور اگر کر سکتے ہو! کرلو! یہ تو میں خاک بتا رہا ہوں حسینؑ کے شہر کی۔

محاورہ ہے کہ فلاں بندے پر یہ مجھ پر کسی خاک کا قرض ہے۔ میں اس خاک کا مقروض ہوں، وہ (اللہ) کا خاک کربلا کا مقروض ہے، وہ مقروض ہے۔ قرآن پڑھ۔

مَنْ ذَاالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (سورۃ بقرہ 245)

یہ آیت دودھاری تلوار ہے ادھر بھی، ادھر بھی، یہ عوام کے لئے بھی ہے خواص ہی نہیں، ایک خاص کے لئے بھی ہے۔ کون ہے وہ جو اللہ کو قرض حسنہ دیتا ہے۔

کون ہے وہ اچھا یہ جو گھر ہے چودہ والا یہ قرآن کو وجود قرآن سے پہلے جانتے ہیں!

ہے ایمان؟ میں ذرا شکی مزاج ہوں، جو نہیں یہ مانتے ہو ہاتھ اٹھاؤ۔

صاف ظاہر ہے جانتے ہیں تو نزول سے دس دس سال پہلے پڑھ دیتے ہیں تو حسینؑ بھی جانتے تھے۔ اللہ نے قرآن میں ایک کلیہ دیا ہے سورۃ نساء کو پڑھنا طبیعت میں عجلت ہو قرآن ابھی لاؤ۔

وَاِذَاحُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا o (سورۃ النساء 86)

جب تمہیں کوئی تحفہ دیا جائے اس سے بہتر لوٹاؤ، جب میں اپنی بانہیں پھیلاتا ہوں تو خاموش لفظوں میں اعلان کر رہا ہوتا ہوں کہ پوری کائنات سما سکتی ہے ان بانہوں میں آؤ اور اس

سینہ سے نکال لو جو نکالنا چاہتے ہو! سر اٹھاؤ۔

اس سے بہتر لوٹاؤ یا وہی لوٹا دو اللہ نے یہ قانون بنایا بس یہ سن لو اور جاؤ حسینؑ اٹھے اس عالم میں پالنے والے میں ایک نہیں تجھے کئی تحفے دوں گا جو آج رات جنت کا منہ چڑانا چاہتا ہے وہ آج رات اپنی سماعت مجھے مستعار دے۔

میرے اللہ میں ایک نہیں کئی تحفے دوں گا۔ حسینؑ میں اس سے بہتر لوٹاؤں گا! گنو!

اے میرے اللہ میں تجھے تیرا قبلہ بچا کے دوں گا ''کعبہ''

اللہ نے کہا میں اس سے بہتر دوں گا میں تیری زمین خاک کربلا کو کعبہ سے افضل بنا دوں گا۔

و ما فضلت الكعبة الا الابرة التى اغمضت فى البحر o

جس طرح سوئی کی نوک کو سمندر کے پانی سے تر کر لیا جائے وہ سوئی کی نوک کعبہ ہوگا اور سمندر کربلا ہوگی۔

حسینؑ نے کہا دوسرا تحفہ میں تجھے قرآن بچا کے دوں گا اللہ نے کہا میں بہتر لوٹاؤں گا میں تیرا بھی پروردگار رہوں میں بہتر دوں گا قرآن کو قصیدہ بنا دوں گا تیرا، اور قرآن کو تیرے ساتھ رہنے کا ایسا پابند کروں گا۔۔۔۔

میں کہتا ہوں ''واہ'' مرنے کے بعد بھی سانس نہیں چھوڑے گا، نوک سناں پہ بھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔

حسینؑ نے کہا میں تجھے نماز بچا کے دوں گا، اللہ کہتا ہے میں بہتر دوں گا۔ کائناتِ عالم کے سب سے بڑے نمازی کی نماز تیری مرضی کی محتاج ہوگی۔ تو اُترے گا تو نماز ختم ہوگی۔۔۔۔

کہا میں اس سے بہتر دوں گا، کائنات کے سب سے بڑے نمازی کی نماز تیری مرضی کی پابند ہوگی، تو اترے گا تو سر اٹھے گا۔

اپنے آپ سے پوچھ کے بتاؤ، قوتِ خرید ہے؟ تو سنو!

حسینؑ کہتا گیا وہ بہتر دیتا گیا۔

حسینؑ اپنی حسینیتؑ سے باہر آیا۔ میں چیلنج کر رہا ہوں منبر کی تاریخ کو، جب سے اس خاندان کے ذکر کے منبر سجنے لگے ہیں تاریخ میں مثال لاؤ، غضنفر عباس ہاشمی سے پہلے یہ جملہ کسی نے کہا ہو؟ شہ رگ کٹوا دوں گا۔

حسینؑ اپنی حسینیتؑ سے باہر آیا سجدہ کر کے کہا:

مالک! لے تحفہ!

دے حسینؑ

میں تجھے تیری توحید بچا کے دوں گا۔

آوازِ قدرت آئی حسینؑ توحید سے بہتر شے کوئی نہیں، دو خدا ہو ہی نہیں سکتے!

تو پالنے والے میرا تحفہ ضائع؟

نہیں نہیں، ضائع نہیں میں قرآن میں سند دے دیتا ہوں۔

۲۴۴ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرہ :۲۴۵)

میں تیرا مقروض ہو گیا!

خُسروی جبر یہاں کاشت نہیں کرسکتی
کربلا تاج کو برداشت نہیں کرسکتی

جوشؔ ملیح آبادی

سلطان العلماء
علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی
کی زیرِ طبع کُتب
بیت اللہ

سلطان العلماء
علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی
کی زیرِ طبع کُتب
الغیب
معصومینؑ کے علمِ غیب پر خمسہ مجالسِ عزا

سلطان العلماء
علامہ غضنفر عباس ہاشمی تونسوی

کی زیرِ طبع کُتب

شہزادی زینبؑ پر مجموعہ تقاریر